ہماری بدلتی قدریں

پروفیسر ثریا بتول علوی

www.KitaboSunnat.com

تنظیم اساتذہ پاکستان

تنظیم اساتذہ پاکستان (خواتین)

تنظیم منزل، 47۔ایبک پارک، بہاول شیر روڈ چوک چوبرجی لاہور

فون: 042-8431969, 7117012

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہماری بدلتی قدریں

پروفیسر ثریا بتول علوی

گولڈ اینڈ سلور میڈلسٹ

سابق صدر شعبہ اسلامیات

گورنمنٹ کالج برائے خواتین سمن آباد لاہور

تنظیم اساتذہ (خواتین) پاکستان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

284

شاری ۔ د

نام کتاب : ہماری بدلتی قدریں

مصنفہ : پروفیسر ثریا بتول علوی

اشاعت اوّل : اگست 2009ء

تعداد : 1000

ناشر : قاسم گرافکس، منصورہ لاہور (0322-4464573)

قیمت : 250

ملنے کے پتے : 1۔ تنظیم اساتذہ (خواتین) پاکستان

147 ایبک پارک، 3 بہاول شیر روڈ

تنظیم منزل، مزنگ لاہور

2۔ 106 حبیب پارک، منصورہ ملتان روڈ لاہور

042-35412745

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہماری تہذیبی قدریں

اسلام یا سیکولرزم کے تناظر میں

(ثریا بتول علوی)

انتساب

نوجوانوں کے نام

جو ہمارا مستقبل ہیں......

اللہ کرے وہ امتِ مسلمہ کے صالح اور مخلص تابندہ ستارے بن سکیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترتیب مضامین

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
7	پیش لفظ (از مرتبہ)	
13	ہمارا تشخص	باب نمبر 01
26	غیر اقوام کی مشابہت	باب نمبر 02
42	بسنت ہندوانہ تہوار	باب نمبر 03
68	ویلنٹائن ڈے	باب نمبر 04
83	میراتھن ریس	باب نمبر 05
98	خواتین کا عالمی دن	باب نمبر 06
120	اپریل فول	باب نمبر 07
134	مزدوروں کا عالمی دن اور اسلامی نقطۂ نظر	باب نمبر 08
151	عالمی یومِ آبادی	باب نمبر 09
173	ہیپی نیو ایئر، کرسمس ڈے، نیو ملینیم، سالگرہ اور	باب نمبر 10
198	آپ کا یہ ہفتہ کیسا رہے گا؟	باب نمبر 11
216	2005ء کا ہنگامہ خیز سال و مابعد	باب نمبر 12
230	لہو و لعب میں مبتلا ہونے کے نتائج	باب نمبر 13
241	اپنی اقدار کا تحفظ کیسے ممکن ہے؟	باب نمبر 14
269	کتابیات	

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

1965ء کی پاک بھارت جنگ سترہ دن جاری رہی۔ ان سترہ دنوں میں چشم فلک نے اہلِ پاکستان کا ایک مختلف کردار دیکھا تھا...... ہمدردی، خیرخواہی، اپنے شاہین صفت فوجی بھائیوں کے ساتھ وارفتگی...... ایمانداری، دیانتداری، خلوص و محبت حتیٰ کہ تاجر برادری نے ان دنوں نفع لینا چھوڑ دیا تھا۔ ہر کوئی اپنے اثاثے، دولت اور سامان اٹھائے جہاد فنڈ میں جمع کروانے کے لیے لا رہا تھا......فوج اور پاکستانی قوم یکسو تھی......انہیں لا الٰہ الا اللہ کے نام سے جہاد میں اپنی بھرپور شمولیت کی دعوت دی گئی تھی......اور وہ فی الواقع اللہ سبحانہ تعالیٰ کے پاک نام پر گناہوں سے توبہ استغفار کرتے ہوئے مخلص مسلمان کے روپ میں نمودار ہوئے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ اہل پاکستان نے "پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ" کا اصل اظہار انہی سترہ دنوں میں کیا تھا......گویا یہ سترہ دن پاکستان کی تاریخ کا روشن ترین اور درخشاں باب ہیں......

پاکستان کی نظریاتی مملکت کے کردار کو مسخ کرنے کی تیاریاں اور سازشیں اگرچہ ہنود و یہود نے قیامِ پاکستان کے ساتھ ہی شروع کر دی تھیں۔ مگر 1965ء کی جنگ میں اس قوم کا اصل کردار دیکھ کر دشمن کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں......لہٰذا سازشوں کا اب ایک وسیع جال پھیلایا گیا......جس کا نتیجہ 1971 کی پاک بھارت جنگ اور پھر عملاً مشرقی پاکستان کی علیحدگی یعنی سقوطِ ڈھاکہ کی شکل میں سامنے آیا......سقوطِ ڈھاکہ کے بعد یہ سازشیں بڑھتی ہی چلی گئیں......
یہود کی مکاری، ہنود کی عیاری اور عیسائیوں کی عسکری قوت و صلیبی جذبہ ان سب نے مل کر ہماری قوم کو دیمک کی طرح چاٹنا شروع کر دیا ہم پر میڈیا کے ذریعے ثقافتی یلغار شروع ہو گئی جو ہماری اقدار کو تبدیل کرنے کی سازش تھی ہم میں ہندوانہ اور فرنگیانہ تہذیب کو زیادہ سے زیادہ نفوذ کروانے کی سازش......ثقافتی تبادلے، این۔ جی۔ اوز کے وفود اور ہمارے نظامِ تعلیم کو زیادہ سے زیادہ مغربی رنگ دینے کی کوشش یہ سب اسی منصوبہ بندی کا حصہ تھیں۔ اوپر سے آئی۔ ایم۔ ایف اور ورلڈ بینک کے سودی قرضے ہمیں اپنے شکنجے میں کستے جا رہے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہماری نئی نسل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو گھروں میں میڈیا میں مشغولیت کے سبب سے دینی تعلیم وتربیت سے محروم ہو رہی تھی اور تعلیمی اداروں میں یہی لبرل اور سیکولر تعلیم سیکھ رہی تھی۔ آہستہ آہستہ انہی ہندو اور مغربی اقدار کی اسیر ہوتی چلی گئی۔ ہمارے پرانے اسلامی ادب آداب اور اقدار رخصت ہونے لگے......اور ہماری نئی نسل ہندو نواز اور مغرب نواز بننے لگی۔ ان کی زبان، لباس، آداب واطوار سے محبت کرنے لگی۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے ہاں گفتگو میں انگریزی الفاظ کی بھرمار ہوگئی اور آج کل ہندی الفاظ کا ریڈیو، ٹی وی پر استعمال بکثرت نظر آرہا ہے۔ پاکستان کی نوجوان نسل کو دیکھ کر یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ یہ مسلمان ہیں کہ ہندو/عیسائی ہیں۔ پھر آخر یہ نسل ادھر جا کر آباد ہونے کو اپنا آئیڈیل قرار دے لیتی ہے۔

اہل مغرب اپنی علمی وسائنسی برتری، عسکری قوت اور ایٹمی ٹیکنالوجی کی بدولت پوری دنیا پر اپنی حکومت وسیادت چاہتے ہیں۔ چنانچہ وہ نائن الیون کے ڈرامہ کے بعد مسلمانوں کو ہر طرح سے دبانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان کے حملے عسکری بھی ہیں اور تعلیمی بھی ثقافتی بھی ہیں اور مالی بھی۔ مگر سچی بات یہ ہے کہ ان کے فوجی حملوں سے عراق یا افغانستان کا کچھ نہیں بگڑا۔ عمارتیں ویران وکھنڈر بنیں اور بے شمار انسان لقمۂ اجل بن گئے۔ مگر میرے خیال میں ان کا کچھ نہیں بگڑا۔ قوموں کی آبرو اور شان تو ان کے ''احساسِ خودی'' سے ہوتی ہے۔ ان کی خودی بہر صورت محفوظ رہی۔ وہ امریکی گنوں، سنگینوں، ٹینکوں، میزائیلوں سے بے پروا اور بے خوف اپنے کھنڈر زدہ مکانوں پر بیٹھے نعرے لگاتے رہے ''اللہ اکبر، اللہ اکبر۔ امریکیو واپس جاؤ'' تم ہمارے یہاں کیا لینے آئے ہو''۔ انہوں نے امریکی رعونت اور جاہ وجلال کو اپنی پاؤں کی جوتی تلے روند ڈالا۔ سوکھی روٹی کھانے والے فاقہ مست مجاہدین نے مستقل مزاجی سے ان کا اس طرح مقابلہ کیا کہ بالآخر امریکیوں کو عراق سے دم دبا کر بھاگنا پڑا۔ اور افغانستان میں مکمل ناکامی کے اعتراف کے ساتھ ساتھ انہوں نے اپنا دباؤ پاکستان پر، جو پہلے ہی جنرل مشرف کے زیر سایہ فرنٹ لائن کا کردار ادا کر رہا تھا۔ مزید بڑھا دیا۔

یہ حقیقت ہے کہ نائن الیون کے واقعہ سے سب سے زیادہ متاثر پاکستان ہوا ہے۔ اسی کا سب کچھ بگڑا ہے۔ قومی خودمختاری کا جنازہ نکل گیا ہے۔ اپنی دینی، اخلاقی اقدار کا جنازہ نکلتے دیکھ کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گہرا دکھ اور قلق ہو رہا ہے۔ کرب کی ٹیسیں میرے جسم و جان کو سُن کیے دے رہی ہیں۔ مسلمان جو "خیر امت" ہونے کی حیثیت سے دنیا کی رہبری و رہ نمائی کا کردار ادا کرنے آیا تھا۔ اب اس طرح گرد راہ بن گیا کہ جو تہوار اہل مغرب منائیں۔ ہمارے حکمران طبقے کی مہربانی اور میڈیا کے ذریعے وہ سب تہوار بغیر سوچے سمجھے ہماری نوخیز نسلوں اور معصوم بچوں کے تہوار بنا دیے جائیں۔

مغرب کا ایک اہم ہتھیار پروپیگنڈے کا محاذ ہے۔ جس میں خود اسلام نشانے پر ہے۔ وہ خود اسلام کو مختلف حیلے بہانوں سے مسلمانوں کے ذہنوں سے کھرچنے میں مصروف ہے۔ قرآن کی توہین، پیغمبرِ اسلام کے گستاخانہ خاکے اور شعائرِ اسلام کے خلاف دشنام طرازی جاری ہے۔ وہ اسلام کو دہشت گرد، دقیانوسی، فرسودہ، رجعت پسند اور مخالفِ ترقی و اعتدال وغیرہ قرار دیتا ہے۔ کبھی قرآن کا نیا ایڈیشن تیار کرتا ہے۔ وہ اپنی حیا باختہ تہذیب کو مسلمانوں پر مسلط کرنے کے لیے مالی تعاون بھی دیتا ہے اور ساتھ سفارتی دباؤ بھی برقرار رکھتا ہے۔ اس کے لیے بھی وہ یو۔این۔او کے اداروں کو استعمال کرتا ہے۔ یعنی یو۔این۔او کے مقرر کردہ عالمی ایام منانے پر مسلمانوں کو مجبور کرتا ہے۔

گلوبلائزیشن کا نعرہ پوری شدت سے بلند کر کے اسی مغربی تہذیب کو دنیا میں بالا دست بنانا اس کا اصل ٹارگٹ ہے۔ یہ گلوبلائزیشن اپنی ذات میں سفاکانہ بدمعاشی ہے کہ ہماری بالادستی کے راستے میں جو بھی حائل ہوا اس کو پوری قوت سے کچل دو۔ یہود و ہنود و نصاریٰ کا اتحاد ثلاثہ اور مغرب کی تعلیمی اور ثقافتی یلغار بھی اسی سلسلے کی مختلف کڑیاں ہیں۔

خود ہمارا حکمران طبقہ خدمتِ نفس کی خاطر، اپنے مال و جاہ کی خاطر، ان مغربی تہواروں کو پاکستان کی معصوم نوخیز نسلوں کے سروں پر مسلط کرنے اور برقرار رکھنے میں مغربی خداؤں کا ہمنوا بنا ہوا ہے۔ وہ ان دشمنوں سے دوستی کا ہاتھ بڑھاتے بڑھاتے خود دہشت گردی کے خلاف دشمن کی جنگ کو اپنے ملک میں گھسیٹ لائے ہیں اور اپنے ملک کو تہذیبی اور فوجی دونوں لحاظ سے تباہ کر رہے ہیں۔

لٰہذا ان تہواروں کا تفصیلی تجزیہ کر کے اپنی نوجوان پاکستانی نسل کو ان سے بچانے کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے اپنی سی کوشش کی گئی ہے۔اس کے مقابلے میں ان کے سامنے اپنا اسلامی وقومی تشخص پیش کر دیا گیا ہے۔مقصد یہ ہے کہ ہمارے نوجوان اپنی اسلامی تہذیب کو حرز جان بنائیں اور غیر مسلموں کے مذہبی وقومی تہواروں سے بچ کر اپنے اسلامی تشخص کی حفاظت کر سکیں۔اگر ہمارے علماء، اساتذہ صحافی ودانشور حضرات نسل نو کی تعمیر کے سلسلے میں اپنے حصے کا کام نہ کر سکے تو پھر خدانخواستہ اکھنڈ بھارت بننے میں کوئی دیر نہیں لگے گی۔دشمن تو پہلے ہی پاکستان پر دندانِ آز تیز کیے بیٹھا ہے۔ اور ہر وقت پاکستان کے ٹوٹنے کی پیشن گوئیاں کرتا رہتا ہے۔ان کی طرف سے پاکستان میں بھی اندلس وسطِ ایشیا اور ترکی کے مسلمانوں کی تاریخ دہرانے کی تیاریاں اپنے عروج پر ہیں۔

ہم اعلان کرتے ہیں کہ ہمیں ان جشنوں کی ضرورت نہیں جو ہمارے ایمان کو غارت کریں یا ہماری فکری وعملی صلاحیتوں کو شل کر دیں اور ہمیں دشمن کے لیے نرم چارہ بنا دیں۔ہمیں تو شہاب الدین غوری جیسے عزم وہمت اور استقامت وپامردی کی ضرورت ہے۔جب اس کو پتہ چلا کہ ترائن کی پہلی جنگ ۱۱۹۱ء میں دشمن سے شکست ہوگئی ہے۔تو اس نے عہد کیا کہ جب تک دشمن سے اس شکست کا بدلہ نہ لے گا، پلنگ پر سوئے گا نہ سر میں تیل ڈالے گا۔اس طرح اس نے ہر طرح کے عیش وآرام کو ترک کر دیا۔چنانچہ اگلے ہی سال یعنی ۱۱۹۲ء میں بھرپور تیاری کے ساتھ شمالی ہند کی راجپوت ریاست ترائن میں آیا۔پھر اتنی کامیابی سے جنگ لڑی کہ شاندار فتح حاصل کی۔جس نے ہندوستان کی تاریخ کا نقشہ بدل دیا۔ہمیں تو اس وقت محمد بن قاسم، سلطان صلاح الدین ایوبی، سلطان ٹیپو شہید جیسے مجاہد حکمرانوں ہی کی ضرورت ہے۔اس وقت حضرت عمرؓ فاروق اور اورنگ زیب عالمگیر جیسے غیور حکمرانوں کی ضرورت ہے مگر ہماری بدقسمتی کہ ہمیں پاکستان کی خداداد اسلامی مملکت میں ایسے مغرب زدہ حکمران ملے جو روز بروز غیر اسلامی خرافات، رسوم ورواج اور غیر شرعی ثقافت کو پاکستان میں رواج دے کر اس دوقومی نظریہ کو ہی ختم کر رہے ہیں جس کی بنا پر پاکستان حاصل کیا گیا تھا۔یہ کفران نعمت نہیں تو اور کیا ہے۔اللہ سے وعدہ تو یہ کیا تھا کہ پاکستان میں لا اِلٰہ الا اللہ کا قانون نافذ ہوگا۔مگر عملاً پاکستان میں اسلام ہی سب سے زیادہ مظلوم ہے۔قوم کے نوجوانوں کو لہو ولعب میں مشغول کر کے اور قوم کے سنجیدہ وباوقار طبقے کو پابند سلاسل کر کے لبرل ازم کا پروپیگنڈا کر کے کون سا مذموم اقدام اٹھانے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔حکمران آخر کس پروگرام کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عوام سے چھپانے کے لیے ان کو جشنوں، میلے ٹھیلوں اور کھیل تماشوں کی نذر کر رہے ہیں اور یوں دشمن کی فکری ثقافتی اور اقتصاری یلغار کے لیے اپنے آپ کو خوشی و رغبت سے پیش کر رہے ہیں۔ کیا یہ بدترین غلامی نہیں، اجتماعی بربادی نہیں؟ الہ واحد کے پرستار بندے اب کہاں کہاں اپنی جبین نیاز خم کریں گے اور کس کس کے درِ دولت پر حاضری دے کر غضب الٰہی کو دعوت دیتے رہیں گے؟

''حذر اے چیرہ دستاں کہ سخت ہیں فطرت کی تعزیریں'' ہمیں تو ''شمشیر و سناں اوّل اور طاؤس و رباب آخر'' کا درس دیا گیا تھا۔ پاکستان میں یہ راگ رنگ اور لہو و لعب پہلے بھی ہوتا رہا ہے۔ شراب و کباب کی محفلیں پاکستان میں پہلے بھی سجتی رہی ہیں۔ مگر فرق یہ ہے کہ پہلے سب کچھ خفیہ ہوتا تھا۔ بالائی طبقہ عیش و عشرت میں اگر غرق تھا تو عوام سے اس کو چھپاتا تھا۔ مگر اب اس کو ذرائع ابلاغ کے ذریعے عوام کا کلچر بنا کر پیش کیا جا رہا ہے۔ نوخیز نسل تو معصوم ہے۔ ان کے کچے ذہن مسموم کیے جا رہے ہیں۔ غیر محسوس طریقے سے اس ناپختہ نسل کو گمراہ کیا جا رہا ہے۔ بے حس اور بے غیرت بنایا جا رہا ہے۔ ایک طرف دنیا بھر میں مسلم قوم کا خون پانی کی طرح بہہ رہا ہے۔ دوسری طرف ہم اپنا مال، وقت اور قوتیں ضائع کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے ایمان، غیرت، دین، نظریے اور تشخص کا بھی خون کر رہے ہیں۔ یہ نظریے ایمان اور غیرت کا خون اگر بہنے سے نہ رکا تو پھر ہمارا کچھ بھی باقی نہ بچ سکے گا۔

کچھ کتاب کے بارے میں:

کتاب میں دیے گئے تمام عالمی تہوار مثلاً عالمی یومِ خواتین مزدوروں کا عالمی دن، ماؤں کا عالمی دن، آبادی کا عالمی دن وغیرہ، ہر ایک میں اصل اسلامی شریعت سے ان کا تصادم پیش کیا گیا ہے۔ ''میراتھن ریس''، ''اپریل فول''، ''ویلنٹائن ڈے مغربی تہوار ہیں جبکہ ''بسنت'' خالص ہندوانہ تہوار ہے جن کو پاکستان میں سرکاری طور پر معروف کرانے کی سازش ہے۔ ان موسمی اور شرکیہ تہواروں کی حقیقت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

اس کے علاوہ شریعت کی روشنی میں آپ کا یہ ہفتہ کیسا رہے گا؟ چونکہ ہمارے ہاں ستارہ پرستی، جفر، رمل وغیرہ کی وبا بڑی تیزی سے فروغ پذیر ہے۔ لہٰذا اس کی حقیقت پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ آخری باب ہے ''اپنی اقدار و روایات کا تحفظ کیسے ممکن ہے؟''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب تک ہم اپنے دین کو مضبوطی سے نہیں تھامیں گے اللہ کی بے شمار نعمتوں خصوصاً دینِ اسلام کی نعمت، نبی آخرالزماں سید اولین و آخرین کی دی ہوئی قرآن وسنت کی ہدایت کی نعمت اور بہترین امت ہونے کی نعمت کے صحیح طور پر شکرگزار ہوسکیں گے نہ دل کی گہرائیوں سے اللہ کے ان گرانقدر احسانوں کی قدر کرسکیں گے۔ ضروری ہے کہ ہم دل و جان سے اللہ کی ان گرانقدر نعمتوں کا شکرادا کریں۔ اپنی زندگی کو قرآن وسنت کے آئینے میں ڈھالیں اور مغرب کی کفروشرک اور بے حیائی وفحاشی سے گندھی ہوئی تہذیب سے اس طرح لاتعلقی کا اعلان کریں جس سے ہماری خودی، تشخص اور شناخت برقرار رہ سکے۔ ہم اپنا ایمان بچاسکیں۔ دنیا کی ذلت اور آخرت کے عذاب سے بچ سکیں۔

دشمن نسلِ نو کو ایمان حیا اور جہاد جیسی نعمت سے بیگانہ کرنے والی چالوں میں کامیاب ہو گئے۔ تو پھر پاکستان بلکہ بھارت کے مسلمانوں کی بھی روحانی موت واقع ہو جائے گی۔ وہ ہندو، عیسائی یا سکھ نہ بھی بنیں۔ مگر مسلمان نہیں رہ سکیں گے۔ پھر پاکستان کی اسلامی ایٹمی جمہوریہ کئی چھوٹی چھوٹی مملکتوں میں بٹ کر بھارت کی ماتحتی میں چلی جائے گی۔ جو بہرحال باوقار اور خوددار مسلمان کی حیثیت سے زندگی نہیں گزار سکیں گے۔ وہ غلام ہوں گے اور بھارت کے موجودہ مسلمانوں سے بھی بدتر زندگی گزارنے پر مجبور ہوں گے۔

اللہ ہمیں سنبھلنے اور اپنے اپنے حصہ کی ذمہ داریاں بطریق احسن پوری کرنے کی توفیق دے۔

کتاب میں جن اہلِ علم وفضل اصحاب کی کتب سے استفادہ کیا ہے، ان کی شکرگزار ہوں۔ اہلِ علم سے گزارش ہے کہ کتاب میں جو علمی سقم محسوس کریں، راقمہ کو ازراہ کرم مطلع فرمادیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں ان کی اصلاح کی جاسکے۔

اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ

دعاؤں کی طلب گار
ثریا بتول علوی
یکم شعبان 1430ھ 24 جولائی 2009
106۔ حبیب پارک، بالمقابل منصورہ ملتان روڈ، لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب اوّل

ہمارا تشخّص

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ (الحج 78:22)

اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ
وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (آل عمران 110:3)

تم دنیا میں وہ بہترین گروہ ہو جسے لوگوں کی اصلاح و ہدایت کے لیے میدان میں لایا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو......

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب اوّل

ہمارا تشخّص

1۔ نوجوان...... کسی بھی قوم کی اصل قوت

2۔ جوانی اور مادی ترقی

3۔ جوانی میں اللہ کی بندگی اور اشاعت دین کا کام بہت بڑا اعزاز ہے۔

4۔ نوجوانوں کے کارہائے نمایاں تاریخ کی روشنی میں

5۔ عالمِ اسلام کے نوجوان اہلِ مغرب کا اصل ہدف ہیں

6۔ اللہ کے پیارے بندوں کی اہم صفت

7۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کا بھی یہی تقاضا ہے

8۔ نوجوان کیسے بدلے؟

9۔ قرآن کی روشنی میں امتِ مسلمہ کا اصل مشن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوجوان......کسی بھی قوم کی اصل قوت

نبی اکرمؐ کا فرمان ہے: پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو...... جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، صحت کو بیماری سے پہلے، زندگی کو موت سے پہلے، فرصت کو مصروفیت سے پہلے اور امیری کو غریبی سے پہلے۔

اس فرمان نبوی میں پانچ نعمتیں بیان کر کے صحیح طور پر ان سے استفادہ کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ ان پانچوں نعمتوں میں سے سرفہرست جوانی کی عمر ہے کہ بڑھاپے سے پہلے پہلے اپنی جوانی کی عمر میں کچھ کمائی کرلو۔

اسی طرح نبی اکرمؐ کا ایک اور فرمان ہے جس کے مطابق قیامت کے دن ہر شخص سے پانچ سوال پوچھے جائیں گے۔ اگر وہ ان کا صحیح جواب مہیا کر سکے گا تو وہ جنت کا مستحق ہوگا۔ گویا آخرت کا پرچہ پانچ سوالوں پر مشتمل ہوگا جن کا اللہ رب العزت کو جواب دینا ہوگا۔ جس نے اپنی زندگی دنیاوی آرام و آسائش اور کھانے پینے میں لگادی، وہ تو ان سوالوں کا جواب دینے میں ناکام ہوجائے گا اور جس شخص کی زندگی رات کو اللہ کی عبادت میں اور دن کو دینِ اسلام کی اشاعت اور مخلوقِ خدا کی خدمت میں گزری، وہی روز آخرت اپنے امتحان میں کامیاب ہو سکے گا۔

ان سوالوں میں سے پہلا سوال یہی ہوگا کہ تمہاری نوجوانی کن مصروفیات میں گزری...... کیا راگ رنگ موسیقی، ناچ گانے اور لہو ولعب میں یا پھر تم نے کوئی بلند نصب العین اختیار کیا...... اپنی دینی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دی۔ وقت اشاعت دین میں گزارا۔ اللہ کے کلمہ کو سربلند کرنے کی کتنی کوشش کی۔ کیا صرف دنیاوی کیریئر بنانے میں مصروف رہے یا اخروی فلاح کے حصول کی طرف کوئی توجہ مبذول رکھی۔

حقیقت یہ ہے کہ نوجوانوں کے پاس قوت اور کام کر گزرنے کی صلاحیت موجود ہوتی ہے۔ وہ جو کچھ کرنا چاہتا ہے کرسکتا ہے۔ برعکس بوڑھوں کے، کہ ان کو صحیح اور غلط کی پہچان تو بڑھاپے میں ہوتی یا ہونے لگتی ہے۔ وہ سیدھے رستے پر چلنا بھی چاہتے ہیں، عبادت و ریاضت میں وقت صرف کرنا چاہتے ہیں مگر قویٰ مضمحل ہو چکے ہیں، قوتیں جواب دہ ہو چکی ہیں، اس وقت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ محنت اور مشقت کرنا بھی چاہیں تو نہیں کر سکتے۔

جوانی اور مادی ترقی:

اگر نوجوان اپنے لیے کوئی دنیاوی نصب العین طے کر لیں مثلاً اعلیٰ تعلیم کا حصول سائنسی تحقیق اور ایجادات کے لیے کوشش و محنت تو وہ راتوں کو جاگ سکتے ہیں، دن کو دوڑ دھوپ کر سکتے ہیں، اور اپنے مقصد کو پا سکتے ہیں...... تو جس قوم کے بیشتر نوجوان محنت، پابندیٔ اوقات، نظم وضبط وغیرہ کے عادی ہوں وہ قوم ضرور بامِ عروج وترقی سے ہمکنار ہوتی ہے۔

جوانی میں اللہ کی بندگی اور اشاعت دین کا اہتمام بہت بڑا اعزاز ہے:

نیک اور صالح سوسائٹی وہی ہوتی ہے جس کے نوجوان مادی ترقی والے سارے اوصاف بھی اپنے اندر رکھتے ہوں، مزید وہ اللہ رب العزت کی بندگی اور اس کی فرمانبرداری، دین کی اشاعت کا داعیہ بھی رکھتے ہوں۔ نبی اکرمؐ کی سنت کے پیروکار ہوں اور اپنا ہر کام اللہ و رسول کی تعلیم کے مطابق انجام دینے والے ہوں۔ اپنے بہن بھائیوں کی خدمت کے جذبہ سے سرشار ہوں۔ ایسے نوجوان دراصل سچے ہیرے ہیں۔ اسلامی معاشرے کو ایسے نوجوانوں کی شدید ضرورت ہے۔ مسلمان نوجوان بہت عمدہ صلاحیت و قابلیت کے مالک ہوتے ہیں۔ ان کے قلب و ذہن چونکہ پاکیزہ اور گندے خیالات سے مبرا ہوتے ہیں۔ لہٰذا وہ اہم کارنامے سرانجام دے سکتے ہیں۔

پیارے نبی اکرمؐ کا ایک فرمان ہے۔ روزِ قیامت جب سب لوگ روزِ محشر میں حیران پریشان ہوں گے...... اور گرمی، دھوپ کی تمازت اور پسینہ کی وجہ سے سب کا بہت برا حال ہوگا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سائے تلے سات قسم کے لوگوں کو جگہ دے گا۔ جبکہ اللہ کے عرش کے سایہ کے علاوہ اس دن اور کوئی سایہ نہ ہوگا، تو ان سات لوگوں میں وہ نوجوان بھی ہوگا جو جوانی میں اللہ کو یاد کرتا تھا اور اپنے گناہوں پر روتا تھا...... وہ شخص بھی ہوگا جو اللہ کی خاطر لوگوں سے دوستی رکھتا تھا اور اللہ کی خاطر کسی سے حسنِ سلوک کرتا تھا...... اور وہ بھی جس کا دل مسجد ہی میں اٹکا رہتا تھا......

نوجوانوں کے کارہائے نمایاں تاریخ کی روشنی میں:

★ نبی اکرمؐ کی اطاعت کرنے والے سابقون الاولون بیشتر نوجوان ہی تھے۔ صرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت خدیجہؓ بھی آپؐ سے بڑی تھیں۔

★ اصحاب کہف جنہوں نے مشرک حکمران کے ظلم و قہر سے بچنے کے لیے غار میں پناہ لی وہ بھی سب نوجوان تھے۔

★ حضرت موسیٰؑ کے بیشتر پیروکار بھی نوجوان تھے۔ سورہ یونس آیت نمبر 83 میں ارشاد ہوتا ہے۔ فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ یعنی موسیٰ پر ایمان لانے والوں میں نوجوان اولاد ہی شامل تھی۔

★ خود اس وقت مغرب میں عموماً نوجوان ہی اسلام قبول کر رہے ہیں، مثلاً مریم جمیلہ نے 1962ء میں ڈاکٹر بلال فلپس نے 1971ء، عبدالحکیم مراد نے 1976ء میں یوسف اسلام پہلے (Cat Steven) اور امام زید شاکر نے 1977ء میں اسلام قبول کیا۔ ان سب کی عمریں 17 سے 21 سال کے درمیان تھیں۔

حقیقت یہ ہے کہ جب قوم کے نوجوان صالح اور اپنے نصب العین میں سنجیدہ ہوں تو وہ بنی نوع انسان کے لیے بہت خیر و بھلائی کا باعث بنتے ہیں۔ تقدیریں بدلتے ہیں وہ صالح انقلاب کا باعث بنتے ہیں۔ مثلاً فلسطین کے نوجوانوں نے تحریک انتفاضہ برپا کی۔ افغانستان کے صالح نوجوانوں نے روس کو شکست فاش سے دوچار کیا۔ ایران کے محنتی اور صالح نوجوان امام خمینی کے انقلاب کا باعث ہے۔ کشمیری نوجوان صالح نے 1989ء سے کشمیر میں تحریک آزادی کا آغاز کیا۔

فتح ہے جس کی منتظر وہ کارواں تمہی تو ہو

عالم اسلام کے نوجوان اہلِ مغرب کا خصوصی ہدف ہیں:

نوجوانوں کی تربیت عموماً والدین، تعلیمی ادارے، معاشرہ و ماحول اور پوری دنیا کا مروج کلچر کرتے ہیں۔ المیہ یہ ہے کہ یورپ کی استحصالی قوتوں نے عروج حاصل کرنے کے بعد مسلمانوں کے نظام تعلیم کو مکمل طور پر کنٹرول کیا...... پھر مسلمان حکمرانوں کو اپنا آلہ کار بنایا۔ مطلب حاصل نہ ہوا۔ تو اپنا طریق کار تبدیل کیا اور مسلمان نوجوانوں کی برین واشنگ کے نئے انداز اختیار کیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس وقت اہلِ مغرب (جو دنیا میں اپنی سیادت و برتری ہر قیمت پر قائم کرنا چاہتے ہیں) مسلمانوں کے تین چار طبقوں پر خصوصی محنت کر رہے ہیں۔ عورت، جوان، بچہ اور علماء ان لوگوں کو خصوصی ہدف بنا کر مسلمان معاشرے کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں...... خصوصاً نوجوان نسل کے اوپر بہت زیادہ محنت کر رہے ہیں۔ وہ اس کو مغربی تعلیم، تعلیمی و ثقافتی وظائف کے ذریعے بگاڑنے کی کوشش میں مدت سے مصروف تھے، مگر نائن الیون کے ڈرامہ کے بعد تو مسلمان حکمرانوں کو ڈالرز کی رشوت پیش کر کے اور نوجوانوں کو رنگ و نور کی دنیا کے گلیمر کے ذریعے اچک لینا چاہتے ہیں۔ انہیں راگ رنگ، موسیقی، شراب و کباب، پیزا، برگر، کوک اور ''کھاؤ پیو، عیش کرو'' والا کلچر دے کر ان کو اپنے کنٹرول میں لینا اور رکھنا چاہتے ہیں۔

اب وہ مسلم معاشروں میں موج میلہ کلچر عام کرنے کی اور نوجوانوں کو لہو و لعب میں مبتلا کرنے کی خصوصی کوشش کر رہے ہیں...... پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا۔ ٹی۔ وی، کیبل، ڈش، موبائیل، انٹرنیٹ، فلمیں، ناچ گانے، میوزک کنسرٹ، بلیو پرنٹ کے ذریعے مسلمان نوجوانوں کو اچک رہے ہیں۔ ان کو اصل منزل سے بھٹکا کر ان کی دین اور دنیا دونوں تباہ کر رہے ہیں...... ان کو کھیل کود اور منشیات کا عادی بنانے کی کوشش جاری ہے۔

ملٹی نیشنل کمپنیاں، این۔ جی۔ اوز بھی اس نامبارک کام میں برابر اپنا حصہ ڈال رہی ہیں۔ مسلم حکمرانوں کو ڈالروں کا لالچ دے کر اور کمشن کی چمک دکھا کر خود اپنے ملک کے مسلمان اور صالح لوگوں کو قہر و تشدد سے کچل دینے کے کام پر لگا دیا ہے۔

پاکستان کا معاملہ تو اور بھی دگرگوں ہے۔ پاکستانی حکمرانوں کو سودی قرضوں کی وجہ سے دباؤ ڈال کر اپنے تمام مغربی تہوار پاکستان میں متعارف کرا دینا چاہتے ہیں۔ پھر پاکستانی میڈیا سرکاری تعاون کے ساتھ پاکستان میں ان کو بھرپور طریقے سے عوامی بنا کر پیش کرتا رہا۔

اللہ کے پیارے بندوں کی ایک اہم صفت...... نوجوانوں کے لیے ضروری پیغام:

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنے پیارے بندوں کی ایک صفت یہ بیان کی ہے۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ (الفرقان 72:25) ترجمہ: وہ لوگ جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باطل محفلوں میں شامل نہیں ہوتے۔ حضرت عبداللہؓ بن عباس کے نزدیک "الــــزود" سے مراد مشرکین کے میلے ٹھیلے اور تہوار ہیں......اور حضرت عبداللہؓ بن مسعود کے نزدیک اس سے مراد گانا، ہے یعنی وہ موسیقی اور گانا نہیں سنتے۔

تفسیر ماجدی میں اس آیت کی تشریح یوں کی گئی ہے۔وہ کسی ناجائز مجمع میں حاضر نہیں ہوتے۔اس کے تحت مشرکوں کے جشن اور فاسقوں کے میلے سب شامل ہیں۔ ہمارے زمانے کے میلے ٹھیلے، مختلف بازیوں کے جمگھٹے، تھیٹر، سینما وغیرہ سب اس میں داخل ہیں۔اور یہ ساری محفلیں اور مندرجہ بالا کام لہو ولعب کہلاتے ہیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ موسیقی اور گانے بجانے والی محفلوں میں شرکت کی ممانعت ہے جس کا ایک ثبوت خود آنحضورؐ کی حیاتِ مبارکہ ہے کہ آپؐ نے نبوت سے پہلے دو بار کفار کی محفلوں میں شرکت کرنے کا ارادہ کیا۔مگر ہر بار اللہ تعالیٰ نے نیند کے ذریعے آپ کو ان میں شرکت سے بچالیا۔ویسے بھی اسلام نہ تو خوشی کے موقع پر اپنے آپ سے باہر ہونے کی اجازت دیتا ہے نہ غمی کے موقع پر غیر شرعی انداز سے سوگ منانے کی اجازت دیتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی توانائیاں ان غیر شرعی محفلوں میں یا اپنے ہی غمی وخوشی کے موقع پر ضائع ہو کر نہ رہ جائیں۔

اسلام ایک عظیم تر مقصد کے لیے ساری توانائیاں بچا کر رکھنا چاہتا ہے۔ وہ ان کو ٹی۔وی، زیادہ کھیل، لہو ولعب، زیادہ سوگ، زیادہ خوشی کی نذر نہیں کرنا چاہتا بلکہ ان کو دعوتِ دین کے عظیم مقصد کی خاطر بچا کر رکھنا چاہتا ہے۔تاکہ مسلمان خیر امت ہونے کے تقاضے پورے کر سکیں۔ دنیا میں خیر کے داعی بنیں۔خود اچھے مسلمان بنیں۔مسلمانوں میں پھیلنے والے غلط رسوم ورواج کی اصلاح کریں۔ برائی سے روکیں۔ شرک سے روکیں اور پوری دنیا تک اللہ کا صالح پیغام پہنچائیں......کاش ہر فرد ملت کے مقدر کا ستارا بن جائے اور امت مسلمہ کی ترقی کا باعث بن سکے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کا آئین بھی تقاضا کرتا ہے کہ پاکستان میں غیر شرعی محفلیں نہ پنپ سکیں۔تمام باطل اور حرام کام ممنوع قرار دیئے جائیں۔

مثلاً ہمارے آئین کی دفعہ نمبر 2: "پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام ہوگا" اور دفعہ نمبر 2

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(الف) کے مطابق قرارداد مقاصد مستقل احکام کا حصہ ہو گی۔ اسی طرح آئین کی دفعہ نمبر 31 میں پاکستان میں اسلامی نظریاتی تعلیم کی تدریس، تفہیم اور اشاعت پر زور دیا گیا ہے اور پاکستان کی نوخیز نسلوں کو سچا مسلمان بنانے اور قرآن وسنت کے مطابق ان کی تربیت کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

لہٰذا ان دونوں باتوں کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ اگر ان کو نظر انداز کیا گیا تو ہماری دینی، اخلاقی، سیاسی وسماجی قدریں لازماً پامال ہوں گی۔

نوجوان نسل کو ان خرافات سے روکنا ضروری ہے۔ جب آئین کی ان دفعات کو مسلسل نظر انداز کیا جاتا رہا ہے تو اس کا نتیجہ اچھا نہیں نکل سکتا۔ ہماری قدریں مسلسل تبدیلیوں کا شکار ہیں...... پاکستانی معاشرہ کی بنیادی قدریں تو ایک ایک کرکے ڈانواں ڈول ہو رہی ہیں مثلاً

نوجوان کیسے بدلے؟

انگریزی نظام تعلیم آیا...... اہلِ مغرب سے مرعوبیت لایا۔ اسلام کے بارے میں شکوک پیدا کیے۔ اسلام کے بنیادی عقائد میں رخنے ڈال دیئے۔ توحید پامال ہوئی۔ اطاعت رسولؐ کے جذبے بھی سرد پڑنے لگے۔

فلم آئی...... دین گیا

ٹی۔وی آیا...... نماز گئی، آہ سحر گاہی رخصت ہوئی

فیشن آیا...... شرم وحیا گئی، عصمت منہ چھپانے لگی

ویڈیو آئی...... ہدایت گئی

کرکٹ آیا...... جہاد گیا، وقت اور مال برباد ہوا، جوئے کا چلن عام ہوا

کلب آیا...... قرآن وحدیث کی تعلیم وتدریس گئی

سود آیا...... برکت گئی

نشہ آیا...... جان گئی

اوپر سے امریکہ کے عسکری حملوں نے عالم اسلام کی تباہی میں رہی سہی کسر پوری کر دی۔ مگر اللہ کا دامن تھامنے والے ان سب سازشوں کے باوجود انشاء اللہ سرخرو ہو کر نکلیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارا اصل مشن:

ہمیں اللہ تعالیٰ کا اصل پیغام ہر وقت یاد رکھنا چاہیے اس نے ہمارا نام خیر امت رکھا ہے۔ارشاد ہوتا ہے۔ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (آل عمران 110:3) اب تم دنیا میں وہ بہترین گروہ ہو جسے لوگوں کی اصلاح وہدایت کے لیے میدان میں لایا گیا ہے۔تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔اللہ مسلمانوں کو یاد دلا رہا ہے کہ اس وقت روئے زمین پر تم وہ بہترین گروہ ہو جسے دنیا کی امامت اور رہنمائی کے منصب پر فائز کیا گیا ہے۔تم اخلاق واعمال کے لحاظ سے ساری دنیا کے لیے امام کی حیثیت رکھتے ہو۔تمہارا کام یہ ہے کہ لوگوں کو ذاتی اخلاق سے محبت، پیار اور حکمت سے برے کاموں سے روکو، کفر، شرک، بدعات، رسوم قبیحہ، فسق وفجور اور ہر قسم کی بداخلاقی وبے حیائی سے ان کو روکو اور ان کو اچھے اور نیک کاموں کا حکم دو۔عقائد کی اصلاح، ارکان اسلام کی بجا آوری، صلہ رحمی، تمام مسلمانوں سے اخوت، ہمدردی و خیرخواہی، عام غیر مسلموں سے مروت رواداری سے پیش آؤ۔ جب تک تم یہ فریضہ انجام دیتے رہو گے بہترین امت بنے رہو گے اور جب اس فریضہ سے کوتاہی کی تو پھر بہترین امت نہیں رہو گے۔خیر امت کو قرآن پاک میں ''امت وسط'' بھی کہا گیا ہے۔

اب یہ ہمارا کام ہے کہ یہود ونصاریٰ کی پیروی نہ کریں، ان کی طرح بن کر اپنے اصل کردار کو فراموش نہ کریں بلکہ خود صحیح مسلمان بنیں اور دوسروں کو برائی سے روکیں نیکی کی دعوت دیں اور اپنے کردار سے غافل نہ بنیں۔ ''بسا آرزو کہ خاک شدہ'' امت مسلمہ کے اصل تقاضوں کو فراموش کر کے ہم نقصان اٹھاتے چلے گئے۔اب ہمیں ایک بار نئے عزم سے اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تلافی مافات کی شکل میں کامیابی و کامرانی کا وعدہ بھی موجود ہے۔فرمان الٰہی ہے وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (آل عمران 139:3) دل شکستہ نہ ہو، غم نہ کرو، اگر تم مومن ہو تو تم ہی غالب رہو گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذرا آج کے منظر نامے پر نگاہ ڈالیے!

ہمارے نوجوان گلے میں ہندوؤں کی طرح مالا، کانوں میں بالیاں، ہاتھوں میں کنگن پہنے، لمبے بال رکھے ہوئے جوکر بنے پھرتے ہیں۔ وہ میڈونا اور مائیکل جیکسن جیسے لوگوں کے دیوانے ہیں۔ کھلاڑیوں، اداکاراؤں اور گلوکاروں کے سحر میں گرفتار ہیں۔ اداکارائی پر جان دیتے ہیں کسی بھی چوک پر نوجوانوں کو دیکھ لیجیے، تھرکتے جسم مردِ مخنث بنے ہوئے، لمبی چوڑی عینک چہرے پر سجائے ہر گزرنے والے کو طنز و تشنیع کے تیر برساتے ہوئے کوئی عشقیہ غزل گاتے ہوئے یا پھر موبائیل کانوں پر لگائے ہوئے آپ کو لڑکیوں سے چھیڑ خانی کرتے اور ان کے پیچھے بھاگتے نظر آئیں گے......

آج کل تو بچے بھی کم نہیں ہیں کمپیوٹر دور کی پیداوار کارٹونوں اور گیموں کے شیدائی، موبائیل پر اپنی گرفت مضبوط کرنے والے، ہیلو اور ہائے ہائے کرتے آپ کو نظر آئیں گے یا پھر کارٹون اور ویڈیو گیمیں کھیل کھیل کر وہ جلد بازی اور اشتعال انگیزی کا شکار ہو چکے ہیں۔ کھلونے میں گاڑی بندوق اور کلاشنکوف ہی ان کو چاہیے......اور پھر وہ اپنی ہی بہن یا ماں کی کنپٹی پر رکھ کر آپ کو ٹھس ٹھس کرتے نظر آئیں گے۔

غیروں کی نقالی:

انسانی زندگی خوشی اور غم، مسرت اور الم ہر دو قسم کے حالات سے عبارت ہے۔ کبھی اسے بے پایاں مسرت حاصل ہوتی ہے۔ تو بسا اوقات اسے دُکھ، تکلیف پریشانی مصیبت اور الم سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اسلام دین فطرت ہے وہ انسان کے فطری تقاضوں کو اپنے اظہار کے لیے معقول اور فطری راہ دیتا ہے چنانچہ خوشی و مسرت کے اظہار کے لیے اس نے خود اہل اسلام کو سال میں دو عیدیں (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) سے نوازا ہے۔ اور پھر ان عیدوں کے موقع پر خوشی و مسرت کے اظہار کا انداز بھی اس نے خود ہی متعین کر دیا ہے۔ ان دو عیدوں کے ہوتے ہوئے کسی تیسری عید یا جشن کی گنجائش ہی نہیں رہ جاتی۔ مگر ہمارے ہاں پاکستان کی نظریاتی مملکت میں کچھ نئی عیدوں اور نئے نئے جشنوں کا سلسلہ شروع کر دیا گیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثلاً 2000ء سے حکمران طبقہ ''جشنِ بہاراں'' کے نام پر پتنگ بازی کو با قاعدہ قومی و عوامی تہوار بنانے میں مصروف ہے۔ بلکہ ''جشنِ بہاراں'' کے نام پر پوری قوم کو پتنگ بازی کا بخار چڑھ جاتا ہے۔ حکمران اس وقت بھرپور عیاشیوں میں مگن ہیں۔ وطنِ عزیز پس جگہ جگہ مختلف ناموں اور مختلف بہانوں سے میلے ٹھیلے کا سماں ہے۔ ''ویلنٹائن ڈے'' جیسے خالص مغربی غیر معروف دن کو پاکستان کا معروف دن بنانے کی تیاریاں شروع ہیں۔ اب پاکستان میں 14 فروری کو نوجوان جوڑے پھولوں کے گلدستے اور ویلنٹائن کارڈ (عید کارڈ کی طرز پر) پیش کر کے برسرِ عام عشق و محبت کا اظہار کرتے ہوئے اسلام کے ستھرے اور پاکیزہ تصورِ حیا کو پامال کرتے نظر آتے ہیں۔ اس دن کی حکومتی سطح پر حوصلہ افزائی وسرپرستی معنی خیز اور سوالیہ نشان ہے۔

ہمارے حکمرانوں کا طرزِ عمل:

ہمارے حکمران ان تہواروں کو منانا کبھی اپنی تفریح قرار دیتے ہیں۔ کبھی اس کو اپنی وسعتِ ظرفی قرار دیتے ہیں۔ یہ وسعت ظرفی ہے یا مرگِ ایمانی یعنی ہماری روحانی موت۔ ہمارے یہ حکمران امریکہ کو خوش کرنے کے لیے جس حد تک بھی چلے جائیں۔ امریکہ ہمیں ذلیل و خوار کر کے ہی چھوڑے گا۔ نتیجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی سنت کے مطابق ہم جیسے ''وسعتِ ظرف'' رکھنے والوں کو تباہ و برباد کر کے یہاں اپنے نئے صالح بندے لے آئے گا۔ کیا ہمیں اپنی یہ روحانی اور جسمانی موت منظور ہے؟

عوام کا طرزِ عمل:

کہیں کرسمس منائی جارہی ہے تو کہیں قائداعظم ڈے بھی منا لیا جاتا ہے۔ انہی کی زبان ہم پر حاوی ہے۔ کہیں انہی کی عادات واطوار اور لباس کو بلاتکلف بلکہ فخر کے ساتھ اپنایا جارہا ہے۔ کہیں ڈش انٹینا، انٹرنیٹ اور دیگر ذرائع سے مردوں اور عورتوں میں بے حیائی کی ترویج ہو رہی ہے۔ تو کہیں موسیقی کے پروگرام کسی اور خرافات کے نام سے روز افزوں ہیں۔ الغرض جہالت کی یہ انتہا ہے کہ مسلمانوں کا صحیح عقیدہ اور ایمان مختلف حیلے بہانوں سے دریا برد ہو رہا ہے۔ اس کی جگہ کفار اور مشرکین کے عقائد تہوار اور ان کی عادات اپنانے میں ہم پیش پیش ہیں۔ اور ہمیں اس فسق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفجور اور گناہ بلکہ شرک تک کا احساس تک نہیں ہو پاتا۔

ان غیر اسلامی امور میں شرکت کرتے وقت ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ ہمارے ایمان کے بھی کچھ مخصوص تقاضے ہیں۔ ہم صرف یہ کہہ کر ان فضولیات کو اپنانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے کہ تھوڑا سا خوشی کا موقع اگر مل رہا ہے تو اسے ضائع کیوں کریں۔ اسلام تو بڑا وسیع مذہب ہے اس میں رواداری بہت زیادہ ہے۔ یہ مولوی ملا تو خواہ مخواہ ہی ہمارے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ اس وقت ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ ہمیں روز قیامت اپنے رب کے سامنے کھڑے ہو کر ان سوالوں کا جواب دینا ہوگا کہ دنیا میں تم نے اپنی عمر عزیز کن کاموں میں بسر کی۔ جوانی میں کون سے کام کیے۔ مال کیسے کمایا اور کیسے صرف کیا اور تمہیں قرآن اور دین کا جو علم حاصل تھا، اس پر کہاں تک عمل کیا؟

حضرت ابوسعید خدری سے مروی ہے ''تم لوگ اپنے سے پہلے والوں کے طریقے کی پیروی کرو گے اگر وہ ایک قدم آگے بڑھائیں گے تو تم بھی ایک قدم آگے بڑھاؤ گے اور اگر وہ ایک بالشت آگے بڑھیں گے تو تم بھی ایک بالشت آگے بڑھو گے حتیٰ کہ اگر وہ کسی پتھر کی کھوہ میں جائیں گے تو تم بھی ان کی پیروی میں ایسا ہی کرو گے۔ ہم نے پوچھا یا رسول اللہ کیا آپ یہود و نصاریٰ کی بات کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا ''تو اور کون؟'' (صحیح بخاری)

مگر آج معاملہ یہی بنا ہوا ہے کہ اہل ایمان کی جو خوبیاں قرآن وسنت نے بیان فرمائی ہیں ان کے حامل افراد کو پابندِ سلاسل کیا جا رہا ہے اور ان کی زبان بندی ہو رہی ہے اور جن گمراہیوں سے بچنے کی مسلمانوں کو تاکید کی گئی ہے۔ وہی ان کے سامنے خوبیاں بنا کر پیش کی جا رہی ہیں۔

خرد کا نام جنون رکھ دیا، جنون کا خرد
جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

ہمارے نوجوانوں کو آج اہلِ مغرب کے نمائشی نعروں فلاح، ترقی، امن، مساوات، انسانی حقوق وغیرہ جیسے جدید نعروں سے جان چھڑانا ہوگی۔ یہی چیزیں تو پھر دل میں حبِّ دنیا اور موت کی کراہت پیدا کرتی ہیں۔ جنت کی طلب نارِ دوزخ سے نجات کی خواہش، حضور اکرم کی اتباع کی تڑپ روزِ قیامت آپ ﷺ کی شفاعت کی امنگ، آپ ﷺ کے دستِ مبارک سے حوضِ کوثر کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانی کے حصول جیسی تمناؤں، آرزوؤں اور دعاؤں کو تھپکی دے کر سلاتی رہتی ہیں...... ایمان کی حرارت دل سے نکال پھینکتی ہیں اور دنیا ہی کے عیش و آرام کی طلب میں الجھا کر رکھ دیتی ہیں..... ہمیں اپنے تشخص کو برقرار رکھنے کے لیے اللہ و رسول کے پیغام ہی کو لازمی سمجھنا ہوگا

دین ہاتھ سے دے کر اگر آزاد ہو ملت
ہے ایسی تجارت میں مسلمان کو خسارا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب دوم

غیر اقوام کی مشابہت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (فرمان نبوی)

جس نے کسی قوم سے مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہے (ابوداؤد)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب دوم

غیر اقوام کی مشابہت

1۔ غیر اقوام کی مشابہت سے ممانعت
2۔ روز جزا کا حساب
3۔ یو۔این۔او کا احتساب
4۔ یو۔این۔او کا اصل ہدف مسلمان ہے
5۔ ہمیں ایام منانے کی ضرورت نہیں ہے
6۔ ایمان کی دولت
7۔ قرآنِ کریم کی رُو سے کافروں کی نقالی اور تشبّہ کی ممانعت
8۔ حدیث کی رُو سے
9۔ نقالی کی ممانعت کی وجہ
10۔ فلسطین کے عیسائیوں سے حضرت عمر فاروقؓ کا معاہدہ
11۔ ہم مسلمان ہیں
12۔ ہمارے ہاں تشبّہ بالکفار کی مختلف صورتیں
13۔ ہمارا مسخرہ پن
14۔ ہماری نماز اور ہماری دعائیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر اقوام کی مشابہت سے ممانعت

یو۔ این۔ او کے ممبر ممالک کے لیے لازمی قرار دیا گیا ہے کہ وہ اس کے سالانہ پروگراموں میں شامل ہوں اور حقوقِ انسانی، حقوقِ نسواں، حقوق مزدوراں اور حقوق اطفال وغیرہ کے ضمن میں یو۔ این۔ او کے دیے ہوئے ایجنڈے کے مطابق اپنے ملکوں میں عوام کے رویے تشکیل دیں اور ان میں سے بھی سب سے زیادہ زور حقوق نسواں پر ہوتا ہے یا خاندانی منصوبہ بندی پر۔ ہمارے ذمہ داران ہر سال حقوق نسواں اور خاندانی منصوبہ بندی کے بارے میں ان کے دیے ہوئے ہدف کو پورا کرنے کے پابند ہوتے ہیں، ساتھ ان کو اس ضمن میں فنڈ مہیا کیے جاتے ہیں۔ پھر وہ ہر سال وہاں جب یو۔ این۔ او میں اکٹھے ہوتے ہیں۔ اپنے اپنے ملک کے بارے میں رپورٹیں دیتے ہیں۔ جو کمی بیشی رہ جاتی ہے۔ اس کے بارے میں ان سے باقاعدہ باز پرس ہوتی ہے۔ وہ اپنے مخصوص ماحول کی وجہ سے جن شقوں کو پورا نہ کر پائیں، اگلے سالوں میں وہ رکاوٹیں دور کر کے ہدف کو پورا کرنے کا وعدہ لیتے ہیں۔ اگر وہ پوری نہ ہو سکیں تو ان پر اقتصادی پابندیاں لگ جاتی ہیں۔ عالمی مالیاتی بینک کی طرف سے ان کی مالی امداد روک لی جاتی ہے۔ قوموں کی برادری میں ان کو نکّو بنایا جاتا ہے۔ خود یو۔ این۔ او کی طرف سے ہر سال ہر ملک کے بارے میں انہی حقوق کے حوالے سے اعداد و شمار شائع ہوتے ہیں۔ اس طرح ان کا کڑا احتساب کیا جاتا ہے۔ گویا دورِ جدید کا خدا یو۔ این۔ او ہے جس کی ہر ممبر ملک کو اطاعت کرنا ہوتی ہے۔

روزِ جزا کا حساب:

ایک حساب تو وہ ہے جو ایک مسلمان کو روزِ قیامت اللہ رب العزت کے سامنے پیش کرنا ہوتا ہے جس کا پہلا سبق یہ ہے کہ اللہ سب سے بڑا ہے، اسی سے ڈرو، اسی کی اطاعت کرو، اور نبیؐ کے سنت طریقے کر ہر معاملے میں پیشِ نظر رکھو۔ قرآن و سنت کے مطابق اپنی عبادات، معاملات اور اخلاق کو سنوارو اور تو نجات پاؤ گے۔

یو۔ این۔ او کا احتساب:

دوسرا احساب وہ ہے جو آج کل مسلم حکومتوں کو یو۔ این۔ او کے پلیٹ فارم پر اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاقوں کی طرف سے دینا ہوتا ہے۔ یو۔این۔او دورِ جدید کا خدا ہے۔ یہ گلوبلائزیشن کا دور ہے۔ سارے ممالک اس کی چھتری تلے جمع ہوکر اس کے سامنے اس کے منشور کے حوالے سے اپنی اپنی رپورٹیں پیش کرتے ہیں۔ اور ناکام ہونے پر نکو بنادیے جاتے ہیں۔

• یو۔این۔او کا اصل ہدف مسلمان ہے:

مگر خدالگتی بات یہ ہے کہ یو۔این۔او کا کڑا احتساب صرف مسلم ممالک کے لیے ہے اور غیر مسلم ممالک اس کی جتنی بھی نافرمانی کرلیں، ان کا کچھ نہیں بگڑتا۔ سارا نقصان مسلم ممالک کو ہی برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اسرائیل، بھارت، امریکہ ان تینوں کا مکروہ اتحاد صرف مسلم دشمنی میں وجود میں آیا ہے۔ آج تک بھارت نے کشمیر کے سلسلے میں اور اقلیتوں کے حقوق کے سلسلے میں یو۔این۔او کی کون سی قرارداد مانی۔ اسرائیل نے مظلوم فلسطینیوں کے سلسلے میں پاس ہونے والی تقریباً پچاس کے قریب قراردادوں کو ردّی کی ٹوکری میں پھینکا۔ مگر اسرائیل کو پوچھنے والا کون ہے؟ کیونکہ یو۔این۔او کا ادارہ ہے ہی بنیادی طور پر یہودیوں کا ادارہ۔ یو۔این۔او کے محکمے اور ان کے ڈائریکٹرز زیادہ تر یہودیوں پر مشتمل ہیں۔ اسی طرح امریکہ نے آج تک یو۔این۔او کی کون سی قرارداد مانی ہے۔ حیرت تو ہے کہ حقوق نسواں کے سلسلے میں یو۔این۔او کے ایجنڈے ''سیڈا'' (عورتوں کے خلاف ہر طرح کے امتیازات ختم کرنے کا کنونشن) پر بھی امریکہ نے آج تک دستخط نہیں کیے۔ مگر امریکہ کا کیا بگڑا۔ اس کا احتساب کس نے کیا؟ امریکہ پر یہودیوں کا غلبہ ہے اور وہ امریکہ کی عیسائی حکومتوں کو کنٹرول کرکے دنیا میں یہودی بالادستی کو قائم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ کمیونزم کے زوال کے فوراً بعد جو ''نیو ورلڈ آرڈر'' کا نعرہ بلند ہوا تھا۔ اس کا مطلب بھی یہی تھا کہ اب یہودی امریکہ کی مدد سے دنیا کو کنٹرول کریں گے۔ اس لیے بہت سے لوگوں نے اسی وقت ''نیو ورلڈ آرڈر'' کو ''جیوورلڈ آرڈر'' کہا۔ حالات نے ثابت کردیا ہے کہ نیو ورلڈ آرڈر (یا جیو یعنی یہودی حکومت) سے مراد مسلمانوں کا قلع قمع ہے۔ ان کو اس بات کا خدشہ تھا کہ مسلمان یہودیوں کی حکومت اور ان کی مکروہ حیاباختہ مغربی تہذیب کو تسلیم نہیں کریں گے۔ خالص مسلمان، اللہ واحد کو سپریم پاور تسلیم کرنے والا کب مغربی غلبہ اور مغربی تہذیب کو قبول کرسکتا ہے۔ لہٰذا اہل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغرب نے مسلمان ممالک پر تعلیمی یلغار کی، تہذیبی یلغار کی، ان کو مغربی جمہوریت اور مغربی حقوق انسانی کا پابند کرنا چاہا۔ ڈالروں کی چمک سے مسلم حکمرانوں کو اپنا اسیر بنایا۔ اور مغرب کے وفادار مسلم حکمرانوں کے ذریعے مسلم ممالک پر اپنا ایجنڈ نافذ کرنا چاہا۔ ساتھ این۔ جی۔ اوز کی فوج ظفر موج بھیج دی۔ یہودی ملٹی نیشنل کمپنیاں وارد ہوئیں۔ اس طرح مسلم ممالک کے مغرب کے وفادار حکمران، مسلم ممالک میں امریکہ کی مرضی کے مطابق ترتیب دیا گیا تعلیمی نصاب، این۔ جی۔ اوز اور ملٹی نیشنل کمپنیاں، نئے نئے نیوز چینلز سب نے مل کر مغربی تہذیب ہی کی آبیاری کی۔ مقصد یہ تھا کہ تمام مسلمان ذہنی طور پر مغربی بالا دستی قبول کر لیں اور جو چند سر پھرے مسلمان ایسے نکلیں جو مغربی بالا دستی کو چیلنج کرنے والے ہوں (یعنی مجاہدین) ان کو پوری فوجی قوت سے بے رحمی کے ساتھ کچل دیا جائے۔

مغربی تہواروں کو مسلم ممالک میں مقبول و معروف بنانا بھی اسی گریٹ مغربی گیم کا ایک حصہ ہے کہ ہم ان کے نوجوانوں کو موج میلہ مستی میں لگا دیں یا ''سپورٹس'' کا اسیر بنا دیں۔ تا کہ ان میں سے کوئی بھی جہاد کرنے والا نہ نکل سکے۔ اسی غرض کے لیے اسلامی مدارس کا نصاب بھی اہل مغرب اپنی مرضی کے مطابق تشکیل دینا چاہتے ہیں تا کہ ان میں سے کوئی دیندار، خدا پرست، اسوہ رسول پر چلنے والا درویش خدا مست فاقہ کش نہ نکل آئے۔ بہر صورت وہ چاہتے یہی ہیں کہ خود ہمیں کروز میزائیلوں، ڈرون حملوں سے ذبح کرتے رہیں اور اہم ان کے تہوار منا منا کر بے غیرت بن کر اور بے ایمان بن کر ان کی وفاداری کا دم بھرتے رہیں۔

ہمیں ایام منانے کی ضرورت نہیں ہے:

اصل میں عالمی ایام منانے کی ضرورت مغربی معاشرے کو تو ہے وہ اپنی عیش پرستی اور خود غرضی میں اتنے مصروف ہیں کہ انہیں معاشرے کے کسی طبقے کے حقوق کا شعور ہے نہ اس کو ادا کرنے کی فکر۔ اس لیے ذرائع ابلاغ چیخ چیخ کر ان کو جھنجھوڑتے رہتے ہیں کہ کوئی تو تمہارا باپ ہے، کوئی تمہاری راہ تکنے والی ماں ہے، کہیں مزدور تباہ حال ہے کہیں خواتین کے حقوق سلب ہو رہے ہیں تو تم اٹھو کم از کم سال بعد ایک دفعہ تو تم ان محروم اور بے نصیب لوگوں کو دیکھ لیا کرو۔ ان کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدمت کرلو، ان کے دامن میں کچھ خوشیاں ڈال دو، اپنی کچھ مسکراہٹیں ان کو پیش کر دو۔

جبکہ ہم مسلمانوں کو اللہ رب العزت نے جو شریعت دی ہے وہ اتنی واضح اجلی اور مکمل ہے کہ وہاں ہر ایک کا حق بتا دیا گیا ہے اور ان کی ادائیگی پر ہی ہماری نجات موقوف کر دی گئی ہے۔ جو شخص اللہ کی جنت کا طلب گار ہے، کیا وہ اپنی والدہ کی رضا سے بے نیاز ہو سکتا ہے، اس کی خدمت سے بے پروائی برت سکتا ہے۔ وہ گھر میں حسب مراتب ہر ایک کے حقوق ادا کرنے کا پابند ہے۔ اپنے بچوں کو کھلانے کے لیے حلال کمانا، بیوی کو معاشرتی وسماجی تحفظ دینا ساتھ ساتھ حسن سلوک کا تحفہ دینا، بیمار بھائی کی خدمت، کمزور بچے کا زیادہ احساس وغیرہ کرنا ہی پڑتا ہے۔ ایسا مضبوط خاندانی نظام اسلامی کی دی گئی بڑی نعمت ہے اور اہل مغرب اس ماحول کو ترستے ہیں۔

ایمان کی دولت:

مسلمان کے لیے ''ایمان'' وہ قیمتی ترین متاع ہے جس سے دنیا بھر کے کافر ڈرتے ہیں اور اسے ختم کرنے کے درپے ہیں۔ ایمان والے فرد اور ایمان سے محروم فرد کی مثال وہی ہے جو ایک جاندار اور ایک بے جان جسم کی ہوتی ہے۔

ایمان والوں کے ہاں سب سے گراں مایہ جنس ایمان ہی ہوتی ہے اور وہ کسی قیمت پر اسے کھونا یا ضائع نہیں کرنا چاہتے چاہے جان ہی کیوں نہ قربان کرنی پڑ جائے اور اگر جان قربان کر کے ایمان بچا لیا تو اس سے بڑی کامیابی اور فلاح اور کوئی نہیں۔ ذلک الفوز العظیم

اسلام اور کفر کے مابین بپا معرکہ، ہر دور میں ہر فرد اور ہر گروہ نے ایمان ہی کے بل پر لڑا اور سر کیا وگرنہ مادی اسباب، افراد کی کثرت، اسلحہ کی فراوانی کا پلڑہ تو ہر دور میں کفر والوں کے حق میں رہا۔

ایمان جتنا مضبوط، قوی اور مستحکم ہوتا ہے اُسی قدر اللہ کی نصرت متوجہ ہوتی ہے پھر قرآن پاک کے الفاظ میں إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ میں سے ایک کامیابی تو ضرور بالضرور ایمان والوں کو ملتی ہے، کفر پر فتح وکامرانی یا شہادت کی نعمت

کافر کے لیے مرنا بہت مشکل بلکہ مشکل ترین ہوتا ہے اور مسلمانوں کے ہاتھوں مرنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے کفار کے سپاہیوں کی خبریں پھیلنے سے روکی جاتیں ہیں۔ اگر پھیل جائیں تو باطل کے لشکر میں مایوسی پھیلتی ہے، بددلی کے سائے بڑھ جاتے ہیں اور صفوں میں دراڑیں پڑ جاتی ہیں۔ لیکن ایمان والوں کی حالت اس سے برعکس ہوتی ہے۔ 'شہادت' کی خبر سے ان کا ایمان بڑھتا ہے، اس نعمت سے اپنی محرومی پر افسوس ہوتا ہے، جذبے اور ولولے اپنی معراج کو پہنچ جاتے ہیں اور کئی اور نفوس میدان کارزار کا رُخ کرتے ہیں یہ اس قدر عظیم فرق، ایمان ہی کی وجہ سے ہے جب ایمان کی حقیقی قدر دلوں میں راسخ ہو جاتی ہے تو پھر یہ جان اور جہان دونوں بے وزن ہو جاتے ہیں۔

ایمان والا چاہے ایک ہی کیوں نہ ہو لیکن شرط یہ ہے کہ ایمان وہی ہو جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا ہے تو پھر وہ باطل کے سینے پر مونگ دلتا ہی رہے گا اور یہی ایمان تو کفر کا ہدف ہے وہ اس ایمان کو چھیننا چاہتا ہے اور اگر اس میں ناکامی پائے تو پھر ایمان والے کو ہی ختم کرنا چاہتا ہے لیکن کفر کے ہاں جس چیز کا نام 'خاتمہ' ہے۔ ایمان والوں کے ہاں وہی تو مطلوب ہے، اسی کے ذریعے سے ہی وہ اپنے مالک کا دیدار حاصل کرتے ہیں، اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا شرف حاصل کرتے ہیں اور پھر ہر اُس نعمت سے متمتع ہوتے ہیں جس کا خیال بھی اس دنیا میں رہتے ہوئے اُن کے ذہن میں نہ آیا ہو۔

پس زندگی کے ہر لمحے اس خیال کا ذہن میں رکھنا ہی کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ کوئی بھی کام کریں تو وہ ایمان کو تقویت دینے والا ہو اور ہر اُس کام سے بچیں جو ایمان کو کمزور کرنے والا ہو، اگر ایمان کو صحیح وسالم بچا کر اپنے مالک کے پاس چلے گئے تو پھر نعمتیں، فرحتیں اور شادمانیاں ہمارے ہی لیے ہیں۔

آیئے! ایمان جیسی نعمت ہم تک پہنچانے والے اپنے محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے احسان عظیم کا شکریہ ادا کریں اور اس کا بہترین طریقہ سنت سے محبت اور اُس پر عمل ہے اور سنت طریقہ سے دور لے جانے والے ہر کام سے نفرت و بیزاری کا اظہار ہمیں ہر موقع پر کرنا ہوگا۔ (از نوائے افغان جہاد، مارچ ۲۰۰۹ء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآنِ کریم کی رُو سے کافروں کی نقالی اور تشبّہ کی ممانعت:

غیر قوموں کی تفریحات کی پیروی کرنا اور ان کی نقالی اختیار کرنا مسلمانوں کے لیے ممنوع ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَاهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَالَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ (الرعد:۳۷)

''اسی ہدایت کے ساتھ ہم نے یہ فرمان عربی میں نازل کیا ہے۔ اب اگر آپ نے اس علم کے باوجود جو آپ کے پاس آچکا ہے، لوگوں کی خواہشات کی پیروی کی، تو اللہ کے مقابلے میں آپ کا کوئی بھی حامی و مددگار نہ ہوگا اور نہ کوئی اس کی پکڑ سے تم کو بچا سکتا ہے''۔ یعنی شریعت کی تعلیم مل جانے کے بعد تم کسی غیر مسلم کی پیروی کرو گے تو سخت سزا پاؤ گے۔

پھر قرآن پاک نے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ چاہے تم یہود و نصاریٰ کی پیروی میں کسی بھی حد تک چلے جاؤ، ان کے ہر حکم کے تابع فرمان بن جاؤ وہ تم سے کبھی راضی نہ ہوں گے جب تک خود اسلام ہی سے دستبردار ہو کر یہودی یا عیسائی نہ بن جاؤ۔

لَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ. (البقرہ:۱۲۰)

''یہ یہودی اور عیسائی تم سے اس وقت تک راضی نہ ہوں گے جب تک تم ان کے دین کو نہ اختیار کر لو۔ آپ ان سے صاف صاف کہہ دیں کہ اصل ہدایت تو وہی ہے جو اللہ کی بتائی ہوئی ہے اور اگر اللہ کی طرف سے علم آ جانے کے بعد بھی آپ نے ان کی خواہشات کی پیروی کی تو اللہ کی پکڑ سے بچانے والا کوئی دوست ہوگا نہ مددگار۔

پھر اللہ نے فرمایا اے لوگو جو ایمان لائے ہو یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا رفیق نہ بناؤ یہ آپس میں ہی ایک دوسرے کے رفیق ہیں اور اگر تم میں سے کسی نے ان کو اپنا رفیق بنایا تو پھر اس کا شمار بھی انہی میں سے ہوگا۔ (المائدہ:۵۱)

حدیث کی رُو سے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بے شمار موقعوں پر یہود و نصاریٰ کی مشابہت اختیار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے سے روکا۔ آپ ؐ نے فرمایا: جُعِلَ الذُّلُّ والصَّغَارُ عَلٰی مَنْ خَالَفَ اَمْرِیْ وَمَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ ''جو لوگ میرے امر کی مخالفت کریں، ذلت و رسوائی ان کا مقدر ہے اور جس نے کسی قوم کے ساتھ مشابہت کی وہ انہی میں سے ہے۔ (مسند احمد)

امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ کتاب وسنت اور اجماع سے ثابت ہے کہ کفار کی مخالفت کا حکم دیا گیا ہے اور ان کی مشابہت سے مکمل طور پر منع کیا گیا ہے کیونکہ ظاہری چیزوں میں مشابہت اختیار کرنے سے باطنی طور پر مودت، محبت اور پھر موالات کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ لہٰذا تشبہ بالکفار حرام ہے (یعنی یہی دو قومی نظریہ ہے کہ مسلمانوں کی ہر چیز غیر مسلموں سے جداگانہ ہے)

تہذیب، کلچر اور ثقافت کے نام پر مشرکین، یہود یا نصاریٰ کی طرح کے انداز اختیار کرنا ہی ان کی مشابہت کہلاتا ہے۔ ان کے طور اطوار اختیار کرنا ہمارے دین کے نزدیک تہذیب نہیں بد تہذیبی ہے۔ ثقافت نہیں، کثافت ہے، اس کثافت اور بد تہذیبی کو اپنانے سے ہمارا اپنا تہذیبی تشخص برباد ہو جاتا ہے۔

★ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہر حال میں اپنے تہذیبی تشخص کو الگ، ممتاز اور برقرار رکھنے کی تلقین کرتے ہیں مثلاً ''مشرکین کے خلاف طرزِ عمل اختیار کرو، داڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں کترواؤ۔ صحیح بخاری، کتاب اللباس (۵۸۹۲)

★ ''تم راہبوں کے لباس پہننے سے بچو، جو شخص ان جیسا لباس پہنے یا ان سے مشابہت اختیار کرے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ (طبرانی)

★ اہل کتاب اور ہمارے روزوں میں فرق یہ ہے کہ ہم سحری کھاتے ہیں اور وہ نہیں کھاتے۔ (مسلم کتاب الصیام، ۲۵۵۰)

★ دین اس وقت تک غالب رہے گا جب تک مسلمان افطار میں جلدی کرتے رہیں گے کیونکہ یہود و نصاریٰ اسے مؤخر کر دیتے ہیں۔ (ابوداؤد، مسند احمد)

★ یہودی اور عیسائی اپنے بالوں کو نہیں رنگتے۔ پس تم ان کی مخالفت کیا کرو۔ (صحیح بخاری کتاب اللباس، ۵۸۹۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

★ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کو زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے پہنے دیکھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس قسم کے (یعنی زرد رنگ کے) کپڑے کفار کے ہوتے ہیں تم یہ نہ پہنا کرو۔ (صحیح مسلم)

★ تم یہودیوں کی طرح سلام نہ کیا کرو۔ وہ سر، ہاتھ اور اشارہ سے سلام کرتے ہیں۔ (فتح الباری، مجمع الزوائد)

★ مرض الموت میں جب آپ بہت بے چین تھے تو فرمایا:

''یہود ونصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا تھا...... تم میری قبر کو بت نہ بنالینا'' (صحیح بخاری ۴۴۴۱)

★ آپؐ مدینہ تشریف لائے تو یہودی عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے۔ آپؐ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ عاشوراء کے ساتھ ۹ محرم کا روزہ بھی ملاؤ اور اگر ۹ محرم کو روزہ نہ رکھ سکو تو گیارہ محرم کا روزہ ملالیا کرو (تاکہ یہود سے مشابہت نہ رہے، مسند احمد)

★ آپ مدینہ تشریف لائے تو لوگوں کو دو تہوار منانے دیکھا، پوچھا یہ کیا تو انہوں نے کہا ہم ان دو دنوں میں کھیلتے اور ہنسی خوش کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اب تمہیں اللہ نے اس سے بہتر دو دن دے دیئے ہیں، عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔ (سنن نسائی)

اس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر مختلف انداز میں فرمایا:

خَالِفُوا لْيَهُودَ	یہود کی مخالفت کرو
خَالِفُوا الْمَجُوسَ	آتش پرستوں کی مخالفت کرو
خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ	مشرکین کی مخالفت کرو

نقالی کی ممانعت کی وجہ:

ہمیں نقالی سے اس لیے منع کیا گیا ہے تاکہ اپنی تہذیبی پہچان قائم رہے۔ اپنا اسلامی تشخص برقرار رہے اور کہیں بھی کافر، مشرک، یہود عیسائی یا مجوس کے ساتھ کسی قسم کا ریس، نقالی یا طور اطوار اختیار کرنے کا شائبہ نہ رہے۔ دراصل ان کے ساتھ مشابہت کرنے سے غیر مسلموں کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انداز واطوار دل کو مانوس ہونے لگتے ہیں، پھر انسان ان پر عمل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتا۔ جب ان پر عمل کرنا شروع کر دیتا ہے تو اپنی شریعت کے بہت سے احکام چھوٹ جاتے ہیں۔ ایسا آدمی پھر دوسرے مذہب والوں سے محبت کرنے لگ جاتا ہے۔ ان کو دوست بنا لیتا ہے۔ ان کی فرمانبرداری کرنے لگ جاتا ہے۔ غیر محسوس انداز میں وہ ان کا اتنا فرمانبردار بن جاتا ہے ان کی ہر ادا پر مر مٹنے لگتا ہے۔ اسے خود احساس ہی نہیں ہو پاتا، ہمارا دین اس مشابہت کے مسئلے میں اتنا حساس ہے کہ غیر مسلم تو الگ رہے خود مسلمانوں کے اندر بھی یہ شناخت قائم رکھنے کا حکم ہے کہ مرد عورتوں کی مشابہت نہ کریں اور عورتیں مردوں کی مشابہت نہ کریں۔ چنانچہ نبی کریمؐ کا ارشاد ہے۔

''اللہ نے عورتوں کے ساتھ مشابہت کرنے والے مردوں پر اور مردوں کے ساتھ مشابہت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے''۔ (صحیح بخاری)

ہمیں اپنی تاریخ کے تابناک جھروکوں سے مسلمانوں کے غیر مسلموں سے کیے ہوئے معاہدوں کو دیکھنا ہوگا کہ ان میں کس حد تک مسلمانوں کے تشخص کی حفاظت کی گئی تھی۔ دوسری طرف ذمیوں کو بھی مسلمانوں کی نقالی سے روک دیا گیا تھا، تا کہ ان کا تشخص بھی برقرار رہے۔ ذیل میں حضرت عمرؓ کا بیت المقدس کے عیسائیوں سے معاہدے کا متن دیا جا رہا ہے۔

خلیفہ راشد سیدنا عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت میں اسلامی لشکر نے بیت المقدس کو صلیبیوں کے قبضے سے آزاد کرانے اور فتح کے علم لہرانے کے بعد کفار کو ذمی بن کر وہاں رہنے کی اجازت اس شرط پر دی کہ ذمی اس بات کا عہد کریں کہ

- ★ اپنے گرجاؤں میں ناقوس انتہائی پست آواز میں بجائیں گے
- ★ اپنے گرجاؤں پر صلیب کی نشانی نہیں لٹکائیں گے
- ★ اتنی آواز میں عبادت کریں گے کہ اپنے علاوہ کوئی اور نہ سن سکے
- ★ جنازوں کے ساتھ مذہبی گیت نہیں گائیں گے
- ★ جنازوں کے ساتھ آگ کی شمعیں لے کر مسلمانوں کے بازاروں سے نہیں گزریں گے
- ★ مسلمانوں کے بازاروں سے خنزیر لے کر نہیں گزریں گے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

★ شراب فروشی نہیں کریں گے
★ اپنے مذہب کی تبلیغ نہیں کریں گے
★ عزیز واقارب میں سے جو کوئی اسلام قبول کرنا چاہے اس کے رستے میں رکاوٹ پیدا نہیں کریں گے
★ صرف اپنا مخصوص لباس پہنیں گے
★ مسلمانوں کی مشابہت اختیار نہیں کریں گے
★ مسلمانوں کی سی ٹوپی، عمامہ اور جوتے نہیں پہنیں گے
★ اپنے گلوں میں زنران/ ٹائی پہنیں گے
★ اپنی انگوٹھیوں اور مہروں پہ عربی نقوش نہیں کروائیں گے
★ اپنے پاس ہتھیار/ اسلحہ نہیں رکھیں گے
★ مسلمانوں کا احترام کریں گے اور اگر ان کی مجلسوں میں مسلمان آجائیں تو ان کے احترام میں کھڑے ہو جائیں گے
★ کسی مسلمان کے ساتھ کاروبار میں شریک نہیں ہوں گے۔ الّا یہ کہ سارے تجارتی معاملات مسلمان کے قبضے میں ہوں
★ اگر مسلمان مسافر ہوں تو ان کی مہمان نوازی کریں گے اور اپنا بہترین کھانا ان کے لیے پیش کریں گے

ان ساری شرائط کی ضمانت، صلیبیوں کی جانیں، بچے اور اہل وعیال ہوں گے اگر صلیبی ان شرائط کو توڑیں یا مخالفت کریں تو پھر اہل اسلام کا کوئی ذمہ نہیں اور ان سے وہی سلوک ہوگا جو اہل حرب کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

....

”ہم مسلمان ہیں“

ہمیں بہرحال اپنے بچوں کو یہ سمجھانا ہے کہ ہم مسلمان ہیں، ہماری کتاب ہدایت قرآن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ ہمارا اللہ واحد رب کائنات ہے۔ ہمارے رہبر و رہنما حضور محمدؐ کی صورت و سیرت دونوں ہمارے لیے دنیا کی محبوب ترین چیزیں ہیں۔ اسلام ہمارے لیے سرمایۂ افتخار ہے...... لیلۃ القدر کو نازل ہونے والی قرآن کی ہدایت ہمارے لیے بہترین ہدایت ہے۔ ہماری ہدایت کے مرکز مکہ اور مدینہ ہیں ہماری آنکھوں کا سرمہ خاک نجف ہے۔

تو پھر کیا بات ہے امریکہ کیوں دل و دماغ میں بس گیا۔ ہر وقت واشنگٹن، نیو یارک، لندن اور پیرس کے ویزے لگوانے کی فکر کیوں پڑی ہے۔ کیوں امریکہ، لندن، جاپان سے آنے والی چیزوں کو دیکھ کر ہماری آنکھوں میں ایسی ٹھنڈک اترتی ہے جیسی ٹھنڈک نماز پڑھنے سے ہمیں ملنی چاہیے۔ کیوں ہم اپنے بچوں کو انگریزی لباس پہنانے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ انگریزی بولنے اور پڑھنے پڑھانے میں ان کو مصروف رکھتے ہیں۔ قرآن و حدیث کی زبان سے ہم ان کو کیوں دور رکھتے ہیں۔ ہم ان کو ہر وقت انگلش میڈیم اکیڈمیوں، مشن سکولوں اور اولیول، اے لیول میں مشغول رکھتے ہیں۔ کیوں ہم ان کو قرآن نہیں پڑھاتے۔ حدیث نہیں پڑھاتے۔ ان کی نمازوں کی فکر نہیں کرتے۔ ان کو مسنون دعائیں نہیں سکھاتے ان کو داڑھی رکھنے پر مائل نہیں کرتے۔ بچیوں کی ٹانگیں، بازو اور سر ننگے دیکھ کر کیوں خوش ہوتے ہیں ہم ان کو صحیح لباس کیوں نہیں پہناتے۔ ان کو ڈھانکنے کی ترغیب کیوں نہیں دیتے۔ ہم خود بچوں کے فرمانبردار کیوں بنتے ہیں اور ان کو ہر سہولت بہم پہنچانے کی فکر میں اپنے آپ کو ہلکان کر لیتے ہیں۔ ان کے دل میں اللہ رسول کی محبت اور عظمت کیوں نہیں بٹھاتے۔ نافرمانی کی شکل میں اللہ کے عذاب سے کیوں نہیں ڈراتے اور ان کو بزرگوں کی اور خود اپنی خدمت کرنا کیوں نہیں سکھاتے۔

★ <u>تشبہ بالکفار کی بے شمار شکلیں</u> ہمارے اندر رائج ہیں۔ مثلاً آپؐ نے فرمایا کہ میرے آنے پر عجمیوں کی طرح کھڑے نہ ہوا کرو۔ مگر ہمارے ہاں ہر موقع پر اپنے سے بڑے شخص کے آنے پر کھڑے ہونے کا حکم ہوتا ہے۔ استاد کلاس میں جائے تو ساری کلاس کھڑی ہو جائے۔ وزیر مشیر آئیں تو ان کے استقبال کے لیے دو دو گھنٹے تک ساری ٹریفک ہی رک جائے۔

★ <u>چھینک آئے</u> تو مسنون طریقہ چھوڑ کر انگریزی میں چھینکیے۔ یعنی پہلے تو Sorry کہیں یا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Excuse me کہیں۔ اور دوسرے جواب میں کہیں گے God bless you
کیا اسلام کا طریقہ (چھینک آنے پر الحمدللہ کہنا، سننے والے کا یرحمک اللہ کہنا اور پھر چھینکنے والے کا يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَ يُصْلِحُ بَالَكُمْ (اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہارے حالات و معاملات صحیح کردے) محبوب نہیں مغربی ''آداب'' زیادہ پیارے ہیں۔

★ ملتے وقت السلام علیکم کہنا اچھا نہیں لگتا بلکہ اس کی جگہ Hello کہنا کیوں تمہیں محبوب ہوگیا۔ پھر ملاقات سے جدا ہوتے وقت اللہ حافظ کہنے کے بجائے دوبارہ السلام علیکم کیوں نہیں کہا جاتا...... جو مسنون طریقہ ہے (ہیلو کا لفظی مطلب ہے جہنم میں جاؤ)

★ کوئی کام کردے تو اس کو جزاک اللہ (اللہ آپ کو اس کی جزائے خیر عطا کرے) ہمیں اچھا نہیں لگتا، اس کی جگہ Thank You کہنا بہت محبوب ہے۔

★ امی......ابو کے میٹھے اور پیارے الفاظ کیوں رخصت ہوگئے۔ ہمارے بے شمار میٹھے شہد جیسے رشتے کیوں انگریزی کے غلبہ کے ساتھ ساتھ غائب ہوگئے۔ مام، ڈیڈ ہی رہ گئے۔ یا پھر انکل، آنٹ اور کزن...... پیاری امی جان کہاں گئی، پیارے ابو کیا ختم ہوگئے صرف ڈیڈ رہ گئے (ابو تو ڈیڈ یعنی مردہ ہوگئے) اور امی ماما بن گئی۔ ماما ہمارے بچپن میں کام کرنے والی آیا کو کہا کرتے تھے (مثلاً ماما عظمت کی کہانی۔ ہم بچپن میں پڑھا کرتے تھے) پیاری خالہ، ماموں، چچا جان، چچی جان، پھوپھی صاحبہ، پھوپھا جان، خالہ زاد بھائی اور بہن، ماموں زاد، چچازاد، پھوپھی زاد، یہ سب پیارے رشتے کہاں گئے؟

اب تو مصنوعی تہوار رہ گئے اور مصنوعی رشتے رہ گئے۔

ہر تہوار کے موقع پر ویڈیو لازماً بنے گی۔ کیک کٹے گا، تالیاں بجائی جائیں گی۔ غبارے سجیں گے لائٹنگ ہوگی۔ (اللہ رسول کے نام یا ذکر یا دعا کے بجائے) Happy birthday to you گا کر یا Happy new year کہہ کر مبارک دی جائے گی۔ وہاں اللہ و رسول کے نام یا ذکر کا کیا کام، جبکہ ہماری تہذیب یہ ہے کہ ہر وہ کام جو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے نہ کیا جائے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناقص ہے...... ناقص ہے...... ناقص ہے۔

جس مجلس میں اللہ کا ذکر نہ ہو...... وہ روز قیامت انسان کے لیے حسرت و ندامت کا باعث بنے گی۔

اس طرح ہماری موجودہ Welcome، Welfare، Birthday پارٹیاں اور شادی بیاہ کے پروگرام بے شمار غیر شرعی احکام کا مجموعہ ہوتے ہیں۔ بینڈ باجہ کا حکم کہاں سے آیا۔ ڈیک لگانے کی وبا کہاں سے آئی، ناچ گانے کا مسئلہ کہاں سے آیا۔ گانے والے اور مجرا کرنے والوں کو ویلیں دینے کا رواج کیوں ہوا، مووی بنانے کا چکر کیسے چلا۔ دعوت میں صرف ریا، فخر، نمود واسراف اور فضول خرچی ہے، کسی غریب کی دعوت نہیں یہ صرف کھاتے پیتے لوگوں کی دعوت ہے...... اس طرح ہمارے سارے فنکشن، تقریبات اور تہوار غیروں کی نقالی اور ان کی مشابہت کی بنا پر ہمیں اسلام سے بہت دور لے جاتے ہیں۔

کیا یہ ہمارا مسخرہ پن نہیں ہے کہ اپنے اسلام پر سر عام فخر کرتے ہیں مگر اس کو عملی زندگی میں داخل نہیں ہونے دیتے۔ سود بہت بڑا گناہ ہے اور ہم بڑی خوشی سے ادا کر رہے ہیں۔ بے حیائی ممنوع ہے۔ موسیقی گانا بجانا حرام ہے مگر ہم جشن بہاراں کے نام سے خوشی سے اس میں مصروف ہیں۔ یہ لہو ولعب میں مبتلا ہونا گمراہ قوموں کا شعار ہے۔ جو ہم کو کبھی راس نہ آئے گا۔ کافروں کی طرح کمانا اور کافروں کی طرح خرچ کرنا، حلال و حرام اور جائز و ناجائز کی تمیز کے بغیر، یہ ہمیں کبھی راس نہ آئے گا۔ وہ قومیں تو آخرت اور جزا و سزا کا تصور نہیں رکھتیں۔ اس لیے وہ پھل پھول رہی ہیں مگر ہمارا یہ مسخرہ پن ہمیں لے ڈوبے گا۔ آج کل جنگیں میدانِ جنگ میں کم اور میدانوں میں زیادہ لڑی جا رہی ہیں اور ہم یہ میدانی جنگ ہار رہے ہیں۔

ہمارے مسخرے پن کی مزید مثالیں ملاحظہ ہوں:

ہماری نماز اور ہماری دعائیں

ہر نماز کی ہر رکعت میں ہم دعا مانگتے ہیں، اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ○ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ (الفاتحہ:۵،۶،۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اے اللہ) ہمیں سیدھا راستہ دکھا، ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا۔ نہ ان لوگوں کا جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ گمراہوں کا (آمین)

یہاں حضرت ابن عباسt کی تفسیر کے مطابق مغضوب علیہ سے مراد یہودی ہیں اور ضالین سے مراد عیسائی ہیں۔

مراد یہ ہے کہ ہر نماز کی ہر رکعت میں ہم اللہ تعالیٰ سے یہود و نصاریٰ کے راستے اور ان کے طرزِ عمل سے بچنے کی دعا مانگتے ہیں۔

پھر ہم دعا مانگتے ہیں...... وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ یا اللہ ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ فوت کرنا۔ کبھی ہم دعا مانگتے ہیں رَبَّنَا لَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ یا اللہ ہمیں روزِ قیامت ذلیل نہ کرنا۔ کبھی کہتے ہیں تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَالْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ یعنی میرا خاتمہ اسلام پر فرما اور انجام کار مجھے صالحین کے ساتھ ملا دے۔

ہم کہتے ہیں یا اللہ مرتے وقت ایمان کی سلامتی دینا اور کلمہ طیبہ پڑھنا نصیب فرمانا مگر طرزِ عمل یہ ہو کہ خوشی غمی میں مجوس جیسی آتش پرستی اور لائٹنگ ہو۔ ہندوؤں جیسی مایوں مہندی ہو، پیلے بسنتی جوڑے پہنیں، بسنتیں منائیں، گڈے اڑائیں، عیسائیوں جیسا لباس پہنیں، ان کی طرح اپنی زندگی کے سارے طور اطوار بنائیں۔

کام سارے ہم کریں وہ جس سے مشرکین اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ دنیا میں بھی ساتھ ہو اور آخرت میں بھی حشر انہی کے ساتھ ہوگا، تو پھر یہ دعائیں کیسے قبول ہوں گی۔ دعائیں یہ اور عمل وہ؟ کیا یہ منافقت تو نہیں۔ کیا یہ بے شعوری میں بھیڑ چال تو نہیں؟ یا شعور کے ساتھ اللہ و رسول کی نافرمانی اور ان کے احکام کا مذاق تو نہیں؟ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آج ہی خلوص دل سے توبہ کر لیجیے کہ ابھی مہلتِ عمل موجود ہے۔

❁❁❁❁❁

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب سوم

بسنت ہندوانہ تہوار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ أَبِاللّٰهِ وَآيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ (التوبۃ:٦٥)

کہہ دو! کیا تمہاری ہنسی دل لگی اللہ، اس کی آیات اور
اس کے رسول کے ساتھ ہی تھی......؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب سوم

بسنت ہندوانہ تہوار

1۔ پتنگ بازی۔ بسنت کا تہوار اور اسلام
2۔ پتنگ کی حقیقت
3۔ لاہور میں پتنگ بازی کی وبا کس طرح پھیلی......میاں صلاح الدین کے ذریعے
4۔ مشرف دور میں سرکاری سرپرستی
5۔ جشن بہاراں ۲۰۰۲ء
6۔ ۱۴ فروری، ۲۰۰۲ء
7۔ بسنت ڈے اور بسنت نائٹ
8۔ بسنت کے نقصانات
9۔ یہ جشن بہاراں ہے یا جشن بیماراں
10۔ یہ تہوار مکمل طور پر غیر شرعی اور ہندوانہ تہوار ہے
11۔ بے حیائی پھیلانے کا ذمہ دار ہے
12۔ بسنت کی وجہ سے بے شمار لڑائی جھگڑے جنم لیتے ہیں
13۔ خونی قاتلانہ تہوار
14۔ عام شہریوں کے لیے اذیت اور پریشانی کا باعث ہے
15۔ بے انتہا معاشی نقصان
16۔ یہ تہوار بے غیرتی اور بے حمیتی پیدا کرتا ہے
17۔ اصل مقصد
18۔ بسنت کے نام پر
19۔ یہ جشن بہاراں اور بسنت میلے (۲۰۰۱ء میں صدرِ مملکت کو لکھے گئے ایک مراسلہ کا عکس)
20۔ تنظیم اساتذہ پاکستان (مردانہ نظم) کا ایک بسنت مخالف اشتہار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسنت ہندوانہ تہوار

محمد عمران لکھتے ہیں: ۱۵ فروری ۲۰۰۴ء بروز اتوار شام ۵ بجے مجھے پاکستان کے دوسرے بڑے شہر لاہور میں جانے کا موقع ملا تو جونہی گاڑی حدود لاہور میں داخل ہوئی تو ہوائی فائرنگ تڑ......تڑ......تڑ کی آواز اور فلک شگاف نعروں سے کان پڑی آواز سنائی نہ دے رہی تھی۔ دل میں خیال آیا شاید ہندوستان نے حملہ کر دیا ہے اور زندہ دلان لاہور حمیت اور غیرت کا ثبوت دیتے ہوئے جوابی فائرنگ کر رہے ہیں مگر اس وقت ہنسی بھی آئی اور دکھ بھی ہوا جب معلوم ہوا کہ زندہ دلان لاہور حالات جنگ میں نہیں بلکہ حالت بسنت میں ہیں اور اسی جوش و جذبے میں فائرنگ اور نعرے لگا رہے ہیں۔ (نوائے وقت میگزین ۲ مارچ ۲۰۰۸ء)

پتنگ بازی، بسنت کا تہوار اور اسلام:

گذشتہ چند سالوں سے حکومت بسنت کے تہوار کی زبردست حوصلہ افزائی کر رہی ہے۔ میڈیا میں بھی اس کو زبردست پذیرائی حاصل ہو رہی ہے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ اس تہوار کی تحقیق کر کے اس کے نقصانات سے نوجوان نسل کو آگاہ کیا جائے۔ یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ بسنت اور پتنگ دو الگ الگ دیوتا ہیں۔

''بسنت'' سنسکرت زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے ''بہار'' ہندوؤں کے ہاں ''بہار'' کی دیوی کی باقاعدہ پوجا کی جاتی تھی۔ بہار کی دیوی کو خوش کرنے کے لیے انسان کی قربانی پیش کی جاتی۔ یہ بہار کی دیوی مختلف تہذیبوں اور مختلف مقامات پر مختلف ناموں سے پکاری گئی۔ مثلاً ہندوستان میں ''دُرگا''۔ ایران میں ''ناہید''۔ روم میں ''اسیرس'' یونان میں وینس اور عرب میں ''زھرہ'' کے نام سے موسوم ہوئی۔ انڈیا میں تو آج بھی ''دُرگا'' دیوی کو جان کی قربانی پیش کی جاتی ہے۔

ہندومت کے مشہور عقائد اور رسوم و رواج کا ذکر کرتے ہوئے مسلمان مورخ ''البیرونی'' نے اپنی کتاب ''تاریخِ ہند'' میں لکھا ہے۔ کہ عید بسنت بیساکھ میں منائی جاتی ہے۔ اس ماہ میں استواء ربیعی ہوتا ہے۔ جس کا نام بسنت ہے۔ جوتش اور علم نجوم کے ذریعے اس دن کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پتہ چلا کر اس دن عید کرتے ہیں اور برہمنوں کو نذرانے دیتے ہیں۔ (کتاب الہند اردو ترجمہ از ابوریحان البیرونی ص 238)

پتنگ کی حقیقت:

پتنگ بھی مشرک اقوام میں قبل مسیح سے بہت پہلے ایک معروف دیوتا سمجھا جاتا تھا۔ اسے اُڑانا بہت سے کام سنوارنے کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔ پتنگ بازی کی ابتدا چین سے ہوئی۔ تاریخ دانوں کا خیال ہے کہ چین اور کوریا سے آنے والے بدھ پادریوں نے اسے مذہبی میلے میں متعارف کروایا۔ اس طرح بدھ مت والوں میں، چین میں اور جاپان میں ایک مخصوص دن میں پتنگ اُڑانے کا رواج ہو گیا۔ مثلاً چین میں ۹ ستمبر کو اور جاپان میں 5 مئی کو پتنگ بازی کا دن منایا جاتا۔ پھر یہ پتنگ بازی ہندوستان، چین اور جاپان میں مختلف مذہبی میلوں کا اہم حصہ قرار دی جاتی رہی، درسگاہوں اور عبادت گاہوں میں مذہبی لوگ بدقسمتی، نحوست اور بیماری دور کرنے کے لیے علاج کے طور پر پتنگ اڑایا کرتے تھے۔ اسی طرح یونانی بھی آسمانی بلاؤں سے نجات حاصل کرنے کے لیے پتنگ اڑایا کرتے تھے۔ بعض مقامات پر پتنگ اُڑاتے وقت ساتھ بھجن بھی گائے جاتے۔ ان کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ پتنگ دیوتا اڑانے سے بھوت پریت بھی نہیں آتے۔ جاپان میں تاریخ کی سب سے بڑی پتنگ تیار کی گئی تھی۔

اس طرح بسنت اور پتنگ دو الگ الگ دیوتا تھے اور الگ الگ ان کی پوجا کی جاتی تھی۔ پتنگ کو آسمانی بلاؤں سے نجات حاصل کرنے کے لیے کئی اقوام میں اڑایا جاتا تھا۔ سوال یہ ہے کہ پتنگ اور بسنت کو ایک دوسرے سے کس طرح جوڑا گیا، اس کے لیے ایک عبرت ناک تاریخی واقعہ پیش کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

ایک ہندو مورخ ایس۔ پی۔ نجار نے اپنی کتاب "Punjab Under the later Mughals" میں ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ پنجاب کے مسلمان گورنر زکریا خاں (1709 تا 1759ء) کے عہد میں ایک ہندو (اور بقول بعض سکھ) لڑکے حقیقت رائے نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت فاطمۃ الزاہراءؓ کی شان میں دشنام طرازی کی یعنی آپ کی توہین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ایک پمفلٹ لکھا تھا۔ معاملہ عدالت تک پہنچ گیا۔ مسلمان قاضی نے اسے سزائے موت سنائی۔ ہندوؤں نے اس کی رہائی کی بہت کوششیں کی مگر کامیاب نہ ہو سکے آخر کار اسے 1739ء میں لاہور کے علاقے گھوڑے شاہ میں پھانسی دے دی گئی۔ چونکہ حقیقت رائے کی بیوی سکھ تھی لہٰذا احتجاج میں سکھ بھی برابر کے شریک تھے۔ بعد ازاں جب پنجاب سکھوں کی عملداری میں آیا تو سکھوں نے اس واقعہ سے متعلق تمام مسلمانوں سے انتقام اس طرح لیا کہ کثیر تعداد میں مسلمانوں کو انتہائی بے دردی سے قتل کر دیا۔ حقیقت رائے دھرمی کو پھانسی بسنت پنچمی کے روز ہوئی تھی۔ چنانچہ مسلمانوں سے انتقام لینے کی خوشی میں انہوں نے حقیقت رائے دھرمی کے میلے کے روز اس کی سمادھی پر پتنگیں اُڑائیں۔ کیونکہ اس کی پھانسی کا دن بسنت پنچمی ہی تھا۔ اس طرح لاہور میں جو سکھوں کا دارالحکومت تھا۔ بسنت اور پتنگ لازم و ملزوم سمجھے جانے لگے۔ ہندو اور سکھ حقیقت رائے دھرمی گستاخِ رسول کو اپنے ہاں وہی درجہ دیتے تھے جو مسلمانوں کے ہاں غازی علم الدین شہید کو حاصل تھا۔ لہٰذا پتنگ اور بسنت جو پہلے الگ الگ دیوتا تھے۔ اس مذہبی واقعہ سے منسلک ہونے کے بعد موسمی تہوار ہونے کے ساتھ ساتھ مذہبی رنگ بھی اختیار کر گئے۔ (روزنامہ نوائے وقت 4 فروری 1994ء)

چنانچہ لاہور میں بسنت کے موقع پر پتنگ اڑانے کا رواج تب سے چلا آ رہا تھا۔ برصغیر پاک و ہند کی تاریخ میں ہمیں شاہ عالم اوّل کے عہد میں پتنگ بازی کا عروج نظر آتا ہے۔ اب بھی بھارت میں ہر سال پتنگ بازی پر کروڑوں روپے خرچ ہوتے ہیں۔ اصل میں بسنت خالص ہندوؤں کا تہوار ہے۔ بعد میں سکھ بھی اس میں شامل ہو گئے۔ بھارت میں بسنت کی یہ کہانی ہر سکول میں پڑھائی جاتی ہے۔ آزادی سے قبل بسنت کو ہندوؤں کا تہوار ہی سمجھا جاتا تھا اور لاہور میں ہندو اور سکھ اس کو جوش و خروش سے مناتے۔ دو تین جگہ بسنت میلہ منعقد ہوتا۔ ہندو مرد زرد پگڑیاں باندھ کر اور عورتیں اسی رنگ کا لباس پہن کر باغبانپورہ کے قریب حقیقت رائے دھرمی کی سمادھی پر حاضری دیتے۔ سکھ بھی اس موقع پر گوردوارہ اور گورو مانگٹ پر میلے لگاتے اور پتنگ بازی کرتے تھے...... مسلمان ان میلوں اور پتنگ بازی میں شامل نہیں ہوتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حقیقت سے پتہ چلتا ہے کہ بسنت موسمی تہوار نہیں تھا بلکہ ہندوؤں کا مذہبی تہوار تھا جسے وہ اپنے ''ہیرو'' کی یاد میں مناتے تھے......سکھ بھی ان کے ساتھ اس لیے شامل ہوتے تھے کہ حقیقت رائے کے سسرال والے سکھ تھے......علاوہ ازیں اس وقت یہ کھیل کھلے میدانوں میں ہوتا تھا......شہری گنجان آبادیوں سے دُور......اور مسلمان ان میں عموماً شرکت نہیں کرتے تھے...... وہ ''گستاخِ رسول'' حقیقت رائے کی یاد کیسے مناتے......؟

لاہور میں بسنت کو تزک و احتشام سے منانے کی ابتداء میاں صلاح الدین نے 1986ء میں کی۔ اس نے اس موقع پر سیاستدانوں، فنکاروں اور کھلاڑیوں کو اپنی کوٹھی پر مدعو کیا۔ اس طرح اس قومی بدعت کی باضابطہ پذیرائی کی۔ پاکستانی قوم کو پتنگ بازی کے بخار میں مبتلا کرنے کی کوشش کی گئی۔ اسی دوران لاہور ہائی کورٹ نے ایک رٹ کے جواب میں 95ء میں بسنت کو تفریح قرار دے کر اس پر پابندی نہ لگانے کا عندیہ دیا۔ تو یہ تہوار روزافزوں ترقی کرتا گیا۔ حتیٰ کہ 98ء میں خود بھارت سے 50 رکنی وفد پاکستان آیا۔ وہ محض پتنگ بازی کے تہوار سے لطف اندوز ہونے کے لیے خود مدعو کیا گیا تھا۔

مشرف دور میں اس تہوار کی سرکاری سرپرستی شروع ہوگئی۔ جبکہ بسنت منانے والوں کے اپنے دیس یعنی بھارتی پنجاب میں بھی اس کو سرکاری سرپرستی حاصل نہیں ہے۔ مشرف حکومت نے یہ وبا بہت زیادہ پھیلا دی اس نے اس کو ''جشن بہاراں'' کا نام دیا۔ ہر سال پہلے سے زیادہ ڈھول ڈھمکا اور دھما چوکڑی اس موقع پر دیکھنے میں آئی۔ جنوری فروری مارچ تینوں ماہ سرکاری و غیر سرکاری لوگوں کو بسنت منانے کے علاوہ کوئی کام ہی نہیں ہوتا تھا۔ اب تو باقاعدہ غیر ملکی سفیروں کو اس موقع پر دعوت نامے جاری کیے جانے لگے۔ سیاحوں کے لیے بڑے بڑے ہوٹل بک ہونے لگے، چھتیں پتنگ بازسجنوں اور سجنیوں سے بھری ہوتی تھیں۔ سپیشل کھانے پکتے، رنگ ونور کا سیلاب ملک کو روشن کررہا ہوتا، ''بوکاٹا'' کے فلک شگاف نعرے فضا میں گونجتے کہ بے اختیار پوچھنے کو جی چاہتا تھا کہ آپ کس بات کی اتنی خوشی منارہے ہیں کیا بڑے بڑے قومی مسائل حل ہوگئے۔ کشمیر آزاد ہوگیا کیا مشرقی پاکستان نے مغربی پاکستان سے الحاق کرلیا اور وطن عزیز مکمل ہوگیا کیا کالا باغ ڈیم بن گیا؟ کیا بھارت نے سرحدوں سے اپنی فوج ہٹالی، کیا افغانستان میں پاکستان نواز حکومت قائم ہوگئی۔ کیا امریکہ نے فوجی اڈے پاکستان سے اٹھالیے۔ کیا پاکستان کے قرضے ختم ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیے؟ کیا پاکستان سے غربت، جہالت اور بیماری کے خلاف جہاد مکمل ہو گیا؟ ہر سال واپڈا سخت احتجاج کرتا رہتا ہے۔ گرڈ سٹیشن جلتے رہتے ہیں، بے شمار مالی و جانی نقصان ہوتے رہتے ہیں۔ مگر ان سب باتوں سے بے پروا لاہور کے کمشنر کامران لاشاری ہفتہ ہفتہ بھر بسنتیں منانے میں مشغول رہتے اور دوسروں کو مشغول رکھتے۔ بہر حال 2001ء کے خونی بسنت میں جب 93 لوگ مارے گئے اور ہزاروں کی تعداد میں زخمی ہوئے تو 2001ء میں کسی شہری نے لاہور ہائیکورٹ میں بسنت کے خلاف اپیل دائر کی تو 16 فروری کو لاہور ہائیکورٹ کے بنچ نے، جو جسٹس چودھری اعجاز احمد اور جسٹس میاں ثاقب نثار پر مشتمل تھا کہا کہ آئین کے تحت عدالت کو شہریوں کی زندگی کے تحفظ کے احکام جاری کرنے کے لیے مکمل اختیارات حاصل ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بسنت کی وجہ سے کئی اخلاقی برائیاں پھیل رہی ہیں، بسنت کی آڑ میں شراب نوشی اور عیش و عشرت کی محفلیں برپا کی جاتی ہیں اور کئی انسانی جانیں بھی ضائع ہوتی ہیں۔ جبکہ امن وامان کی فراہمی اور عوام کو تحفظ فراہم کرنا تو حکومت کی ذمہ داری ہے۔ یہ آئین کی دفعہ 298/A کے تحت قابل دست اندازی پولیس جرم ہے''۔ مگر اس کے جواب میں ایڈووکیٹ جنرل پنجاب مقبول الٰہی ملک نے حکومت کا موقف اس طرح واضح کیا ''عدالت اس قسم کی قانون سازی کیسے کر سکتی ہے۔ کیونکہ آئین میں تو بسنت پر پابندی لگانے کی کوئی شق موجود ہی نہیں'' ایسی دور کی کوڑی لانے والے ایڈووکیٹ کی قانون دانی کی داد دینا پڑتی ہے۔ کیا وہ واقعی قراردادِ مقاصد کے مفہوم اور تقاضوں سے بے خبر تھا؟

جشن بہاراں 2002ء

2001ء میں اتنا کچھ نقصان ہونے کے باوجود صدر مشرف کو یہ گلہ رہا کہ بسنت تہوار کو اخبارات نے نمایاں کر کے شائع نہیں کیا۔ خواہ مخواہ حادثات کو نمایاں کیا گیا جس کی ضرورت نہیں تھی۔ لہٰذا اگلے سال یعنی 2002ء میں جشن بہاراں کی قیادت خود وفاقی حکومت نے کی اور فضول خرچی کو ''سرمایہ کاری'' کا نام[1] دے کر تنقید کرنے والوں کی تسلی تشفی بھی کرنے کا اہتمام کر دیا گیا۔ چنانچہ سب پروگرام بہار کا جشن منانے کا لمبا چوڑا پروگرام اخباروں میں نشر ہو گیا۔ گو چند

[1] اس کو کاروبار اور سرمایہ کاری کہنا اور پھر اعتراض کرنا کہ اس کو بند کرنے سے بہت سے لوگوں کا روزگار بند ہو جائے گا، دراصل یہ سب باتیں بیمار ذہنوں کی علامت ہیں۔ غلام فطرت لوگ صرف اپنے آقاؤں کے نقطہ نظر ہی سے دیکھتے ہیں۔ ان کی اپنی عقل مت ماری جاتی ہے...... اگر کسی کو کہا جائے شراب کا کاروبار مت کرو...... یہ حرام ہے ہمارے دین کی رُو سے اس کا کاروبار صحیح نہیں ہے تو کیا اس کا پھر یہ مطلب ہے کہ ہم اسے کہہ رہے ہیں کہ تم اپنا کام ہی ختم کر دو بلکہ ہم کہتے ہیں جائز اور حلال کام کرو اور حرام کاروبار نہ کرو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنوں بعد اس کی تردید بھی چھپ گئی کہ افغانستان کے بحران کے پس منظر میں اور ''ہندوستان کی فوجیں ہماری سرحد پر تیار کھڑی ہیں'' لہٰذا اس ایمرجنسی میں اتنا لمبا چوڑا پروگرام نہیں ہوسکتا۔ بلکہ یہ جشن مختصر ہوگا اور سادگی سے ہوگا۔ اسی دوران 5 فروری 2002ء کا دن آ گیا جو پاکستان میں گزشتہ کئی سالوں سے کشمیریوں کے ساتھ یکجہتی کے اظہار کے لیے پاکستان میں منایا جاتا رہا ہے۔ مختلف دینی وسیاسی جماعتیں جلسے جلوس اور ریلیوں کے ذریعے کشمیر کاز کو اجاگر کیا کرتی تھیں۔ اور کشمیریوں کو اپنے مالی، اخلاقی وسیاسی تعاون کا یقین دلاتی تھیں۔ مگر اس سال تمام دینی جماعتوں کے لیڈر تو پابندِ سلاسل تھے۔ جلسے جلوس پر ویسے پابندی تھی۔ اس لیے مختلف مقامات خصوصاً گرلز کالجوں میں یہ دن کشمیر ڈے کے نام سے منایا گیا مگر اس انداز کے ساتھ کہ شرم سے سر جھک گئے۔ جنون گروپ، زین گروپ، ابرار الحق اور اسی طرح کے دیگر موسیقاروں، فلم سٹاروں کے گروپ خواتین کے تعلیمی اداروں میں بلائے گئے، گانے بجانے، موسیقی اور بھنگڑے کے پروگرام ہوئے۔ اس طرح کشمیریوں کے زخم پر نمک پاشی کا خوب خوب اہتمام کیا گیا۔ لہٰذا یہ دن بھی لہو ولعب کی نذر ہو گیا۔ فسق وفجور کے پروگراموں نے سارے ریکارڈ مات کر دیے۔ پھر اس کے فوراً بعد اخبارات میں یہ اعلان شائع ہوا:

کہ لاہور میں 9 فروری سے 31 مارچ تک جشن بہاراں منایا جائے گا۔ پارکس اینڈ ہارٹی کلچر اتھارٹی کے زیر اہتمام 9 فروری سے 31 مارچ تک جاری رہنے والے اس جشن بہاراں کی افتتاحی تقریب ریس پارک لاہور میں ہوگی، جس میں بعد ازاں ابرار الحق سمیت معروف میوزک گروپ پرفارم کریں گے۔ آل پاکستان کائٹ فلائنگ چمپئن شپ بھی ہوگی۔ 8 فروری تک ریس کورس پارک میں پینٹنگز کا مقابلہ ہوگا جس کا موضوع ہوگا "Face as I see it" بعد ازاں کائٹ فلائنگ فیسٹول نائٹ ہوگا۔ اسی روز ریس پارک، سینٹ میری پارک مینارِ پاکستان اور گلشن اقبال میں پتنگ بازی ہوگی پھر 15 سے 20 فروری تک ''میلہ اسپاں ومویشیاں'' ہوگا۔ 27 سے 31 مارچ تک برڈز اور فلاورز فیسٹول ہوگا پھر 31 مارچ کو سٹی پریڈ ہوگی''۔

14 فروری 2002ء:

اس اعلان کے چند دن بعد 14 فروری آ گیا، جسے وطنِ عزیز میں ''ویلنٹائن ڈے''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نام سے منایا گیا اور اسے ''پیار و محبت'' کا دن قرار دیا گیا۔

معصوم بچوں اور نوجوانوں میں عشق و آوارگی اور جنسی بے راہ روی پھیلانے کو کارِ خیر بنا کر قوم کے سامنے پیش کیا گیا۔ (تفصیل اپنے مقام پر دی جائے گی)

بسنت ڈے اور بسنت نائٹ:

دو تین دن کے بعد 17 فروری آ گیا۔ جسے تمام حکومتی ذرائع بھرپور طریقے سے منانے کی تیاروں میں مگن تھے۔ پہلے بسنت ڈے اور پھر بسنت نائٹ کا تصور بھی لاہور کے شہریوں نے خود ہی تخلیق کیا پھر یہ بسنت میلہ لاہور نے دوسرے شہروں کو بھی پیش کیا۔ چنانچہ اصل میلہ تو لاہور میں ہوتا ہے۔ بعض ازاں مختلف شہروں میں مختلف دنوں میں منایا جاتا ہے۔ یوں یہ سلسلہ تقریباً 9 فروری سے 31 مارچ تک پورے پنجاب میں چلتا ہی رہا۔ لطف کی بات یہ کہ 23 مارچ کو فوجی پریڈ تو نہ ہو سکی کہ فوجیں سرحدوں پر کھڑی ہیں مگر یہ کائٹ میلہ اسی دھوم دھام سے ہو رہا ہے۔ اس موقع پر اخبارات نے بسنت کے بڑے بڑے اشتہارات کئی کئی دن تک شائع کیے۔ ایڈیشن نکالے، ریڈیو، ٹی۔ وی نے بسنت کے تہوار کی لمبی چوڑی رپورٹ پیش کی اور اس کو بڑی اہم خبر بنا کر پیش کیا۔ روزنامہ ''جنگ'' نے اٹھارہ فروری کو رپورٹ پیش کی۔ واضح رہے کہ یہ تمام خبر ٹائٹل پیج پر تھی۔

''چھتوں پر بسنت میلے، لاہوریوں نے آسمان پتنگوں سے سجا دیا''

''پتنگ بازوں نے ریکارڈ توڑ ڈالے۔ کروڑوں روپے خرچ ہوئے، خصوصی پکوانوں، محافل موسیقی اور بھنگڑے کا اہتمام، سڑکوں پر پتنگیں لوٹنے والوں کا قبضہ۔ (روزنامہ جنگ 18-02-2002)

''روشنیوں کا سیلاب، بوکاٹا کے نعرے، لاہوریوں نے بسنت نائٹ پر کروڑوں لٹا دیے''

آسمان پر رات بھر رنگ برنگی پتنگوں کا ناچ جاری رہا، پیچ کاٹنے پر ڈھول کی تھاپ پر رقص کیا جاتا رہا''

''صوبائی دارالحکومت میں بسنت نائٹ مصنوعی روشنیوں کے سیلاب میں بوکاٹا کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نعروں، ڈیک پر فضا میں بکھرتے نغموں اور ڈھول کی تھاپ پر من چلوں کے بھنگڑوں کے ساتھ منائی گئی۔مہمانوں کی خصوصی پکوانوں اور مشروبات سے تواضع کی گئی۔بسنتی لباس پہنے خواتین بھی چھتوں پر محظوظ ہوتی رہیں۔فائیوسٹار ہوٹلوں، بڑے پلازوں اور اہم عمارتوں پر خصوصی تقریبات ہوئیں۔(نوائے وقت، 17-02-2002)

'سفارتکار، فنکار، ملکی وغیر ملکی ہزاروں مہمان پیچوں اور ''بوکاٹا'' کے نعروں سے لطف اندوز ہوتے رہے' تھکن سے چور بسنت باز شام ڈھلے اور بعض رات گئے آتش بازی کر کے یا ہوائی فائرنگ کر کے بسنت کو الوداع کہتے رہے جس کے بعد ملکی وغیر ملکی مہمان واپس جانے لگے۔

''بسنتی تقریبات میں شامل بچوں اور نوجوانوں نے بسنتی لباس پہنے۔متعدد خواتین نے بھی زرق برق لباس پہنے۔''چھتوں پر لڈی، بھنگڑا اور رقص کے مناظر بھی دیکھنے میں آئے۔ (از کلچرل رپورٹر نمائندہ جنگ، روزنامہ جنگ 18 فروری 2002ء)

پیغامات:

اس موقع پر پیغامات نشر کرنے بھی ضروری خیال کیے گئے۔سیکرٹری اطلاعات کامران لاشاری، نے کہا ''بسنت ہمارا روایتی تہوار ہے۔جسے لوگ موسم بہار کی آمد کے حوالے سے مناتے ہیں۔ضرورت اس امر کی ہے کہ بسنت کے بین الاقوامی سطح پر فروغ کے لیے ہم منصوبہ بندی کریں۔

میاں عامر میئر ضلع لاہور نے کہا لوگوں کو بسنت کے مثبت پہلو بھی تو دیکھنے چاہئیں۔ بسنت پر دو ارب کا سرمایہ گردش میں آیا۔ڈیڑھ لاکھ افراد کو اس سے عبوری روزگار حاصل ہوا۔ خوشی کی بات تو یہ ہے کہ لاہور شہر دنیا بھر میں بسنت کے حوالے سے متعارف ہو رہا ہے۔

گورنر پنجاب لیفٹیننٹ جنرل خالد مقبول نے گورنر ہاؤس میں عالمی بنک کے ڈائریکٹر سے کہا ''میں جشنِ بہاراں میں نظم وضبط قائم رہنے پر مطمئن ہوں۔اس گہما گہمی سے عالمی برادری کو خوشگوار پیغام ملا جو سرمایہ کاری کے لیے ضروری ہے'' (روزنامہ جنگ 18 فروری 2002ء)

'کنٹرول لائن پر تعینات اقوام متحدہ کے فوجی مبصرین کے سربراہ آسٹریلیا کے جنرل ہارمن نے کہا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’دنیا میں کہیں لاہوری بسنت جیسا میلہ نہیں لگتا۔ آسمان پر لاکھوں پتنگوں کے جھلمل لہرانے کا منظر پاکستانیوں کی فراخدلی، اعلیٰ سوچ اور ذہانت کی غمازی کرتا ہے۔(روزنامہ جنگ 18 فروری 2002ء)

پھر یہ بسنت لاہور کے بعد فیصل آباد، قصور، گوجرانوالہ، شیخوپورہ وغیرہ شہروں میں باری باری ہر اتوار جاری رہتی ہے۔ پتنگ باز جن اس وقت قوم کے ہیرو بن گئے اور ’’گڈی وانگوں آج مینوں سجناں اڑائی جا‘‘ جیسے فحش اور آوارہ گانے خوشی وفخر سے گاتے ہوئے رقص کر کے بسنتی لباس پہنے مسلم خواتین چھتوں پر چڑھ کر داد دیتی رہیں۔ وہ عفت مآب مسلم خواتین، جن کے کبھی بال بھی غیروں کو نظر نہ آتے تھے۔ اب چھتوں پر چڑھ کر ہلڑ بازی کرتی رہیں، پھر اس دن برقی رو بار بار معطل ہوتی رہی، دھاتی ڈور اور تندی سے اس دن 1706 دفعہ ٹرپنگ ریکارڈ کی گئی۔ واپڈا کو کروڑوں کا نقصان ہوا۔ لوگوں کے قیمتی برقی آلات جل گئے، شہر میں سارا دن بجلی اور پانی کی بار بار بندش لوگوں کے لیے عذاب بنی رہی۔ اونچے آوازوں میں ڈیک پر لگے ہوئے گانے مریضوں، بیماروں اور طلبہ کے لیے بڑی پریشانی کا سبب بنے۔ پتنگ لوٹنے والوں کی وجہ سے سڑکوں پر بھی بے پناہ رش رہا۔ کئی لوگ چھتوں سے نیچے گر کر جاں بحق ہوئے۔ 130 زخمی ہونے والے لوگ ہسپتالوں میں لائے گئے۔ ہسپتال بھی سارا دن پتنگ لوٹنے والے زخمیوں کو طبی امداد بہم پہنچانے میں مصروف رہے۔

علماء اور دردمندوں کی مذمت:

اپنے اپنے انداز میں اس موقع پر دینی جماعتوں کے سربراہوں نے بھرپور مذمت کی۔ مثلاً ’’حکومت کشکول ہاتھ میں لیے پھرتی ہے۔ جبکہ بسنت پر کروڑوں لٹا دیے گئے ہیں۔‘‘ (علامہ زبیر احمد ظہیر)۔ حافظ عبدالغفار روپڑی نے کہا ’’بسنت کی آڑ میں یہ حکومت کا فحاشی پھیلانے کا پروگرام ہے۔ یہ قوم کا سرمایہ اور وقت ضائع کرنے کا پروگرام ہے۔ ایسے اقدامات سے قوم وملک پر عذاب الٰہی نازل ہوسکتا ہے۔ جبکہ ریاض یزدانی صاحب نے کہا کہ شوقین لوگ یہ تہوار منانے کے لیے بھارت ہی چلے جایا کریں‘‘۔ کسی نے اس کو ’’ماتمِ بہاراں‘‘ کا نام دیا۔ تو کسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اس کو اہل کشمیر کے زخموں پر نمک پاشی قرار دیا۔

اس موقع پر ہونے والے بے پناہ جانی و مالی نقصان کو اور اہلِ درد کی مذمت کو ''حاصل ہونے والے فائدہ'' کے مقابلے میں معمولی سمجھ کر نظر انداز کر دیا گیا۔ پھر لڑکیوں کی درسگاہوں میں بسنت ڈے اور بسنت نائٹ منا کر زنانہ درسگاہوں کا تقدس بھی پامال کرنے میں کوئی کمی کسر نہ چھوڑی گئی۔

2003ء کی بسنت کے موقع پر پیپسی کولا نے اپنے بورڈ آویزاں کیے۔ ''سارے لاہور دی اِکو تور۔ پیپسی، گڈیاں، بھنگڑے، ڈور'' بسنت مناواں، پینگاں پاواں، کھابے کھاواں، موج اُڑاواں۔ ایک اور ملٹی نیشنل کمپنی نے بسنتی رنگ کے بینروں سے پورے لاہور کو سجا رکھا تھا اور اس پر تحریر تھا:

''رقص میں ہے سارا جہاں''

انگلش میڈیم سکول اس دوڑ میں کبھی پیچھے نہیں رہے، ہر لڑکے کو ایک ایک پتنگ سکول میں لا کر اڑانے کو کہا گیا تھا جبکہ لڑکیوں کو ڈور لانے کا حکم تھا اور مل کر تماشا دکھایا جاتا تھا۔

2003ء میں 45 افراد ہلاک اور 425 افراد زخمی ہوئے مگر ساتھ اسمبلی میں بسنت کا بھرپور دفاع کیا گیا۔ 8 جنوری 2004ء کو ایک مقامی ہوٹل میں بسنت فیسٹول آرگنائزر کی طرف سے منعقدہ تقریب میں دورانِ خطاب انسانی ہلاکتوں پہ یوں تبصرہ کیا گیا۔ ''اس سے کہیں زیادہ ہلاکتیں ڈکیتیوں، ٹریفک حادثات اور خودکشیوں میں ہو جاتی ہیں۔ اس پر کوئی نہیں بولتا۔ (نوائے وقت)

2005ء تک یہ ہلا گلا اپنے بے پناہ نقصانات کے باوجود جاری رہا اکتوبر 2005ء کا کشمیر کا ہولناک زلزلہ بھی حکومت کے عزم میں کوئی تبدیلی پیدا نہ کر سکا۔ تہتر ہزار 73000 کشمیری شہیدوں کو نظر انداز کر کے بسنت کا اہتمام وسیع پیمانے پر کیا جاتا رہا۔ 2006ء میں صدر مشرف کے خود لاہور آ کر گڈی اڑانے کے پروگرام کا اعلان کیا گیا اور اس کے لیے زبردست اہتمام بھی کیا گیا۔ مگر پھر عوام کے شدید ردِ عمل کی بنا پر صدر مشرف کو اپنا پروگرام کینسل کرنا پڑا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاہم بسنت سابقہ جوش وخروش ہی سے منائی گئی...... یوم کشمیر بھی ہر سال اسی مستی کی نذر ہوتا رہا۔

2007ء کی بسنت بھی خونی ڈائن ثابت ہوئی اور بیس لاشوں کا تحفہ دے گئی اس کے ساتھ ہی جوئے اور جسم فروشی کے اڈے بھی سرطان کی طرح ملک میں پھیل گئے۔ پولیس افسروں کی نگرانی اور ملی بھگت سے ان دونوں کاروباروں کو بہت فروغ ملا۔ بہرحال آغاز فروری سے لے کر مارچ تک پورا لاہور ''پتنگ باز سجنا'' کے نعروں سے گونجتا رہتا ہے۔ بازاری عورتیں خوب کماتی ہیں۔ لاہور کی بڑی بڑی عمارتوں کی چھتیں ملٹی نیشنل کمپنیوں اور بڑے تاجروں کو لاکھوں کے عوض میں بک کی جاتی ہیں خصوصاً اندرون لاہور کی چھتیں بسنت نائٹ منانے والوں کے لیے پچاس ہزار سے لے کر 10,10 لاکھ تک بک ہوتی ہیں۔ پھر ساتھ ساتھ شراب، کباب، موسیقی، رقص وسرور۔

مشرف حکومت کے زوال کے ساتھ اس جشن پر چیف جسٹس افتخار چودھری صاحب کی طرف سے پابندی لگنے پر اہل وطن نے اور خصوصاً اہالیان لاہور نے سکون کا سانس لیا۔ مگر جونہی پیپلز پارٹی کے سلمان تاثیر کو 2009ء میں پنجاب کا گورنر بنایا گیا۔ اس نے پھر زور وشور سے بسنت منانے کا اہتمام کیا اور اب پھر یہ ساری گندگی اور فسق وفجور دوبارہ ہمارے سروں پر مسلط کر دیا گیا ہے۔

بسنت کے نقصانات:

آخر ہم کیوں اپنی نسل کو ہندوانہ موج میلہ کلچر کا خادم بنا رہے ہیں۔ ہماری نئی نسل کس اخلاق کی عادی ہو رہی ہے۔ ہم نے بغیر لڑائی کے اپنی موجودہ نسلیں کیوں پلیٹ میں رکھ کر دشمن کو دینے کی تیاری کر رکھی ہے۔ پہلے تو اس تہوار کو ''جشنِ بہاراں'' کہنا ہی غلط ہے یہ تو ''جشنِ بیماراں'' ہی کہلا سکتا ہے۔ یعنی مرعوب اور بیمار ذہنوں کا جشن، کوئی سلیم الفکر شخص اس طرح مشرک وکافر ہندوؤں کا جشن جوش وخروش سے نہیں منا سکتا۔

یہ جشنِ بہاراں ہے یا جشنِ بیماراں:

بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ لوگ بسنت کی وجہ سے بے پناہ جانی و مالی نقصان اٹھاتے ہیں۔ جبکہ حکومت دراصل ان کو موج میلہ ثقافت میں مصروف کر کے خود بے حد شرمناک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کام میں ملوث رہی۔ اپنے باشعور، دردمند، باصلاحیت اور قیمتی افراد چُن چُن کر امریکہ کے ہاتھ فروخت کرتی رہی۔ عوام کو اس موج میلے میں مصروف کر دیا۔ تاکہ کوئی حکومت پر انگلی نہ اٹھا سکے۔

ہمارے قیمتی ہیرے موتی لٹتے رہے۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خاں جیسے قیمتی لعل، محسن پاکستان کے ساتھ کیا سلوک ہوا، عافیہ صدیقی جیسی عفت مآب بیٹی پر کیا بیتی، ڈاکٹر اکمل وحید اور ارشد وحید جیسے قابل اور دردمند ڈاکٹروں کے ساتھ کیا ہوا۔ غیر ملکی مجاہدین کو کس طرح چن چن کر دشمن کے حوالے کیا گیا حتیٰ کہ افغانستان کے وزیر کو پکڑ کر دشمنوں کے حوالے کر دیا گیا۔ چیف جسٹس افتخار چودھری جیسے لوگ سڑکوں پر گھسیٹے جاتے رہے۔ مسجدیں برباد ہوتی رہیں۔ جامعہ حفصہ کی پاکباز بیٹیاں فاسفورس سے پگھلائی جاتی رہیں اور حکمران پاکستان کا اعتدال پسند چہرہ Soft Image دنیا اور خصوصاً امریکہ کے سامنے پیش کرنے میں مصروف رہے۔

کالج میں ایک دردمند خاتون نے اس تمام صورتِ حال پہ تبصرہ یوں کیا:

''اگر کیوبا میں میرا بھائی قید ہوا ہوتا، تو پھر میں یہ بسنت کی خوشیاں کیسے مناتی؟ خوشی منانا تو کجا میرا تو کھانا پینا بھی چھوٹ جاتا''۔

یا اللہ آج ہم مسلمان اتنے بے حس کیوں ہو گئے۔ اتنے سنگدل کیسے بن گئے۔ زخم زخم کشمیر، تباہ حال فلسطینی آج مجھے نظر کیوں نہیں آتے، کیوبا میں قید مسلمان جو ہر قسم کے انسانی حقوق بلکہ امریکہ کے کتے بلیوں جیسے حقوق سے بھی محروم ہیں۔ کیا وہ میرے بھائی بند نہیں ہیں؟ دنیا میں جگہ جگہ تباہ حال مسلمان۔ دنیا بھر کے مقروض مسلمان (جن کے وسائل پورے کے پورے لوٹ کر امریکہ لے گیا اور ہمیں استعماری بینکوں نے سود کے ذریعے اپنے آہنی پنجوں میں جکڑ لیا) کیا میرا ان کے ساتھ کوئی ناتا نہیں؟ کیا یہ قحط زدہ مسلمان میرے اپنے جسم کے ٹکڑے نہیں ہیں۔

مکمل طور پر غیر شرعی ہندوانہ تہوار:

1۔ یہ تہوار مسلمانوں میں لادینیت، بے حمیتی اور بے غیرتی کو فروغ دے رہا ہے۔ یہ کالی دیوی کے پجاریوں گاؤ ماتا کا پیشاب پینے والے غلیظ مکاروں کا مذہبی تہوار ہے۔

2001ء میں لاہور کی بسنت پر ہندو لیڈر بال ٹھاکرے نے یوں تبصرہ کیا'' لاہور میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسنت ہندو مذہب کی عظیم کامیابی ہے۔ مسلمان اگر تقسیم ہند سے پہلے ہی بھارتی ثقافت اپنا لیتے تو لاکھوں افراد کی جان بچائی جا سکتی تھی...... چھتوں سے گر کر ہلاک ہونے والے ہمارے شہید ہیں (نوائے وقت، جنگ 20 فروری 2001ء) اسی طرح کے تبصرے کئی دیگر ہندو لیڈروں نے بھی کیے تھے۔

اس نے اسلامی و دینی اقدار کو کس طرح مختلف طریقوں سے پامال کیا ہے۔ اس کی ایک جھلک ملاحظہ کریں۔ 9 فروری 2003ء کو منیٰ میں حاجیوں کا خیموں کا شہر آباد تھا۔ جبکہ پاکستان میں پوری قوم کو بسنت کا بخار چڑھا ہوا تھا۔ (ہمارے ہاں اس دن 7 ذی الحجہ 1423ھ تھا) ناؤ نوش کی محفلیں جمی تھیں جبکہ عید قربان کے موقع پر جانور بہت کم ذبح کیے گئے کیونکہ عوام اپنا پیسہ بسنت کی نذر کر چکے تھے۔

فیصلہ کرنا مشکل ہو رہا تھا کیا یہ وہی لاہور ہے جہاں قراردادِ پاکستان پاس ہوئی تھی، پھر 2005ء میں بسنت عین 5 فروری کو ہی منائی گئی۔ گویا شہدائے کشمیر کے خون پر یہ جشن منایا گیا۔ 2006ء میں یہ جشن منا کر متاثرین زلزلہ آزاد کشمیر کو پس پشت ڈالا گیا۔ دوسری طرف توہین رسالت کے خاکے اور کارٹون چھپنے کے غم کو نظر انداز کر دیا گیا بلکہ پس پشت ڈال دیا گیا۔ اب 2009ء میں بسنت منا کر غزہ کے 500 شہدا کے خون سے ہم بے وفائی کے مرتکب ہوئے ہیں۔

2۔ ہر سال بسنت کا شیڈول سرکاری طور پر جاری کیا جاتا ہے۔ اور میڈیا کے ذریعے اس کو پروان چڑھایا جاتا ہے۔ ائمہ، علما، خطباء، دانشور، صحافی چیختے رہ جاتے ہیں کہ بے حیائی کا یہ سیلاب ہمارے پورے خاندانی نظام کو بہا لے جائے گا۔ جبکہ اللہ رب العزت کا فرمان یہ ہے ''جو لوگ چاہتے ہیں کہ اہل ایمان میں فحاشی پھیلے ایسے لوگوں کے لیے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے''۔ (النور:۱۹)

شراب و کباب اور حواس باختہ اداکاراؤں کے موسیقی کی تال پر تھرکتے جسم مسلمانوں میں کس طرح بے حیائی پھیلانے میں مصروف ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ بسنت منانے والا گستاخ رسول حقیقت رائے کی یاد میں تہوار منا رہا ہے۔ لہٰذا وہ بھی گستاخِ رسول ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3۔ بسنت کی وجہ سے بے شمار لڑائی جھگڑے جنم لیتے ہیں صرف لاہور میں 2005ء میں بسنت کی وجہ سے 80 مقدمات درج ہوئے۔ (روزنامہ دوپہر 4 فروری 2006ء)

4۔ بسنت ایک خونی تہوار بن چکا ہے۔ اس کی کیمیکل ڈور تلوار بن گئی ہے۔ عموماً سکوٹر سواروں کے گلے میں پھرتے ہی وہ ختم ہو جاتے ہیں۔ مختلف قومی اخبارات میں چھپنے والی رپورٹوں کے مطابق ہر سال بسنت سے کتنی ہلاکتیں ہوتی ہیں۔ حالانکہ ہمارے دین میں کسی مسلمان کے قتل کو سنگین گناہ قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے مَــنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَعَدَّلَهُ عَذَابًا عَظِيمًا (النساء:۹۳) جو شخص کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہے گا۔ اس پر اللہ کا غضب نازل ہوگا اس پر اللہ کی لعنت ہے اور اللہ نے اس کے لیے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اندازہ کیجیے کتنی سخت وعید ہے کسی مسلمان کو بے گناہ مار ڈالنے کی۔ یہاں کیمیکل انداز میں جو ڈور استعمال کی جاتی ہے۔ وہ حقیقتاً کسی بے گناہ کو عمداً مار ڈالنے والا ہی معاملہ ہے۔ آج اگر ان پتنگ بازوں میں سے دو تین کو قتلِ عمد کی سزا مل جائے تو یک دم یہ گھناؤنا تہوار رک جائے۔ مگر بیرونِ ملک کون اپنے آپ کو تاریک خیال کہلانے کا حوصلہ رکھتا ہے تو پھر آخرت کے عذاب کے لیے تیار رہیے جب یہ تڑپتے لاشے روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کی عدالت میں فریاد کریں گے یا اللہ ہمیں کس گناہ کی پاداش میں قتل کیا گیا......؟ پھر اس وقت ان ''بے ضرر تفریح کے نام نہاد پرستاروں کے پاس کیا جواب ہوگا؟''

2001ء اور 2003ء کی بسنت میں تو بے شمار لوگ دھاتی ڈور کی بنا پر ہلاک ہوئے اور زخمیوں کی تعداد بھی ہزاروں تک پہنچ گئی...... ان میں سے کئی مستقل طور پر زخمی ہو گئے، ہسپتال زخمیوں کی لاشوں سے بھر گئے۔

2005ء میں 40 لوگ ہلاک ہوئے جبکہ سینکڑوں لوگ معذور اور زخمی ہوئے اور اس دوران میں لڑائی جھگڑوں کے 800 مقدمات درج ہوئے۔

2005ء کے بسنت میں شدید جانی و مالی نقصان کے باعث پتنگ بازی میں دھاتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈور کے استعمال پر پابندی لگائی گئی مگر اس کے باوجود بہت سی اموات اگلے سالوں میں بھی ہوتی رہیں 2006ء میں 28 کے قریب (اخباری رپورٹ کے مطابق ہلاک ہوئے جبکہ بہت سے لوگ زخمی ومعذور ہوئے)۔ 2007ء کی خونی ڈائن بسنت بیس لاشوں کا تحفہ دے گئی۔ 2009ء میں بھی بیس لوگ ''شہید بسنت'' ہو گئے۔ یعنی اس سال بھی اس نے بیس لوگوں کا خون پیا۔

اس سے پہلے بھی اخباری رپورٹوں کے مطابق 1995ء سے لے کر 2006ء تک بسنت کی وجہ سے لاہور اور گرد ونواح میں 200 سے زائد ہلاکتیں اور 3000 سے زیادہ لوگ زخمی ہوئے۔ اسی لیے یہ خونی تہوار بند ہونا چاہیے۔

5- بسنتی کپڑے پہننا کافروں کا لباس ہے:

بسنت کے موقع پر زرد رنگ کا لباس بڑے اہتمام سے تیار کرواتے ہیں اور پہنتے ہیں، یہ زرد یا بسنتی رنگ ہندوؤں، عیسائیوں اور یہودیوں کا رنگ ہے۔ ہمیں ان کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ مگر افسوس ہماری نوجوان نسل اس رنگ کو پہن کر ہلڑ بازی میں مصروف نظر آتی ہے اور یہ رجحان ہر سال بڑھ رہا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (ابوداوٗد) کہ جس نے کسی قوم کے ساتھ مشابہت کی وہ انہی میں سے ہے۔ جب بسنت ایک ہندوانہ تہوار ہے جسے مسلمانوں نے گود لے لیا ہے یہ پتنگ اڑانا تو غیر مسلموں سے مشابہت ہے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے نبی اکرمؐ جب مدینہ تشریف لائے تو دیکھا کہ اہلِ مدینہ سال میں دو تہوار مناتے اور ان دونوں میں ہنسی اور کھیل کرتے تو آپؐ نے فرمایا اللہ نے تمہیں ان دونوں سے بہتر دن دے دیئے ہیں۔ یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن۔ (سنن نسائی) مراد یہ ہے کہ شرعی لحاظ سے صرف یہی دو تہوار تم مناسکتے ہو اب ان دو دنوں میں فرحت اور مسرت کا اظہار کر سکتے ہو اس کے علاوہ کوئی دن مناؤ گے تو وہ غیروں سے مشابہت ہوگی...... باقی رہ گئی زرد رنگ کی بات تو اللہ کا ارشاد ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ (بقرہ:۱۳۸)

(اے مسلمانو) اللہ کا رنگ اختیار کرو۔ اللہ کے رنگ سے بہتر کس کا رنگ ہو سکتا ہے، اور ہم تو صرف اسی کے عبادت گزار ہیں...... عیسائی جب کسی کو عیسائی بناتے ہیں تو اس کو زرد رنگ کے پانی میں غسل دیتے ہیں۔ ہندو جب بسنت دیوتا کی پوجا کرتے ہیں تو بسنتی رنگ پہنتے ہیں...... اسی طرح وہ ہولی کی رسم میں بھی زرد رنگ استعمال کرتے ہیں...... لہٰذا مسلمانوں کو حکم ہے کہ ان مشرک قوموں کے رنگ اختیار کرنے کے بجائے اللہ کا رنگ اختیار کرو یعنی مکمل طور دین اسلام کے پیروکار بن جاؤ آپؐ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو زرد رنگ کے کپڑے پہنے دیکھا تو فرمایا یہ نہ پہنا کرو یہ کافروں کا کام ہے۔ (صحیح مسلم۔ کتاب اللباس)

6۔ یہ اس لیے بھی قابل مذمت ہے کہ عوام الناس اور عام شہری بھی اذیت اور نا قابل بیان پریشانی سے دوچار ہو جاتے ہیں۔ صحیح بخاری کی ایک حدیث شریف کے مطابق ''مسلمان تو وہ ہے جس کے ہاتھ اور اس کی زبان سے دوسرے لوگ محفوظ رہیں۔'' مگر اس شرمناک کھیل میں جہاں ہاتھوں سے دوسروں کی زندگیاں چھین لی جاتی ہیں ان کو اپاہج بنا دیا جاتا ہے وہاں زبان سے بھی بے ہنگم نعرہ بازی، بوکاٹا کا شور اور جانوروں کی سی بڑھکوں کے ذریعے ماحول کو انتہائی اذیت ناک بنا دیا جاتا ہے۔ ہمسایوں کو تنگ کیا جاتا ہے۔ پڑوسیوں کی عزت وعصمت اور چادر و چار دیواری کا تقدس پامال کر کے دوسروں کو تکلیف دی جاتی ہے جبکہ حدیث شریف کے مفہوم کے مطابق یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پہ یقین رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنے ہمسائے کو تنگ نہ کرے۔ (صحیح بخاری)

7۔ یہ مکروہ کھیل اس لیے بھی قابل مذمت ہے کہ یہ بے انتہا معاشی نقصان اور اہم قومی تنصیبات کے لیے باعث ضرر ہے۔ ایک اخباری رپورٹ کے مطابق 2006ء میں صرف ایک ہفتہ کے اندر لیسکو کو 40 کروڑ 80 لاکھ روپے کا نقصان اٹھانا پڑا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2005ء میں صرف لاہور کے اندر فقط ایک دن میں 45 فیڈ ز بند ہوئے اور 1500 مرتبہ ٹرپنگ ہوئی۔ 2 سال قبل چند دنوں میں واپڈا کو اربوں روپے کا نقصان برداشت کرنا پڑا۔ لاہور الیکٹرک سپلائی کارپوریشن کے ترجمان میجر اورنگزیب کے مطابق 2006ء میں فقط 8 دنوں میں 21 ٹرانسفارمر مکمل طور پر تباہ جبکہ سینکڑوں کو جزوی نقصان پہنچا۔ یہ رپورٹ دیکھیے روزنامہ مقابلہ 8 فروری 2006ء

ہم کس قدر انجام سے بے خبر لوگ ہیں کہ ہچکولے کھاتی پاکستانی معیشت کو کفایت شعاری سے سہارا دینے کی بجائے کروڑوں اربوں کا نقصان پہنچانے پہ تلے بیٹھے ہیں۔ (از محمد اختر صدیق، نوائے وقت میگزین 22 مارچ 2009ء) روزنامہ "مقابلہ" کی ایک خبر کے مطابق 23 فروری 2005ء لاہور میں منی بسنت منائی گئی۔ مانجھا لگی ڈور، دھاتی ڈور اور تندی کا آزادانہ استعمال کیا گیا۔ جس کی وجہ سے شہر کے مختلف گرڈ سٹیشنوں کے 45 فیڈر بند ہو گئے اور 1500 مرتبہ ٹرپنگ ہوئی۔ مختلف گھروں میں بجلی کی بار بار بندش سے ہزاروں الیکٹرونکس آلات جل گئے (روزنامہ مقابلہ 28 فروری 2006ء)

اگر ہم بسنت کی وجہ سے گزشتہ سالوں میں صرف واپڈا کے نقصانات کا جائزہ لیں تو بلاشبہ واپڈا کو اربوں کا بھاری مالی نقصان اٹھانا پڑا۔ لوگوں کے الیکٹرانک آلات جلنے کا نقصان الگ ہے تو پھر روزِ قیامت یہ بسنت منانے والے لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں فوجی املاک کو ضائع کرنے اور عوام کا مالی نقصان کرنے کا حساب کس طرح بے باق کریں گے؟ آج سوچ لیں۔

یہ تہوار بے غیرتی اور بے حمیتی پیدا کرتا ہے:

8۔ جس ملک کے ذمے 50 ارب ڈالر کے قرضے ہوں۔ جس کا ہر فرد 2000ء روپے کا پیدائشی مقروض ہو۔ ایسی قوم کو اپنا اربوں روپیہ صرف کاغذی تنکوں کے کھیل کھیلنے میں اڑا دینا کیسے جائز اور روا ہو سکتا ہے۔ جہاں غریب اور مفلس لوگ اپنا پیٹ بھرنے کے لیے کوڑے میں گلی سڑی چیزیں نکالنے پر مجبور ہوں۔ سینکڑوں افراد غربت کے ہاتھوں خودکشیاں کر رہے ہوں۔ وہاں اربابِ سیاست، وڈیرے اور زمیندار قسم کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چودھری بسنت کے نام پر شراب، ڈانس، موسیقی، لال پری اور دھاتی ڈور و پتنگ پر بے تحاشا قومی دولت لٹا دیں۔ کیا یہ سنگدلی اور بے حسی کی انتہا نہیں اللہ نے تو فضول خرچی سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا... بنی اسرائیل ۲۶، ۲۷ یعنی فضول خرچی نہ کرو۔ یقیناً فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان تو اپنے رب کا ناشکرا ہے۔

یہ گرانقدر رقم جو ڈور اور پتنگیں خریدنے پر صرف ہوئی وہ ساری کی ساری تو ہندوستان چلی گئی اور وہ اس سے ہمارے کشمیری بھائیوں پر مزید ظلم و ستم کرنے کے لیے اس سے اسلحہ خریدے گا۔

9۔ محض قومی نقطہ نظر سے بھی سوچا جائے۔ تو وہ بھارت جو پاکستان سے کھیل کے میچ بھی کھیلنے کو تیار نہیں۔ بمبئی حملوں کے بہانے اس کی فوج بارڈر پر کھڑی ہے۔ جس نے ہمیشہ پاکستان کو زک ہی پہنچایا ہے۔ اس کی بسنت منا کر ہم نے دشمن کو کیا پیغام دیا۔ یہ بھی معاملہ بہت سنجیدہ اور توجہ طلب ہے۔ چنانچہ 20 فروری 2001ء کے اخبارات میں ہندو شیوسینا کے رہنما بال ٹھاکرے کا بیان شائع ہوا جس میں کہا گیا کہ پاکستان کے شاندار طریقے پر بسنت منانے پر انہیں بہت خوشی ہوئی ہے۔ اس طرح بھارت اور پاکستان کی ثقافت ایک ہو رہی ہے۔ چھتوں سے گر کر ہلاک ہونے والے دراصل ہمارے شہید ہیں۔ (نوائے وقت، 20 فروری 2001ء)

10۔ کبھی مسلمان عفت مآب خواتین اتنی باپردہ ہوا کرتی تھیں کہ ان کے بال تک کسی کو نظر نہیں آتے تھے۔ اب وہی برقعہ دوپٹہ کی قید سے آزاد بسنتی کپڑے پہنے چھتوں پر چڑھی گاتے ہوئے اور رقص کرتے ہوئے پتنگ اڑانے والوں کو یوں داد دے رہی تھیں، ''دل ہوا بو کاٹا''، ''پتنگ باز سجنا'' اور ''گڈی وانگوں اج مینوں سجنا اڑائی جا''۔ اتنے فحش گانے گا کر رقص و سرور کے ساتھ چھتوں پر چڑھ کر بسنتی ملبوس پہنے یہ خواتین دشمن کو واقعی یہ پیغام دے رہی تھیں کہ اب پاکستان کی نظریاتی مملکت میں وہی ثقافت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقبول ہو رہی ہے۔ جو ہندو کی ثقافت ہے۔ اب دونوں میں کوئی فرق نہیں رہ گیا۔ کیا ہمیں اللہ رب العزت کا یہ ارشاد بھول گیا اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (النور:۱۹) بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بے حیائی پھیلائیں ان کے لیے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ جانتا ہے مگر تم نہیں جانتے...... اس موقع پر جو طوفان بدتمیزی برپا ہوتا ہے کیا وہ مسلمانوں ہی کا نمونہ پیش کرتا ہے۔

11۔ دشمن تو چاہتا ہی یہ ہے کہ ہم اپنے دین و ایمان، نظریہ، تشخص ہر چیز کو نظر انداز کر کے مغربی اور ہندوانہ ثقافت اختیار کر کے ان کے لیے نرم چارہ بنیں۔ دنیا میں کوئی قوم اپنا تشخص نظر انداز کر کے زندہ نہیں رہ سکتی۔ ہم یہ لعو ولعب اور فسق و فجور کی زندگی اختیار کر کے سوائے ذلت خواری اور زبوں حالی کے کچھ حاصل نہیں کر سکتے۔ پتنگ کی خاطر مال، جان وقت، قوت، طاقت، صلاحیت لٹا کر ہم نبی اکرمﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کو خراج عقیدت پیش کر کے اللہ و رسول کو ناراض کر رہے ہیں اور اپنی دنیا اور عاقبت دونوں کا نقصان کر رہے ہیں۔ مگر اس سب کے باوجود ہر سال اس ''جشنِ بیماراں'' کے سرکاری شیڈول مسلسل جاری ہوتے رہتے ہیں۔ غیر ملکی مہمانوں کی سخت سیکیورٹی کا بندوبست کرنا پڑتا ہے۔

اصل مقصد:

کچھ یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہر سال 5 فروری کو اہل پاکستان ''یومِ یکجہتی کشمیر'' منا کر اہل کشمیر سے یکجہتی کا جو اظہار کر رہے تھے اور پاکستان میں کشمیر کاز کے لیے مالی و اخلاقی تعاون اور جدوجہد کے لیے جوش و خروش کی جو فضا سازگار ہو رہی تھی۔ اسی کو ختم کرنے کے لیے جشن بہاراں بسنت فیسٹول اور ویلنٹائن ڈے جیسے بیکار بلکہ مضر سرگرمیوں میں قوم کو عمداً الجھا دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب حکومتی سرپرستی میں آنے کے بعد 5 فروری کا یوم یکجہتی کشمیر بھی اچھل کود ناچ گانے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور قص ابلیس کی نذر کردیا گیا ہے۔لبرل بننے کے شوق میں جذبہ جہاد کو سرد کرنا اور موج میلے کا کلچر عام کرنا ہی مشرف حکومت کا ایجنڈا ٹھہرا ہے۔

یہ بسنت فیسٹول یا کائٹ میلہ اب تو 15 جنوری سے ہی شروع ہونے لگا ہے اور پھر وہ حکومتی سرپرستی کے باعث 31 مارچ تک پہنچ جاتا ہے۔ ہر روز کسی نہ کسی ذمہ دار حاکم کا بیان بسنت کی تائید میں پڑھا اور سنا جا سکتا ہے۔ٹیلی ویژن، ریڈیو، اخبارات سب ذرائع ابلاغ ذمہ داران حکومت کے ان بیانوں کو شہ سرخیوں کے ساتھ چھاپ رہے ہیں۔زبردست اشتہار بازی ہو رہی ہے۔ذرائع ابلاغ میں جشن لاہور کی اتنی زبردست کوریج ہو رہی ہے یوں لگتا ہے پاکستان نے گویا کشمیر عملاً حاصل کر لیا ہے۔اور اب یہ سارے جشن اسی خوشی میں منائے جا رہے ہیں۔ ہر جگہ موسیقی، بھنگڑا، لڈی، ناچ گانا وڈیو کیسٹس، انٹرنیٹ میں ویب سائٹس بھی حاصل کی جا رہی ہیں۔ بلکہ خود تعلیمی اداروں کے اندر ڑین گروپ اور جنون گروپ جیسے گلوکار و موسیقار 5 فروری کو کشمیر ڈے منانے کے نام پر مغربی کثافت کو عام کرنے میں مصروف ہیں۔

دشمن کشمیر اور فلسطین کو ہڑپ کرنے کے لیے جہد مسلسل میں مصروف ہیں اور ہم ان کی ثقافت اختیار کر کے خود بخود اپنی غیرت، حمیت، ایٹمی اثاثے، جغرافیائی سرحدیں، دینی شعار اسلامی تشخص پلیٹ میں رکھ کر ان کو پیش کرنے میں مصروف ہیں۔اللہ ہمیں دشمنوں کے مکروہ عزائم سمجھنے اور اپنے دین اسلامی کو مضبوطی سے تھامنے کی توفیق دے۔ان حالات میں تو ضروری تھا کہ ہم اپنے ایک ایک بچے کو فوجی ٹریننگ دیتے اور دشمن سے جہاد کے قابل بناتے مگر ہم تو ان کے تہوار منا منا کر اپنی نسلیں بغیر جنگ کے ہی دشمن کی نذر کر رہے ہیں ان کی تمام ملی، قومی اور ملکی غیرت ختم کرنے کی پوری کوشش کی جا رہی ہے۔

بسنت کے نام پر:

ہندوانہ تہذیب کی نقالی، اسلامی تشخص و اقدار کی پامالی، وسائل کا ضیاع، بے حیائی کا فروغ اور موج میلہ بے لگام ثقافت کا دوسرا نام ''بسنت'' ہے۔جس کے پردے میں ہم کیا اہل کشمیر کی سیاہ رات، ہندوستانی مسلمانوں پر بھارتی ظلم و ستم عراق، افغانستان کے مسلمانوں کی لرزہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیز ہلاکتیں، فلسطین اور اہل غزہ پر ہونے والے صہیونی وامریکی مظالم۔ اپنے ہیرے موتیوں جیسے گمشدہ ستاروں پر ہونے والے مظالم، جامعہ حفصہ کی تباہی چار ہزار قرآن وحدیث پڑھنے والی معصوم طالبات کی دردناک شہادت، عافیہ صدیقی جیسی عفت مآب پاکستانی بیٹی کو بھلا دیں؟ آخر اپنے جسم کے ٹکڑے! اپنے قبائلی عوام، فاٹا، سوات پر امریکی بربریت کو کیسے بھلا دیں؟ ہمیں ہرگز یہ منظور نہیں؟ ہم اللہ کو کیا جواب دیں گے؟ دشمن کا یہی ہتھیار ہے کہ وہ ہمیں لہو ولعب میں مبتلا کر کے شراب وکباب کا رسیا بنا کر خوب حرام کمانے اور حرام کھانے میں اور غیر شرعی کاموں میں اپنا وقت برباد کرنے کی ترغیب دے کر ہماری ساری قوتیں اور صلاحیتیں زائل کرنا چاہتا ہے اور ہم اپنا سب کچھ فی سبیل الکفر برباد کر رہے ہیں...... ہماری وفاداریاں کفر کے ساتھ استوار ہو گئی ہیں...... ایمان اور اہل ایمان کو ہم خوب نقصان پہنچا کر اللہ کے غضب کو دعوت دے رہے ہیں؟

مارچ 2006ء میں راقمہ نے تنظیم اساتذہ خواتین صوبہ پنجاب کی جانب سے ایک مراسلہ صدر پاکستان جناب مشرف کی خدمت میں ارسال کیا تھا یہ مراسلہ ماہنامہ افکار معلم مارچ 2000ء میں شائع ہوا تھا۔

یہ جشن بہاراں اور بسنت میلے:

محکمہ سیاحت صوبہ پنجاب میں گذشتہ دنوں ایک تقریب منعقد ہوئی۔ اس تقریب میں پنجاب ٹورازم ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے مینجنگ ڈائریکٹر نے اعلان کیا کہ اس سال سرکاری طور پر ''بسنت میلہ'' یادگار پاکستان کے مقام پر منعقد کرے گا۔ اس غرض کے لیے مبلغ تیرہ لاکھ روپے کا بجٹ حکومت سے منظور کرا لیا گیا ہے۔ اس میلہ کی نمایاں خصوصیات یہ بیان کی گئی ہیں۔

- ★ یہ میلہ پندرہ روزہ ہوگا۔
- ★ سر عام رقص وسرور اور ناچ گانے کی محفلیں منعقد ہوں گی نامور گلوکار اور اداکار وغیرہ بلائے جائیں گے۔
- ★ سب سے زیادہ پتنگیں لوٹنے والے کو ''مسٹر لٹیرا 2000'' کا خطاب ملے گا۔
- ★ سب سے زیادہ پتنگیں کاٹنے والے کو ''پیچا'' کا ایوارڈ دیا جائے گا۔
- ★ غیر ممالک سے سیاح بھی آئیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اس میلے کے بارے میں مزید تفصیل ان کے آفس سے معلوم کی جا سکتی ہے)

اسی طرح وکٹوریہ گرلز ہائی سکول اندرون موری گیٹ میں ''عشرہ جشن بہاراں'' کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ جو دس فروری سے 20 فروری تک جاری رہے گا۔ (جشن بہاراں بسنت میلے کا سرکاری نام ہے) یہ جشن ورلڈ بینک کے تعاون سے منعقد ہو رہا ہے۔ تفصیلات کے مطابق وکٹوریہ گرلز سکول کی 100 سالہ پرانی چار منزلہ عمارت کو ایک تاریخی مقام قرار دیا گیا ہے۔ محکمہ تعلیم پنجاب کے سیکرٹری صاحب اور دیگر ذمہ داران اس مقصد کے لیے بار بار سکول آ جا رہے ہیں۔ دن کو پڑھائی باقاعدہ ہوتی رہے گی۔ مگر رات کو محکمہ تعلیم پنجاب ورلڈ بینک کے تعاون سے یہاں بسنت میلہ منعقد کرے گا۔ ناچ گانا، بھنگڑا، دھمال، قوالی وغیرہ کا بندوبست ہوگا۔ ویسے تو یہاں پہلے بھی ایسی تقریبات ہوتی ہیں، مگر اس سال یہ سارا کام سرکاری سرپرستی میں ہوگا۔ اہل محلہ ان پروگراموں کی وجہ سے بڑے تنگ و پریشان رہتے ہیں۔ ان کی راتوں کی نیندیں شور شرابے اور ہڑبونگ کی وجہ سے بہت خراب ہوتی ہیں۔ ماہ فروری میں اس طرح کے پروگرام نہ معلوم کتنے اور بھی تعلیمی اداروں میں منعقد ہوں گے۔

اس میلے کے انعقاد سے چند دن قبل 5 فروری کو پاکستانی قوم نے بڑے جوش و جذبہ کے ساتھ اہل کشمیر سے یکجہتی کا دن منایا تھا۔ حکومت کی سرپرستی اور جناب چیف ایگزیکٹو صاحب کی ذاتی دلچسپی کی وجہ سے امید پیدا ہو رہی تھی۔ شاید یہ تمام باتیں حسب معمول زبانی کلامی نہ ہوں بلکہ حقیقی طور پر قوم میں جذبہ جہاد بیدار ہو جائے تو وہ دن دور نہیں جب کشمیری مسلمان طوق غلامی سے آزاد ہو کر سکھ کا سانس لے سکیں۔ مگر وائے افسوس اس جشن بہاراں کی آمد آمد سے جذبوں پر اوس پڑ گئی۔ بھارت سرحدوں پر اپنی فوجیں بڑھا رہا ہے اور ہر روز جنگ کی دھمکیاں دے رہا ہے اور ہم بسنت جیسے ہندو تہوار اور ناچ گانے رقص و سرور کے پروگرام 15 دنوں تک منا رہے ہیں۔ کیا ہمارے پاس کرنے کے لیے اور کوئی مثبت کام نہیں رہ گیا۔ ہندوؤں کے ایسے ہی ہتھکنڈوں اور پاکستانیوں کی ایسی ہی غفلت سے سقوط ڈھاکہ کا المناک حادثہ پیش آیا۔ اور ہمارا آدھا بازو کٹ گیا۔ اب پھر نازک حالات میں ایسے جشن منانے سے کیا مقصود ہے؟ اتنا وقت اور اتنا پیسہ پھونک دینے سے دشمن کو کیا پیغام دیا جا رہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناب صدر اور چیف ایگزیکٹو صاحب سے ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ آپ کی حکومت کیا 5 فروری والا دن منانے میں مخلص تھی یا یہ جشن بہاراں منانے میں مخلص ہے؟ سوال یہ ہے کہ

1۔ سود اور قرضوں کی معیشت سے قوم پہلے ہی چور چور ہے۔ اوپر سے ورلڈ بینک اور عالمی اقتصادی پابندیوں نے حشر کر دیا ہے۔ کیا انہی کے تعاون اور انہی کے قرضوں سے ایسے بیہودہ پروگرام ہماری خودی کے شایان شان ہو سکتے ہیں۔

2۔ بسنت میلے میں گڈی ڈور دھاگہ وغیرہ تمام کے تمام بھارت سے آئیں گے۔ کیا بھارت اس رقم سے اہل کشمیر پر ظلم و ستم کا نیا بازار گرم نہیں کرے گا۔

3۔ قوم کے نونہالوں کی دلچسپیاں سنجیدگی اور محنت سے ہٹ کر مزید ذہنی آوارگی اور کھیل تماشوں کی طرف مائل نہیں ہوں گی۔ یہ ناچ گانا یہ رقص و سرود ہماری ثقافت ہرگز نہیں۔ یہ ہندوانہ ثقافت کا فروغ اور پرچار ہے اور ایسی مخدوش ثقافت ہمیں ہرگز منظور نہیں ہے۔ شمشیر و سنان ہمارے لیے بہر حال اول ہے۔

4۔ یہ پروگرام ''کشمیر یکجہتی'' کے منہ پر طمانچہ ہے اور ہمارے کشمیر کاز کو سرد خانے میں ڈالنے والی بات ہے۔

ہم چیف ایگزیکٹو پاکستان محترم جناب مشرف صاحب کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ وہ کھیل تفریح اور ثقافت کے نام پر ہونے والے قومی وقار و سلامتی اور کشمیر کاز کے منافی پروگراموں کو روکنے کا حکم دیں اور اس کے منتظمین و ذمہ داران کا احتساب کریں۔ کیونکہ یہ پروگرام آئین پاکستان کی دفعہ 298/A کے تحت نظریہ پاکستان کی نفی پر مبنی ہے۔

درخواست گزار۔ ثریا بتول علوی

سیکرٹری نشر و اشاعت تنظیم اساتذہ خواتین صوبہ پنجاب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح تنظیم اساتذہ (مردانہ نظم) پاکستان نے بھی اس بسنت کے خلاف بھرپور احتجاج کیا تھا احتجاج کا عکس درجِ ذیل ہے۔

عشقِ رسالت ﷺ کا دم بھرنے والوں کے لیے لمحہ فکریہ!!

بسنت گستاخِ رسول ﷺ کی یاد میں منایا جانے والا ایک **ہندوانہ تہوار**

آپ والدین ہیں یا اساتذہ اپنے بچوں کو یہ **ہندوانہ تہوار** منانے سے روک سکتے ہیں۔

اپنے بچوں کی حفاظت کیجئے۔
اپنی محنت کی کمائی کو ضائع مت ہونے دیجئے۔
لڑائی جھگڑوں اور حادثات سے بچیں۔

بسنت کے لازمی نتائج

- فضول خرچی
- لڑائی جھگڑے
- حادثات

نوائے وقت

بسنت میلہ اور مسلمان [illegible]

پتنگ بازی کا سرطان جس طرح [illegible] ہمارے اندر اپنی جڑیں مضبوط کر رہا ہے اور میلوں کے نام پر جس طرح اہم لیڈر شرفاء اور روشن خیال [illegible] ڈراموں کا اعلان کرتے [illegible] مسلمان ہم سب کے لیے باعث شرم ہے۔ میں چاہوں گا کہ نئی نسل کو اور عام لوگوں کو پتہ چلے کہ بسنت میلے کا آغاز اور ابتداء کب ہوئی اور یہ کس کی یاد میں منایا جاتا ہے۔

یہ ہندوؤں کا تہوار ہے اور اس کی اصلیت کے بارے میں ایک بہت ہی قابل سکھ مورخ ڈاکٹر بی ایس نجار نے اپنی کتاب "پنجاب آخری مغل دور حکومت میں" میں بتایا ہے کہ یہ ان دنوں کی بات ہے جب ذکریا خان (۱۷۰۷۔۱۷۵۹) پنجاب کا گورنر تھا۔ حقیقت رائے باکھ مل پوری سیالکوٹ کے کھتری کا لڑکا تھا حقیقت رائے نے نبی اکرم ﷺ اور حضرت فاطمہؓ کی شان میں نہایت نازیبا الفاظ استعمال کیے اس جرم پر حقیقت رائے کو گرفتار کر کے عدالتی کارروائی کیلئے لاہور بھیجا گیا۔ اس واقعہ سے پنجاب کی ساری غیر مسلم آبادی کو شدید دھچکا لگا۔ کچھ ہندو افسر گورنر پنجاب ذکریا خان کے پاس آئے کہ حقیقت رائے کو معاف کر دیا جائے لیکن ذکریا خان نے کوئی سفارش نہ مانی اور سزائے موت کے حکم پر نظر ثانی کرنے سے انکار کر دیا اور اس کی گردن اڑا دی گئی۔ حقیقت رائے کی یادگار کوٹ خواجہ سعید (کھوجے شاہی) لاہور میں ہے۔ اب یہ جگہ "باوے دی مڑھی" کے نام سے مشہور ہے۔ جہاں ہندو رئیس کالو رام نے بسنت میلے کا آغاز کیا۔ جس کی یادگار قبرستان کے ساتھ ابھی بھی موجود ہے۔

مذکورہ کتاب کے صفحہ (۲۷۹) پر لکھا ہے کہ پنجاب کا بسنت میلہ اس حقیقت رائے گستاخِ رسول ﷺ کی یاد میں منایا جاتا ہے۔

اب اعلیٰ درجے کی بے غیرتی ہے ہم بسنت منائیں! کہاں گیا ہمارا ایمان!! کہاں گیا ہمارا عشقِ رسالت کا جذبہ!! اگر قیامت کے دن حضور ﷺ نے اللہ کی عدالت میں مقدمہ کر دیا کہ اے اللہ! یہ وہ لوگ ہیں جو مجھے اور میری پیاری بیٹی کو گالیاں دینے والے کی یاد مناتے رہے تو سوچیں ہمارا انجام کیا ہوگا۔ ذرا سوچیں کہ اس وقت ہمارا حشر کیا ہوگا۔

[illegible] نوائے وقت [illegible]

آئیے
- عشقِ رسالت ﷺ کے تقاضوں کو پورا کرنے کیلئے
- کشمیر میں جاری جہاد سے اظہارِ یکجہتی کرنے کیلئے
- اس ہندوانہ تہوار کا مکمل بائیکاٹ کریں۔

آج کشمیر میں ظالم ہندو ہمارے مسلمان بھائیوں، بہنوں، بوڑھوں اور بچوں پر ظلم و تشدد کر رہا ہے اور ہم ڈور اور پتنگ بازی کے لیے استعمال ہونے والا مواد (Material) جو کہ انڈیا سے درآمد ہوتا ہے۔ خرید کر بھارتی درندوں کی معیشت کو مضبوط کرنے کا باعث بن رہے ہیں۔ **کیا یہ ہمارے لیے لمحہ فکریہ نہیں؟**

تنظیم اساتذہ پاکستان

❁ ❁ ❁ ❁ ❁

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب چہارم

ویلنٹائن ڈے۔یومِ محبت یا عاشقوں کا تہوار؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ (البقرہ:165)

حالانکہ ایمان رکھنے والے لوگ سب سے بڑھ کر اللہ سے محبت رکھتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ویلنٹائن ڈے (یوم محبت یا عاشقوں کا تہوار؟)

''ایک چھ سالہ بیٹی کھانے کی میز پر اپنے دادا دادی کو مخاطب کر کے کہتی ہے ''آپ کو پتہ ہے کہ سارے سال میں سب سے زیادہ خوبصورت دن کون سا ہوتا ہے۔سب سے زیادہ پیار والا۔ یہ تو ''ویلنٹائن ڈے'' ہے۔ میں آپ کو اسی کے پھول پیش کر رہی ہوں۔ آج 14 فروری ہے نا آج ویلنٹائن ڈے ہے نا۔ مجھے یہ دن بہت اچھا لگتا ہے۔''

شازیہ ملک نے اپنے ایک مکتوب میں لکھا ہے: ''پھپھو میرا ویلنٹائن کون ہے؟ میرے چھوٹے سے بھتیجے نے مجھ سے بڑی معصومیت سے پوچھا، کیا پوچھا؟ میں نے بے یقینی کے عالم میں اس سے کہا۔اس نے جواب دیا۔ایک تو پھپھو آپ کو ایک دفعہ بات سمجھ نہیں آتی...... بھئی میں نے کہا کہ میرا ویلنٹائن کون ہے؟ میرا دل جیسے کسی نے شکنجے میں لے لیا کہ نو سالہ بچہ مجھ سے کیا پوچھ رہا ہے۔ میں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور کہا'' آپ کو پتہ ہے ویلنٹائن کیا ہوتا ہے؟ بولا۔ جی پھپھو! وہ جس کو 14 فروری کو پھول دیتے ہیں اور دل والا کارڈ دیتے ہیں SMS بھی کرتے ہیں۔ بیٹا آپ کو یہ بات کس نے بتائی؟ میں نے پوچھا۔تو بولا جی میں نے خود ٹی۔وی پر دیکھا تھا۔میں نے اپنے بھتیجے کو جیسے تیسے کر کے ٹالا مگر خود میں سوچ میں پڑ گئی کہ ہمارے معاشرے کا کیا بنے گا۔روزنامہ نوائے وقت سرراہے 23-02-2007

مشرف دور حکومت کی شروع کی ہوئی خرافات میں سے ایک رسم بد ''ویلنٹائن ڈے'' کا آغاز بھی تھا۔جو 2000ء سے ہندوانہ خونی اور قاتل تہوار یعنی ''بسنت'' کے ساتھ ہی 14 فروری کو شروع ہو گیا تھا۔ ہمارے حکمران فی الواقع آنکھیں بند کر کے غیروں کے ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں۔ وہ کبھی پیار و محبت کے نام پر، کبھی اہل وطن کو ڈیپریشن سے نکالنے کے نام پر، اور کبھی انسانی ہمدردی کے نام پر مغربی کلچر کو فروغ دے رہے ہیں۔ انہیں اس بات سے کوئی غرض نہیں ہوتی کہ ان تہواروں کا پس منظر کیا ہے اور پھر ملٹی نیشنل کمپنیوں کے تعاون سے میڈیا کے ذریعے، انگلش میڈیم سکول، این۔جی۔اوز اور طبقہ اشرافیہ مل کر اس تہوار کو منانے میں اس طرح مشغول ہو جاتے ہیں گویا یہ کوئی مقدس فریضہ ہے جو ادا نہ ہو سکا تو پھر ہم مغربی دنیا کو کیسے منہ دکھا سکیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کا طرزِ استدلال یہ ہے کہ ''آخر ہمیں مغربی تہذیب کا مقابلہ کرنا ہے''۔

''ویسے بھی اسلام ہر خطے کے کلچر کو اپنے اندر سمو لینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔سوائے ان باتوں کے جن سے انسان کے اخلاقی وجود کو کوئی عارضہ لاحق ہو سکتا ہو۔اسلام ایسی ''معصوم'' مسرتوں کو پامال کرتا ہے، نہ روندتا ہے۔بس منانے کا انداز باوقار اور شائستہ ہونا چاہیے۔ویسے بھی قدم قدم پر اس سماج میں رکاوٹیں ہیں۔صحت مند تفریحات کا اہتمام نہیں۔لوگوں کی روزمرہ زندگیاں پھیکی اور بدمزہ ہی نہیں بلکہ بوجھل ہو چکی ہیں۔(کالم نگار ہارون الرشید، روزنامہ جنگ 21 فروری 2004ء) کسی من چلے نے یوں بھی کہا ''اس روز اگر خاوند اپنی بیوی کو از راہ محبت پھول پیش کرے یا بیوی اپنے سرتاج کے سامنے چند محبت آمیز کلمات کہہ لے تو اس میں آخر کیا حرج ہے؟

پس منظر:

اس تہوار کا تجزیہ کرنے سے پہلے ویلنٹائن ڈے کا پس منظر معلوم کرنے کی ضرورت ہے۔ویلنٹائن ڈے جو 14 فروری کو منایا جاتا ہے۔''محبوبوں کے لیے خاص دن ہے''۔ (انسائیکلوپیڈیا بک آف نالج)

اس سلسلے میں انسائیکلوپیڈیا بک آف نالج کا نقطہ نظر پیش کرتے ہوئے فاضل مضمون نگار محمد عطاء اللہ صدیقی صاحب لکھتے ہیں ''ایک غیر مستندسی روایت اس طرح ہے کہ:

تیسری صدی عیسوی میں روم میں ویلنٹائن نام کے ایک پادری تھے جو ایک راہبہ (Nun) کی زلفِ گرہ گیر کے اسیر ہوئے۔چونکہ عیسائیت میں راہبوں اور راہبات کے لیے نکاح ممنوع تھا اس لیے ایک دن ویلنٹائن صاحب نے اپنی معشوقہ کی تشفی کے لیے اسے بتایا کہ اسے خواب میں یہ بتایا گیا ہے کہ 14 فروری کا دن ایسا ہے کہ اس میں اگر کوئی راہب یا راہبہ صنفی ملاپ بھی کرلیں تو اسے گناہ نہیں سمجھا جائے گا۔راہبہ نے ان پر یقین کیا اور دونوں جوشِ عشق میں سب کچھ کر گزرے۔کلیسا کی روایت کی یوں دھجیاں اُڑانے پر ان کا حشر وہی ہوا جو عموماً ہوا کرتا ہے یعنی انہیں قتل کردیا گیا۔بعد میں کچھ منچلوں نے ویلنٹائن صاحب کو ''شہید محبت'' کے درجہ پر فائز کرتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے ان کی یاد میں دن منانا شروع کر دیا۔ چرچ نے اس خرافات کی ہمیشہ مذمت کی اور اسے ''جنسی بے راہ روی کی تبلیغ'' قرار دیا۔ مغرب میں اگرچہ یہ دن سنجیدہ و باوقار طبقے میں نہیں منایا جاتا مگر نوجوان من چلے اس دن خوب ہلا گلا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس سال یعنی 2002ء میں بھی عیسائی پادریوں نے اس دن کی مذمت میں سخت بیانات دیے۔ بنکاک میں تو ایک عیسائی پادری نے بعض افراد کو لے کر ایک ایسی دکان کو نذر آتش کر دیا جس پر ''ویلنٹائن کارڈز'' فروخت ہو رہے تھے۔

یہ تہوار منانے کا انداز:

آج کل یورپ و امریکہ میں ویلنٹائن ڈے کیسے منایا جاتا ہے اور اس کو منانے والے دراصل کون ہیں؟ اس کی تفصیلات جاننے کے بعد اس دن کو محض ''یومِ محبت'' سمجھنا درست نہیں ہے۔ یہ تہوار ہر اعتبار سے یوم اوباشی یا یوم اباحیت کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ (ویلنٹائن ڈے از محمد عطاء اللہ صدیقی صاحب)

1۔ قدیم رومی تہذیب میں 14 فروری کو ''یوم تعطیل'' ہوتی تھی کیونکہ یہ ان کی دیوتاؤں کی ملکہ ''جونو'' کا دن تھا۔

جبکہ 15 فروری کے دن شادی، پیدائش اور زرخیزی کے دیوتا ''لوپر کالیا'' (Luper Calia) کا مذہبی تہوار منایا جاتا تھا۔ قدیم رومی مرد اس تہوار کے موقع پر اپنی دوست لڑکیوں کے نام اپنی قمیضوں کی آستینوں میں لگا کر چلتے اور آپس میں تحائف کا تبادلہ بھی کرتے تھے۔ بعد میں اس تہوار میں سے بُت پرستی کو خارج کر کے اس کو خدا پرست سینٹ ویلنٹائن سے منسوب کر دیا گیا۔ اس طرح قدیم بت پرستی والے تہوار کی جگہ نئے عیسائی مذہبی تہوار ''سینٹ ویلنٹائن ڈے'' نے لے لی۔ ان کا خیال یہ تھا کہ سینٹ ویلنٹائن کو 270 عیسوی میں شہنشاہ کلاڈیس کے حکم کی خلاف ورزی کرنے پر یعنی نوجوانوں کی شادیاں کرانے کے جرم میں موت کے گھاٹ اتارا گیا تھا۔ چونکہ 14 فروری کو اس کا سر قلم کیا گیا تھا۔ لہٰذا 14 فروری کو سینٹ ویلنٹائن ڈے منایا جانے لگا (15 فروری کے برعکس) اس لیے یہ تہوار ہر اس فرد کے لیے اہم سمجھا جانے لگا، جو رفیق/رفیقہ حیات کی تلاش میں ہوتا تھا۔ بعد ازاں لوگوں نے تحائف کی جگہ ویلنٹائن کارڈز کا سلسلہ شروع کر دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے معلوم ہوا کہ آج کل بھی چرچ کی روایات کے برعکس اس دن کو صرف اوباش پرست لوگ مناتے ہیں۔ یورپ وامریکہ میں یہ تہوار مناتے وقت وہ تمام اخلاقی حدود پار کر جاتے ہیں ان کے آوارہ مزاج مرد وعورتیں اس دن برہنہ جلوس نکالتے ہیں، وہ اپنے سینوں پر اور مخصوص اعضا پر اپنے محبوبوں کے نام چپکائے ہوئے جارہے ہوتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جنسی انارکی کے بدترین مظاہر ان جلوسوں پر نظر آتے ہیں۔ یہ ہم جنس پرستوں کی بدکاری کا جشن بن چکا ہے۔ یہ ناجائز تعلقات کو تقدس کا درجہ دینے کے برابر ہے۔ قدیم روم میں بھی اس تہوار کو ''خاوند کے شکار'' کا دن ہی سمجھا جاتا تھا۔ (اختصار از عطاء اللہ صدیقی صاحب)

لہٰذا اہلِ مغرب میں تو یہ دن (14 فروری ویلنٹائن ڈے) ہم جنس پرستوں کی بدکاری کا جشن ہے جس میں ''لوپر کالیا'' دیوتا سے موسوم اس دن کو عیسائی بزرگ ویلنٹائن سے نسبت دی گئی ہے۔

پاکستان میں یہ تہوار ''یومِ محبت'' کے نام سے متعارف کروایا جارہا ہے:

مگر پاکستان میں اس کو ''یومِ محبت'' کہہ کر متعارف کروایا جارہا ہے۔ اس کو ایک عالمی موسمی اور ثقافتی تہوار کے طور پر پاکستان میں رائج کرنے کی کوشش ہو رہی ہے: روزنامہ نوائے وقت مؤرخہ 11 فروری 2003ء میں شائع ہونے والی بجل لغاری کی مرتب کردہ رپورٹ کے مطابق ''پاکستان میں خاص طور پر پوش علاقوں کے انگریزی میڈیم سکولوں میں 14 فروری کو ویلنٹائن ڈے منانے کا رواج گزشتہ تین چار سال سے جاری ہے۔ ان سکولوں میں زیر تعلیم بچوں کو کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ وہ یہ دن کیوں منا رہے ہیں۔ صرف دیکھا دیکھی میں ایک دوسرے کو گلاب کے پھول، محبت کے جذبات سے بھرپور تحریروں والے مبارکباد کے کارڈز، چاکلیٹ، کیک وغیرہ تحائف میں دیتے ہیں۔ اس طرح چھوٹے چھوٹے معصوم بچے اس دن کے سحر میں گرفتار کیے جا رہے ہیں اور اس وجہ سے ہمارے اصل تہواروں عیدالفطر، عیدالاضحیٰ وغیرہ کی رونقیں ماند پڑتی جا رہی ہیں۔ (2003ء میں) 14 فروری بروز جمعہ عیدالاضحیٰ کی تعطیل کی وجہ سے ویلنٹائن کی تقریبات جوش وخروش سے نہ منائی جاسکیں گی تاہم مغرب زدہ مالدار خاندانوں کے نوجوان لڑکے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور لڑکیاں کلبوں، ہوٹلوں اور گھروں میں ویلنٹائن ڈے منانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔
(رپورٹ نوائے وقت مورخہ 11 فروری 2003ء از بجل لغاری)

14 فروری کی شام بعض بڑے ہوٹلوں میں ''ویلنٹائن ڈنرز'' بھی دیے گئے، موبائل فونز پر بھی پیغامات دیے گئے۔ انٹرنیٹ کلبوں پر رش رہا۔ جنرل سٹوروں اور کتابوں کی دکانوں پر عید کارڈز کی طرح ویلنٹائن کارڈز فروخت ہوتے رہے۔ شہر کے ہر چھوٹے بڑے علاقے میں طلبہ/ طالبات کی ٹولیاں دن بھر پھول خریدتی رہیں بعض مقامات پر نوجوان لڑکے راہ چلتی خواتین کو پھول پیش کرتے اور فضول چھیڑ چھاڑ کرنے کا مظاہرہ کرتے رہے۔ ٹیلی فون کے ذریعے محبت کی مبارکبادیں دی گئیں۔ بعض انگریزی اخبارات نے اور ریڈیو، ٹی وی نے اس دن کو منانے کی ترغیب دینے کے لیے جو طرزِ عمل اختیار کیا وہ پاکستانی اقدار کے قطعاً منافی تھا۔ ان اخباروں نے حیا باختہ لڑکوں اور لڑکیوں کے رومانوی پیغامات کو اشتہارات کی صورت میں شائع کیا۔ پھر اس دن ڈاک اور انٹرنیٹ کے ذریعے پھول اور کارڈ ارسال کیے جاتے ہیں۔ خود پھول بیچنے والے معاوضہ لے کر مطلوبہ افراد تک پھول پہنچانے کا بھی اہتمام کرتے ہیں۔

اخبارات کی طرف سے ایسے عشقیہ پیغامات پہلی بار سامنے آئے۔ ان اخباروں میں ''دی نیوز'' اور ''ڈان'' سرفہرست ہیں۔ کئی اردو اخباروں نے بھی کمی نہ کی۔ (یہ ساری رپورٹ 2003ء کے 14 فروری کی ہے)

اصل میں ذرائع ابلاغ پر چھایا ہوا سیکولر لوگوں کا ایک مخصوص گروہ ہر وقت مغربی افکار نظریات اور طرزِ زندگی کو پاکستان میں متعارف کروانے کی فکر میں لگا رہتا ہے۔ اور ان کے لغو اور حیا باختہ جنس پرست معاشرے کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر چلنا چاہتا ہے۔ وہ اپنے خیال میں پاکستان میں مغربی ثقافت کا مقابلہ کر رہے ہیں۔

تجزیہ:

ہمیں بہت کچھ سوچنا ہوگا کیا ہماری اور ان کی اقدار ایک ہیں۔ کیا ہماری معاشرت میں کوئی لڑکی اپنے ہونے والے شوہر کو اس طرح تلاش کرنے نکل کھڑی ہو تو وہ اپنی عزت، شرافت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نیکی کو قائم رکھ سکے گی۔ کیا فوراً ہی وہ اپنے سرپرستوں کی طرف سے شدید سزا اور ردِ عمل کا شکار نہ ہوگی؟ کیا وہ لڑکی خود اور کیا اس کے سرپرست کسی کو منہ دکھانے کے قابل رہ جائیں گے؟

کیا ہم ہندوؤں سے بھی گئے گزرے ہیں کہ وہاں بھارت کی انتہا پسند تنظیموں نے اس دن کے خلاف اپنے شدید ردِ عمل کا اظہار کیا۔ لوگوں کو ویلنٹائن ڈے منانے سے باز رکھنے کے لیے انہوں نے دھمکی اور ترغیب دونوں سے کام لیا۔ کہ یہ دن منانا فحاشی ہے اور ہندوانہ تہذیب کے خلاف ہے۔ انھوں نے ویلنٹائن ڈے کو کرپشن کلچر کہا جو مغرب سے درآمد ہوا ہے۔ شیوسینا پارٹی دہلی کے سربراہ بھگوان گوئل نے کہا کہ یہ مغرب کا فرض نہیں کہ وہ ہمیں بتائے کہ محبت کیسے کرنی ہے؟ (رپورٹ روزنامہ جنگ)

پھر انھوں نے ویلنٹائن ڈے کے کارڈز دکانوں سے لے کر نذرِ آتش کر دیئے اور پھولوں کا گلدستہ خریدنے والوں میں ویلنٹائن ڈے کے خلاف پمفلٹ بھی تقسیم کیے۔

بنکاک میں خود ایک عیسائی پادری نے بعض افراد کو ہمراہ لیا اور ایک ایسی دکان کو نذرِ آتش کر دیا جس پر ویلنٹائن کارڈز فروخت ہو رہے تھے۔

بات یہ ہے کہ ہمارا میڈیا ہی اس دن کو اتنی اہمیت دے رہا ہے مگر بی۔بی۔سی یا سی۔این۔این پر اس حوالے سے کوئی پروگرام نہیں ہوتا۔ وہاں اس دن کے حوالے سے کوئی ڈرامہ یا میوزک شوز وغیرہ نہیں دکھائے جاتے۔ امریکہ میں اس دن کو کوئی خاص مقام نہیں دیا جاتا۔ مگر ہمارے مقامی چینلز بے جا طور پر اس دن بڑا اہتمام کرتے ہیں، ٹاک شوز، مکالمے، ڈرامے وغیرہ دکھاتے ہیں۔ سٹوڈیوز کو پھولوں غباروں وغیرہ سے سجاتے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ پیار محبت وغیرہ کا صرف ایک دن سے کیا تعلق، وہ تو ہر وقت اور ہر لمحے ہونی چاہیے اور ہر ایک کے ساتھ ہونی چاہیے۔

''سوال یہ ہے کہ پاکستان کی مذہبی وسیاسی تنظیموں نے اس موقع پر کیا کیا۔ ان کا طرزِ عمل کیا رہا، اور خصوصاً ان حالات میں جبکہ پاکستان میں انہی دنوں جہادی تنظیموں کی طرف سے نکالے جانے والے 23 رسالہ جات پر حکومت پابندی لگانے کا فیصلہ کر چکی ہے، کیونکہ وہ جہادی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تبلیغ کر رہے ہیں؟'' (نوائے وقت مورخہ 26 فروری 2002ء)

اس کے برعکس جنسی بے راہ روی پھیلانے اور ویلنٹائن ڈے کے حوالے سے پیغامات کو شائع کرنے کی مکمل آزادی دے رکھی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ صدر جنرل مشرف کی حکومت نے جو جبر اور تشدد کی فضا اپنے ملک میں قائم کر رکھی تھی۔ وہ اپنے باصلاحیت افراد کو چن چن کر امریکہ کے حوالے کر رہا تھا اور اپنے ڈالر کھرے کر رہا تھا۔ جہادی رسالہ جات اور تنظیموں پر پابندیاں لگ رہی تھیں اور مغرب کی اباحیت اور وحشت زدگی سرکاری ذرائع ابلاغ کی سرپرستی میں، این۔ جی۔ اوز کے تعاون سے مکمل کُھل کھیل رہی تھی۔ جبکہ عام پاکستانی اپنی سرزمین میں اسلامی اقدار کا جنازہ نکلتے دیکھ کر اندر ہی اندر جل بُھن رہے تھے۔ مگر کچھ کرنے کی پوزیشن میں نہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ویلنٹائن ڈے کی بے ہودگی کے خلاف یہاں معمولی سی بھی آواز نہ سنی گئی۔ آخر پاکستان میں ایک مغرب زدہ اقلیت پاکستانی معاشرے کو اخلاقی زوال سے دوچار کرنے پر کیوں تلی بیٹھی ہے؟ کیا ان کو تب ہوش آئے گی جب ان کی اپنی بہو بیٹیوں کی عزتیں برسرِ بازار نیلام ہونے لگیں گی؟ بہرحال پاکستان کے سابق چیف جسٹس سجاد علی شاہ نے اس اندھیرے میں اپنی اذان ضرور دی۔ اور احتجاج کیا ''مغرب سے گہری وابستگی اور قربت کے طوفان کو نہ روکا گیا تو مغربی فضولیات ہماری معاشرتی اقدار کو بہا کر لے جائیں گی۔ ویلنٹائن ڈے کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ انگریزی تہذیب کے ایام ہماری نئی نسل کے کردار کو مسخ کر دیں گے۔ اس حوالے سے نئی نسل کو سمجھانے کی ضرورت ہے۔ مغرب چونکہ اسلام سے خائف ہے اس لیے وہ ہمارے معاشرے میں ایسے تہواروں کو فروغ دے رہا ہے۔ (روزنامہ خبریں 15 فروری 2002ء)

شریعت مطہرہ کے احکام / دوستی کا اسلامی معیار:

سوال یہ ہے کہ اہل مغرب اس بات کے مجاز کب سے بنے ہیں کہ وہ ہمیں محبت کے اطوار و انداز سمجھائیں۔ یہ آداب تو ہمیں ہماری شریعت مطہرہ نے خود ہی بتا دیئے ہیں۔

★ اگر تو یہ محبت میاں بیوی کے درمیان ہے تو یہ سارا سال ان کے لیے باعث سکون و راحت ہے۔ یہ صرف 14 فروری سے خاص نہیں ہے۔ تو ہر مسلمان عورت کو یہ معلوم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ وہ اپنی جسمانی خواہشات صرف اپنے شوہر ہی سے پورا کر سکتی ہے نیز وہ اپنی شادی خود نہیں کر سکتی۔اس کے والدین ہی اس کا بندوبست کریں گے اور ہر مسلمان مرد کو بھی یہ معلوم ہے کہ وہ صرف نکاح ہی کے ذریعے سے اپنی شہوانی ضروریات پوری کر سکتا ہے۔

★ اگر یہ محبت ماں باپ اور بھائی بہنوں کے لیے ہے تو اسے صلہ رحمی قرار دیا گیا ہے اور صلہ رحمی بہت بڑی نیکی ہے جبکہ قطع رحمی کو بہت بڑا گناہ قرار دیا گیا ہے۔مگر یہ محبت اور صلہ رحمی سارا سال رہنی چاہیے اس کے لیے صرف 14 فروری کیوں؟

★ اگر یہ محبت عام معاشرتی روابط کا نام ہے تو پھر بھی شریعت اسلامیہ نے اصول بتا دیا ہے کہ ہر مسلمان درجہ بدرجہ تمہاری محبت، شفقت، ہمدردی، خیر خواہی اور ایثار کا مستحق ہے۔تمہارا فرض ہے کہ ہر بڑے کا احترام کرو اور ہر چھوٹے سے شفقت اور محبت سے پیش آؤ کہ تم سب اسلامی اخوت کے رشتہ میں بندھے ہوئے ہو۔

★ اس نے واضح کر دیا کہ تمہارے حسن سلوک کا مستحق ہر انسان اور ہر ذی روح ہے۔ ہمارے پیغمبر جو ''رحمۃ للعالمین'' (یعنی سارے جہان کے لیے رحمت) بنا کر بھیجے گئے تھے نے سب سے پہلے دنیا کو انسانی حقوق سے، حقوق نسواں سے، غلاموں، یتیموں اور بیواؤں حتیٰ کہ خود جانوروں کے حقوق سے آگاہ کیا۔اب تم اہل اسلام کو ویلنٹائن ڈے کے ذریعے کون سے اعلیٰ وارفع مقاصدِ محبت سے آگاہ کرنا چاہتے ہو؟

تمہارے نوجوانوں کا تو یہ مسئلہ ہے کہ تم انہیں (لڑکا ہو یا لڑکی) چودہ پندرہ برس کی عمر میں گھروں سے نکال دیتے ہو کہ جاؤ اب خود ہی اپنی زندگی گزارو، کماؤ، کھاؤ، شادی بیاہ کرو، اب تمہارا ہم پر یا ہمارا تم پر کوئی حق باقی نہیں رہا۔مگر دین اسلام اتنا بے مروت اور سنگدل نہیں ہے کہ عین نوجوانی کے عالم میں اپنے بچوں کو جبکہ انہیں والدین کی راہنمائی کی اشد ضرورت ہے۔ان کو حوادثِ زمانہ کے حوالے کر دے۔وہ مسلم والدین پر پابندی عائد کرتا ہے کہ ان بچوں کی مناسب تعلیم و تربیت کا بندوبست کرو۔ان کو تہذیب وسلیقہ سکھاؤ اور جب وہ جوان ہو جائیں تو ان کے نکاح کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بندوبست کرو۔ اگر کوئی نوجوان گناہ میں ملوث ہو گیا تو والدین اس سے بری الذمہ نہیں ہو سکتے۔ ارشاد نبویؐ ہے۔

''جس کے ہاں بچہ پیدا ہو تو اس کو چاہیے کہ اس کا اچھا سا نام رکھے۔ اسے اچھی تربیت دے اور بالغ ہونے پر اس کا نکاح کر دے۔ اگر بالغ ہونے پر اس کا نکاح نہ کیا گیا اور وہ کسی گناہ کا مرتکب ہو گیا تو اس کا گناہ اس کے باپ کو بھی ہو گا۔ (بیہقی)

پرخلوص محبت کا فروغ مگر فسق وفجور پر پابندی:

چنانچہ اسلام نے نکاح کو آسان بنا دیا۔ اور فسق وفجور اور بدکاری پر شدید قدغن لگا دی ہے۔ پھر اسلام نے رضائے الٰہی کے حصول کا بلند نصب العین دے کر بے غرض اور بے لوث محبت کا سبق دیا ہے۔ اللہ کی رضا کے حصول کے لیے ہر دیندار شخص سے محبت کرنا، اور نیکی و خیر کے کاموں میں اہلِ خیر سے تعاون کرنا، محبت کے جذبہ کو بہت ہی پاکیزہ اور مخلص بنا دیتا ہے مزید برآں محبت کی یہ تمام اقسام صرف سال کے ایک دن یعنی 14 فروری کے لیے مخصوص نہیں ہیں بلکہ یہ ہر وقت، دن کے چوبیس گھنٹے سال کے بارہ ماہ بلکہ پوری زندگی کا پروگرام ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا:

★ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا: تم جنت میں اس وقت تک داخل نہ ہو گے جب تک ایمان نہ لاؤ اور تم اس وقت تک مومن نہ بنو گے جب تک ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں ایک ایسی چیز کا پتہ نہ دوں جب تم اس پر عمل کرنے لگو گے تو تم میں محبت پیدا ہو جائے گی۔ وہ یہ ہے کہ آپس میں سلام کو خوب پھیلاؤ (یعنی کثرت سے ''السلام علیکم'' بوقتِ ملاقات کیا کرو)۔ (صحیح مسلم)

اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ:

دخولِ جنت ایمان پر موقوف ہے جبکہ ایمان باہمی محبت کے بغیر ممکن نہیں اور باہمی محبت کثرتِ سلام سے حاصل ہوتی ہے۔

گویا اس فرمان نبوی کے مطابق باہمی محبت پیدا کرنے کا طریقہ بھی اسلام نے خود ہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بتا دیا ہے کہ ایک دوسرے کو بار بار سلام کہنے سے محبت بڑھتی ہے۔دوستانہ روابط میں استحکام پیدا ہوتا ہے،قوتِ ایمانی میں اضافہ ہوتا ہے۔نورِ ایمان کو جلا ملتی ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسا شخص جنت کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

جب اسلام نے محبت کو ایک پاکیزہ جذبہ قرار دیا۔حصولِ جنت کو محبت کے ساتھ مشروط کر دیا۔باہمی محبت پیدا کرنے والا عمل بھی بتا دیا تو اب مسلمانوں کو مزید کون سی محبت سکھانے کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔

ہمیں حب الٰہی کی تلقین کی گئی ہے:

اس دنیا میں جو تعلق سب تعلقات کی بنیاد ہے وہ اللہ اور بندے کا تعلق ہے۔جب اللہ ہمارا خالق، مالک اور رب ہے، جب وہ ہمارا کارساز ہے، جب ہمیں روزِ قیامت اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور اس کے آگے اپنا حساب کتاب پیش کرنا ہے۔وہ موت قبر اور آخرت میں ہمارا حقیقی سہارا اور ملجاو ماویٰ ہے تو پھر محبت بھی اسی ذاتِ الٰہی کی اختیار کرنی چاہیے۔ارشاد ہوتا ہے: وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ (البقرہ:۱۶۵) ایمان رکھنے والے لوگ سب سے بڑھ کر اللہ کو محبوب رکھتے ہیں...... چنانچہ جس دل میں رضائے الٰہی کی فکر اور جنت کے حصول کی لگن ہوگی وہ اپنا مال، وقت، قوت اور صلاحیت ویلنٹائن ڈے جیسے فضول و فحش تہواروں پر برباد نہیں کر سکتا۔ فضول خرچ شیطان کا بھائی ہے اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔لہٰذا اس کی پیروی سے بچنا ہم پر فرض ہے۔دوسری طرف اللہ کی رضا کی خاطر اس کے نیک بندوں سے محبت رکھنا بہترین عمل قرار دیا گیا ہے۔روزِ قیامت جن سات لوگوں کو عرش الٰہی کے سائے تلے پناہ ملے گی جبکہ اس سائے کے علاوہ گرمی سے بچنے کے لیے اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔اس میں وہ دو آدمی بھی ہوں گے جو اللہ کی خاطر باہم محبت کرتے تھے۔(صحیح بخاری)

ویلنٹائن ڈے شریعت اسلامیہ کے نزدیک حرام ہے:

1۔ ہندومت میں ثقافت اور مذہب تقریباً یکساں اور مدغم ہیں۔عموماً ان کا ہر تہوار مذہب کی سند لیے ہوتا ہے۔اسی لیے انھوں نے ویلنٹائن ڈے کے مغربی تہوار کو نہیں اپنایا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2۔ عیسائیت میں (پاپائیت کو شکست دینے کے بعد) مغربی معاشرے نے مذہب کو ویسے ہی ذاتی اور پرائیویٹ حیثیت دے دی ہے۔ وہاں کسی بھی معاملے کا مذہب کی روشنی میں جائزہ لینے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی جاتی۔

3۔ مگر اسلام کا معاملہ منفرد ہے۔ اسلام اوّل و آخر اسلام ہے، یہ مکمل دین ہے اور یہ پیروکاروں سے مکمل فرمانبرداری کا تقاضا کرتا ہے۔ وہ اپنے دو مخصوص کردہ تہواروں کے علاوہ کسی اور تہوار کو منانے کی اجازت نہیں دیتا۔ خواہ وہ مذہبی تہوار ہو یا علاقائی۔ پھر اس نے غیروں سے مشابہت اور نقالی سے منع بھی کیا ہے۔ بہر حال ان تہواروں کے غیر اسلامی ہونے کی وجوہات اخلاقی بھی ہیں اور سماجی بھی مثلاً:

1۔ بے حیائی وفحاشی کا فروغ:

اسلام پاکیزہ اقدار کو فروغ دیتا ہے۔ وہ بے حیائی کے تمام ذرائع ووسائل پر بھی قدغن عائد کرتا ہے۔ اللہ العزت کا ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنيا وَالْآخِرَةِ. (النور: ۱۹)

یقیناً جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں کے گروہ میں بے حیائی پھیلے، وہ دنیا و آخرت میں دردناک سزا کے مستحق ہیں۔ اور یہ ویلنٹائن ڈے والا تہوار تو ہے ہی بے حیائی اور فحاشی کے فروغ کا دوسرا نام۔ (بسنت میں بھی ہر گھر سے گانوں صدائیں بلند ہو رہی ہوتی ہیں)۔ بعض موقعوں پر باقاعدہ طوائفوں کو مدعو کر کے طوفانِ بدتمیزی برپا کیا جاتا ہے۔ کئی نوجوان آن لائن شادیاں کرنے لگے ہیں۔ جس میں ہزاروں لڑکیاں لٹ گئیں اور خاندان برباد ہو گئے۔ عریانی، فحاشی اور روشن خیالی کے نام نہاد موجودہ دور میں شادی کے لیے انٹرنیٹ کا سہارا لیا جانے لگا ہے۔ مگر نتائج بہت بھیانک نکلے اور گھروں کے گھر برباد ہونے لگے جبکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ’’اللہ تعالیٰ سرعام برائی کی تشہیر کو پسند نہیں کرتا‘‘۔

مزید فرمایا: ’’فواحش کے قریب بھی نہ جاؤ ظاہر ہوں یا پوشیدہ……

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2۔ غیر محرم عورتوں سے الگ رہنا:

قرآن پاک نے محرم اور غیر محرم خواتین کے بارے میں وضاحت سے بتایا اور پھر غیر محرم عورتوں سے دور رہنے کی تلقین فرمائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: کوئی شخص کسی عورت کے پاس اس کے شوہر کی غیر موجودگی میں نہ جائے۔ جب تک اس کے ساتھ ایک دو لوگ اور نہ ہوں گے۔ (مسلم) نیز فرمایا شوہروں کی غیر موجودگی میں عورتوں کے پاس نہ جاؤ کیونکہ شیطان تمہارے اندر خون کی طرح گردش کر رہا ہے (سنن ترمذی)...... جبکہ ویلنٹائن ڈے اس طرح کی تمام پابندیوں کو ختم کر کے بے حیائی کی تمام ابتدائی و انتہائی منزلوں سے تجاوز کرنے کا درس دیتا ہے...... لہٰذا شرعی نقطہ نگاہ سے اس تہوار کا منانا حرام ہے......

3۔ پھر معاشرتی لحاظ سے بھی غور کرنے کی ضرورت ہے:

ہر معاشرہ میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ شادی وہی کامیاب رہتی ہے جس کا بندوبست اپنے ماں باپ یا بھائی بہنوں نے کیا ہو۔ (اب تو مغرب والے بھی ارینجڈ شادی کو ہی مناسب خیال کرنے لگے ہیں) اکثر و بیشتر لَو میرج Love Marriage بہت بھیانک نتائج لے کر آتی ہے۔ محبوبہ بنا کر شادی کر لینے والے مرد بعد میں اسی عورت کو بیوی کے روپ میں بہت زیادہ پریشان کرتے ہیں، نہ اس کو سسرال والے تسلیم کرتے ہیں، نہ لڑکی کے اپنے ماں باپ اس کو واپس لینا چاہتے ہیں اور خود اس کا محبوب نام نہاد شوہر بات بات پر اس کو طعنے دیتا ہے۔ ''جب تم اپنے ماں باپ کی نہ بن سکی تو میرے ساتھ کیا وفاداری کرو گی......؟ اور پھر ایسی خواتین جگہ جگہ خاک چھانتی نظر آتی ہیں...... این۔ جی۔ اوز بھی صرف لو میرج کرنے والے جوڑے کی شادی تک اس میں دلچسپی رکھتی ہیں...... بعد میں وہ بھی غائب ہو جاتی ہیں۔ پھر ایسی خواتین عبرت کا نشان بن کر اپنی بقیہ زندگی بہت پریشانی میں بسر کرتی ہیں۔

4۔ یہ کیسی محبت ہے؟

کیا ہم نے کبھی یہ سوچا! کہ یہ کیسی محبت ہے جس کی بنیاد ہی بے حیائی پر ہے۔ دوسروں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی نقالی میں ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ ”جو شخص جس قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ انہیں میں سے ہوگا“(ابوداؤد)

یہ وہ لوگ ہیں جن کو قرآن مغضوب اور الضالین کے نام سے یاد کرتا ہے اور ہم ان کو اپنا آئیڈیل بناتے ہوئے ان کے ہر عمل کی اندھادھند تقلید کرنے میں لگے ہوئے ہیں صرف اپنے آپ کو Moderate Muslim کہلوانے کے لیے۔اغیار کی پرستش میں ہم اس قدر آگے جاچکے ہیں کہ اپنے دین کی ساری تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا ہے اور یہ بھول گئے ہیں کہ کفارو مشرکین کی مشابہت نہ صرف صراط مستقیم سے ہٹا کر گمراہی کی طرف لے جاتی ہے بلکہ رسولؐ کی نافرمانی اور اللہ کے غضب کا باعث بھی بنتی ہے کیونکہ مشابہت سے مماثلت پیدا ہوتی ہے۔پھر غیر مسلموں کے رسم ورواج،طور اطوار،رہن سہن،چال ڈھال ان کے تہوار سب اچھا لگنے لگتا ہے اور پیارے نبیؐ کی تعلیمات فراموش کردی جاتی ہے۔آج مسلمان اپنے انجام سے بے خبر اپنی شناخت کھو چکا ہے۔ہنود و یہود کے طریقے اپنا کر فخر محسوس کرتا ہے،روشن خیالی،اعتدال پسندی اور ماڈرن ازم کے نام پر مسلم امہ کو فحاشی و بے حیائی کے گڑھے کے کنارے کھڑا کردیا گیا ہے۔

5۔دین اسلام کا حکم:

نوجوانوں میں جذبہ جہاد اور شوقِ شہادت کو عام کرنے کا حکم دین اسلام نے دیا ہے۔ دشمن ہمارا خون بہانے میں مشغول ہے،دنیا بھر میں مسلمانوں کے خون کو ارزاں کردیا گیا اور ہم ان کو ویلنٹائن ڈے کے پھول پیش کرنے میں مصروف ہیں۔اسلامی جمہوریہ پاکستان کے صدران کے ”چھوٹے چھوٹے“ اہلکاروں کو پاکستان کے بڑے بڑے میڈلز اور تمغے دینے میں مصروف ہیں۔کیا اپنی آزادی کو برقرار رکھنے اور اپنے تشخص کو قائم رکھنے کے لیے دشمن کا بھرپور مقابلہ کرنے کی ضرورت ہے یا ہندو اور عیسائی تہذیب میں رنگ کر اللہ کے غیظ وغضب کو آواز دے کر بلانے کا کھیل زیادہ پسند ہے...... چاروں طرف سے فتنوں کے بادل گھر گھر کر آرہے ہیں۔تسبیح کے دانوں کی طرف گرتے ہوئے مسلسل فتنے ہمیں اسلام کی طرف رجوع کرنے کی دعوت کیوں نہیں دیتے۔ثقافت کے نام پر اتنی مخدوش کثافت سے اہل وطن تباہ ہورہے ہیں کہ اس میں حیا،شرم،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزت و آبرو اور ایمان کچھ نہ بچ سکا۔ دولت سے محبت، عیش و عشرت سے محبت، یہ فحاشی یہ عیاشی اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ڈیڑھ ارب مسلمان سیلاب کے جھاگ کی مانند، خش و خاشاک کی طرح دشمن کی نگاہ میں ذلیل و خوار ہیں۔ ہندو، عیسائی، یہودی سب مسلمانوں کے خلاف متحد اور مسلمان خوابِ غفلت میں باری باری مار کھانے کو تیار بیٹھے ہیں......

فیصلہ ہمارے ہاتھ میں ہے کہ ہم اپنے لیے کیا پسند کرتے ہیں؟

کبھی نہ ختم ہونے والی زندگی کی ابدی راحتیں یا چند روزہ زندگی کی لذتیں۔

اللہ اور اس کے رسول کی محبت یا گمراہ اور مغضوب قوموں کے طریقوں سے محبت۔

حیادار اور اسلامی تعلیمات پر مبنی معاشرے کی تشکیل یا بے حیائی، فحاشی اور بے راہ روی پر مبنی معاشرے کی تشکیل۔

ہمیشہ کی جنت یا ہمیشہ کا عذاب الیم۔

اگر ہمیں اپنی عظمت رفتہ پھر سے حاصل کرنی ہے تو اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنا ہوگا نہ کہ حقیقت رائے اور ویلنٹائن کے۔ اور قرآن کو ہاتھ میں لے کر اپنے آپ کو عمل سے مزین کر کے ہر دل پر دستک دینی ہوگی کہ اسلام میں ایسی سطحی اور فحش قسم کی محبتوں اور ان کی یاد منائے جانے والے دنوں کی کوئی گنجائش نہیں۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب پنجم

میراتھن ریس اور سیر و تفریح کے اسلامی احکام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ فرمان نبویؐ (ابوداؤد)

جس نے کسی قوم سے مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب پنجم

میراتھن ریس اور سیر وتفریح کے اسلامی احکام

1۔ میراتھن ریس سے کیا مراد ہے؟

2۔ پس منظر

3۔ پاکستان میں صدر مشرف نے اس کو 2005ء میں متعارف کرایا۔

4۔ گوجرانوالہ میں ریس نہ ہوسکی۔

5۔ عاصمہ جہانگیر کا اعلان

6۔ مسلم معاشرے کے لیے تفریحی سرگرمیاں

7۔ اسلام کا تصور تفریح مختلف ہے

8۔ جسمانی صحت بہتر بنانے کے لیے نبی اکرم کی ترغیب

9۔ عورتوں کے لیے سرگرمیاں

10۔ تفریح کے ضمن میں اسلام کی پابندی

11۔ کھیلیں مخلوط نہیں ہونی چاہئیں

12۔ میراتھن ریس شریعت کی نگاہ میں

13۔ آبرومندانہ راستہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میراتھن ریس

(میراتھن ریس) اور سیر و تفریح کے اسلامی احکام:

مشرف دور حکومت کے بے شمار فتنوں میں سے ایک فتنہ میراتھن دوڑ بھی ہے۔ پاکستانی اتاترک نے قوم کی رگوں سے مکمل طور پر جہاد اور قومی غیرت کے جذبوں کو کھرچ دینے کے لیے ان میں راگ، رنگ، موسیقی، فحاشی اور ہلڑ بازی کے ساتھ مخلوط و بے باک دوڑ، یعنی میراتھن دوڑ کا بھی آغاز کر دیا۔ یہ مخلوط میراتھن ریس جنرل مشرف کی ایک بہت مضحکہ خیز کوشش تھی۔ جو جلد ہی ناکامی سے دوچار ہو گئی۔

آیئے پہلے اس میراتھن دوڑ کا پس منظر دیکھتے ہیں!

492 ق۔م میں ایران اور یونان کے درمیان میراتھن کے مقام پر ایک جنگ ہوئی کیونکہ ایرانی بادشاہ دارا اعظم نے یونان کے علاقہ مقدونیہ پر حملہ کر کے یونان والوں کو اپنی اطاعت پر مجبور کر دیا تھا۔ اس کے جواب میں یونانی قوم نے یکسو ہو کر میراتھن کے میدان میں ایران کی اپنے سے کئی گنا بڑی فوج پر حملہ کر دیا۔ بظاہر فتح کے کوئی آثار نہ تھے۔ مگر اہل یونان کی یکجہتی اور بہترین جنگی حکمت عملی کی بنا پر ایرانی لشکر کو پسپائی اختیار کرنا پڑی انہوں نے اپنے بحری جہازوں کی طرف پلٹنا چاہا مگر شدید ترین قتل عام ہوا۔ اور پرشیا کی فوج گاجر مولی کی طرح کاٹ دی گئی۔ اپنے اہل وطن کو فتح کی خوشگوار خبر سنانے کے لیے چند یونانی سپاہی بڑی بے تابی سے میدانِ جنگ سے اپنے وطن کی طرف بھاگے۔ اسی بنا پر اس کا نام میراتھن ریس پڑ گیا بعد میں اسی مقام پر پھر انہوں نے میراتھن ٹاور بھی تعمیر کیا۔ اہل مغرب کا کہنا ہے کہ جنگ میراتھن تعداد کے مقابلے میں اصول کی فتح کی جنگ تھی۔ ایتھنز والے یونانی گو تعداد میں کم تھے مگر اصولی لحاظ سے حق پر تھے۔ اس لیے وہ کامیاب رہے۔ اب میراتھن دوڑ اسی جنگ کی یاد میں منعقد کی جاتی ہے وہ اپنی مغربی تہذیب کی علمبرداری کے لیے دوڑتے ہیں اور اس سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

پاکستان کے حکمران صدر مشرف نے اپنی ترقی پسندی، روشن خیالی اور اعتدال پسندی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سیلاب میں حصہ ڈالنے کے لیے میراتھن دوڑ کو بھی اپنے ہاں متعارف کرانا ضروری سمجھا۔ بسنت، میوزک کلچر، ویلنٹائن ڈے سے ہوتے ہوئے میراتھن دوڑ تک آ گئے۔

2005ء میں طلبہ و طالبات کے لیے مخلوط میراتھن کا اعلان ہوا۔ پروگرام اس طرح ترتیب دیا گیا کہ گوجرانوالہ کے ڈسٹرکٹ افسر تعلیم نے ضلع بھر کے تمام زنانہ و مردانہ کالجوں کے پرنسپلز کو 3 مارچ 2005ء کو ایک مراسلہ بھیجا۔ جس میں ان کو پابند کیا گیا تھا کہ:

''وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایات کے مطابق منی میراتھن ریس 2005ء، 3 اپریل 2005ء کو گوجرانوالہ سٹیڈیم میں منعقد ہو گی۔

پہلا مرحلہ 3 کلومیٹر ریس:

مرد صبح نو بجے اور عورتیں 9 بج کر 15 منٹ پر صبح قائد اعظم ڈویژنل پبلک سکول، جی۔ٹی روڈ سے ریس شروع کریں گے۔

دوسرا مرحلہ 10 کلومیٹر ریس:

مرد دس بجے صبح اور خواتین 10 بج کر 15 منٹ پر صبح قائد اعظم ٹاؤن، علی پور بائی پاس سے شروع کریں گے۔

آپ کو ہدایت کی جاتی ہے کہ اپنے تدریسی عملے (خواتین و مرد) نیز اپنے طالب علموں (یعنی لڑکوں لڑکیوں) کو لے کر میراتھن ریس کے مقامِ آغاز پر پہنچ جائیں۔ آپ (یعنی سرکاری ملازم مراد اس سے کالج کا تدریسی غیر تدریسی اور غیر تدریسی عملہ ہے) کی حاضری، گوجرانوالہ جناح سٹیڈیم میں ریس کا آغاز اور ریس کے اختتام پر لگائی جائے گی۔ (ترجمان القرآن جون 2005ء)

حکم دیا گیا تھا کہ لڑکیاں نیکریں پہن کر مردوں کے ساتھ دوڑیں گی۔ اس طرح دوڑنے سے گویا خواتین کو ان کے حقوق مل جائیں گے۔ آغاز چھوٹے شہروں سے کیا گیا تھا، مگر چھوٹے شہروں میں یہ ریس بہت بری طرح ناکام ہو گئی۔ عوام کا شدید ردعمل سامنے آیا۔ شباب ملی اور جماعت اسلامی کے کارکنوں نے ڈٹ کر حکومتی احکامات کا مقابلہ کیا۔ سرگودھا اور فیصل آباد میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دس اپریل کو برائے نام یہ ریس ہوئی جبکہ ایم۔ این۔ اے متحدہ مجلس عمل گوجرانوالہ کے امیر قاضی حمیداللہ کی قیادت میں گوجرانوالہ خواتین میراتھن کے خلاف ہونے والا عوامی احتجاج بڑا موثر تھا۔ قاضی اسلم اور ان کا بیٹا اس احتجاج میں بری طرح زخمی ہوئے۔ مگر طالبات کی میراتھن ریس کا آغاز ہی نہ ہوسکا۔ اسی طرح دیگر چھوٹے شہروں میں بھی بالکل نہ ہوسکی۔

اب لاہور کا معاملہ سنئے۔ سابق وزیر خزانہ مبشر حسن نے کہا کہ حکومت نے جماعت اسلامی کے خوف سے مخلوط میراتھن کی اجازت نہیں دی۔ حق میں دلائل دینے والوں میں سے ایک فاروق حیدر مودودی بھی تھے۔ جنہوں نے کہا مخلوط میراتھن میں کوئی برائی نہیں۔ مرد و خواتین بازاروں میں بھی تو اکٹھے ہی گھومتے ہیں جبکہ جماعت اسلامی لاہور کے امیر حافظ سلمان بٹ نے کہا کہ ہم مخلوط میراتھن کے ذریعے فحاشی پھیلانے کی کوشش ناکام بنا دیں گے۔ ہم خواتین کے کھیلوں میں حصہ لینے کے مخالف نہیں مگر لڑکیوں کو نیکریں پہنا کر سڑکوں پر دوڑانے کی اجازت نہیں دیں گے۔ جب لاہور میں طالبات کو تو سڑکوں پر لانا ناممکن ہوگیا تو 36 این۔ جی۔ اوز نے انسانی اس میں حصہ لیا۔ ان کی سربراہ حقوق کمیشن کی سابقہ چیئرپرسن عاصمہ جہانگیر نے اپنے پروگرام کا اعلان کیا کہ

عاصمہ جہانگیر کا اعلان:

”پاکستان ہمارا ملک ہے۔ ہمیں یہاں مخلوط میراتھن کروانے کے لیے کسی سے اجازت کی ضرورت نہیں، اپنے اس ملک میں ہمارا جو جی چاہے، کریں گے۔ چاہے سب مرد و زن اس کی روپہلی سڑکوں پر نیکریں پہن کر میراتھن ریس میں شرکت کریں۔ چاہے صرف عورتیں روشن خیالی اوڑھ کر اس کی ٹھنڈی سڑکوں پر میراتھن میراتھن کرتی پھریں۔“ (سرراہے نوائے وقت)

بہرحال مخلوط میراتھن انہی این۔ جی۔ اوز کی بدولت ہو کر رہی۔ مگر زبردست ناکامی سے دوچار ہوئی۔ صرف 30 خواتین و مرد ریس کے لیے قذافی سٹیڈیم پہنچے تو پولیس نے انہیں ریس کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ کارکن مین بلیوارڈ میں چلے گئے۔ عاصمہ جہانگیر اور حنا جیلانی نے دفتر کے عقب سے نکل کر دوڑ لگا دی، تو انہیں گرفتار کر لیا گیا، اس کھینچا تانی میں عاصمہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہانگیر کے کپڑے پھٹ گئے۔ بعد میں ان کو رہا کر دیا گیا۔ جبکہ احتجاج کرنے والے شباب ملی کے کئی کارکنوں کو بھی مارا پیٹا گیا اور کئی گرفتار کر لیے گئے۔ ترجمان ضلعی حکومت نے پریس نوٹ جاری کیا کہ میراتھن کے لیے اجازت نہیں دی گئی تھی۔ گویا ایک بار ملتوی ہونے کے بعد ہوئی اور انتظامیہ نے اس کی مخالفت میں نکلنے والے جلوس کو روک کر اس کی باقاعدہ سرپرستی کی۔ ایک وفاقی وزیر نے اس حد تک جسارت کی کہ ایم۔ اے کے سیکرٹری جنرل مولانا فضل الرحمان کے سامنے میراتھن ریس کو حج سے تشبیہ دے دی۔ اس نے اپنی وزارت کو سہارا دینے کے لیے میراتھن کو حج سے مشابہ قرار دے کر حج جیسے اسلام کے اہم رکن کا مذاق اُڑانے میں بھی کوئی قباحت نہ سمجھی۔ (یہ سب مئی 2005ء کے واقعات کے اخباری تراشے ہیں)

جنرل مشرف اور ان کے حامیوں کا نکتہ نظر یہ ہے کہ نیکریں پہنی جائیں۔ نقاب اور داڑھیاں ختم کی جائیں۔ میراتھن روک کر عوام نے پاکستان کو بین الاقوامی سطح پر بدنام کیا گیا ہے۔ مگر پاکستان کے عوام نے جواب دے دیا کہ وہ بیدار ہیں۔ اسلامی تہذیب کے معمار اور محافظ ہیں۔ وہ اس طرح کی تہذیبی یلغار کو ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ دہشت گرد وہ نہیں جو اپنے اقدار اور روایات کی حفاظت کریں۔ اصل دہشت گرد وہ ہے جو ہمارے ماحول کے تقاضوں کو جانتے ہوئے بھی یہاں زبردستی سے مغربی تہواروں کو رواج دینا چاہتا ہے۔ دہشت گردی تو صرف ایک لیبل ہے۔ دراصل یہ جنگ دینِ اسلام، قرآن وسنت، سیرت محمدیؐ اور اسلام کے خاندانی نظام کے خلاف ہے۔ بلکہ مسلمانوں کو ذلیل اور تابع فرمان بنانے کا مذموم پروگرام ہے۔ تاہم پاکستانی عوام نے لبرل ازم کے اس ڈرامے کو بری طرح فلاپ کر دیا۔ روشن خیالی کے اندھیرے اس طرح چھٹ گئے۔

مسلم معاشرے کے لیے تفریحی سرگرمیاں:

میراتھن ریس میں بار بار عورتوں کی کھیل وتفریح کا مسئلہ اٹھایا گیا۔ لہٰذا ہمیں ذرا گہرائی میں جا کر اسلام کا کھیل وتفریح کا نظام خصوصاً خواتین کا معاملہ دیکھنا ہوگا۔

اسلام دین فطرت ہے۔ جو انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں اور شعبوں کے بارے میں شفا بخش تعلیم وتربیت کا اہتمام کرتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ عبادات و فرائض کا ضابطہ دینے کے ساتھ ساتھ انسانی لطافت و ظرافت اور تفریح طبع کی تسکین کا سامان فراہم کرنے کے لیے اس کے اپنے قواعد موجود ہیں۔

اسلام کا مخصوص تصور تفریح:

وہ ایسے تمام تفریحی مشاغل کی اجازت دیتا ہے جو یادِ الٰہی سے غافل نہ کرنے والے ہوں۔ جو معاشرے میں خرابی اور فساد نہ پھیلائیں۔ بالفاظ دیگر ہر تفریح با مقصد ہونی چاہیے۔

اسلام کے تصور تفریح اور اہل مغرب کے تصور تفریح میں بنیادی فرق موجود ہے۔ مغربی طرز کی بے شمار تفریحات (مثلاً رقص و سرور، سینما بینی، تھیٹر، ڈش، کیبل، ریڈیو، ٹی وی، شراب و کباب، ناول افسانے، موویز وغیرہ) سے وقتی طور پر تو انسان تسکین محسوس کرتا ہے۔ مگر بعد میں اس کے نتائج خود انسانی صحت کو بھی نقصان پہنچاتے ہیں۔ اس کو ہر وقت اعصابی تناؤ اور ہیجان کا شکار بناتے ہیں۔ دوسری طرف معاشرے میں بے حیائی، فحاشی آوارگی و انارکی پھیلانے کا باعث بنتے ہیں۔ جبکہ دور نبویؐ کی دی ہوئی تفریحات (مثلاً نیزہ بازی، تیراندازی، پیراکی، گھڑسواری، گھڑدوڑ، پاکیزہ شاعری اور پاکیزہ مزاح وغیرہ سے دینی اور دنیاوی دونوں قسم کے فوائد حاصل ہوتے ہیں اور انسان حقیقی معنوں میں اپنے آپ کو تازہ دم اور پرسکون محسوس کرتا ہے۔ اپنے فرائض و واجبات کو مستعدی سے ادا کرنے کے قابل بنتا ہے۔ اس کی جسمانی صحت میں بے بہا اضافہ ہوتا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کے لیے جسمانی صحت فراہم کرنے والی ہر ورزش اور کھیل اختیار کرنا مستحب اور مستحسن قرار دیا گیا ہے۔

جسمانی صحت بہتر بنانے کے لیے نبی اکرم کی ترغیب:

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قوی مسلمان اللہ کے نزدیک کمزور مسلمان سے زیادہ اچھا اور محبوب ہے''۔

مسلمان ہر دور میں صحتمندانہ سرگرمیوں کو اختیار کرتے رہے ہیں۔ بلکہ یہ ان کے نصاب تعلیم کا باقاعدہ حصہ رہی ہیں۔ ان کے تعلیمی نظام میں ورزش کا باقاعدہ وقت رکھا جاتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے ممتاز علماء وقت ضرورت میدانِ جنگ کے بھی شاہسوار ثابت ہوئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

★ صحیح مسلم میں عقبہؓ بن عامر سے روایت ہے ''خبردار قوت تیراندازی میں ہے، خبردار قوت تیراندازی میں ہے۔'' آپؐ نے شمشیرزنی کی طرف بھی توجہ دلائی۔

★ نشانہ بازی کے سلسلے میں ہدایت فرمائی کہ کوئی جانور یا انسان تمہارا نشانہ نہ بنے۔ کسی ذی روح کو نقصان پہنچا کر اپنی تفریح طبع کا سامان کرنا جائز نہیں۔

★ حضرت عمر فرمایا کرتے تھے۔ اپنی اولاد کو پیراکی اور تیراندازی سکھاؤ اور ان سے کہو کہ وہ گھوڑے پر چھلانگ لگا کر سوار ہوا کریں۔ (مسند احمد)

★ صبح کے وقت سیر و ہوا خوری بھی ایک اچھی تفریح ہے۔ آپؐ کا فرمان ہے ''صبح اٹھنا کارِ ثواب بھی ہے اور روزی میں برکت کا باعث بھی ہے۔ (مشکوٰۃ)

چنانچہ فجر کے بعد طلوع آفتاب کا منظر، پرندوں کی چہچہاہٹ یا بادِ نسیم، گھاس پر ننگے پاؤں چلنا، باغ میں جانا وغیرہ۔ یہ فطری ذرائع انسان کو تازگی اور فرحت بخشتے ہیں۔ خود قرآنِ کریم کی تلاوت انسان کو سکونِ قلب و جان مہیا کرتی ہے۔ شدید ڈیپریشن اور پریشانی میں نماز اور ذکر الٰہی سے قلبی و روحانی سکون نصیب ہوتا ہے۔

★ سیر و سیاحت اپنے اندر بے شمار دیگر فوائد کے ساتھ ساتھ تفریح طبع کا بہترین پہلو بھی رکھتی ہے۔ حصولِ علم، تجارت، حج و عمرہ کا سفر اور نئے نئے تجربوں کا اس ذریعے سے حصول ہوتا ہے۔ چنانچہ مسلمانوں میں بہت سے عالمی شہرت یافتہ سیاح ہو گزرے ہیں۔ ابن بطوطہ اور البیرونی کا نام سب کے لیے زبان زدعام ہے۔

★ اسی طرح پاکیزہ شاعری جس میں توحید کا بیان ہو، شعائرِ اسلام کا احترام ہو، اسلام کی سربلندی کی خاطر لکھے گئے اشعار، حکیم الامت علامہ اقبال کا کلام سکونِ قلب اور تفریح طبع کا ذریعہ ہیں۔ حضرت حسان بن ثابتؓ کی شاعری کی خود نبی اکرمؐ نے داد دی کہ وہ آپؐ کی طرف سے کفار کے حملوں کا جواب دیا کرتے تھے۔

★ لطیفہ اور ظرافت بھی دل کو بہت فرحت پہنچاتے ہیں۔ شرط یہ ہے کہ ان میں نہ تو پھکڑ پن ہو، جھوٹے نہ ہوں، اور کسی کی توہین و تمسخر نہ کرتے ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

★ خندہ روئی اور تبسم سے پیش آنے کو بھی صدقہ کہا گیا ہے۔ جس سے خندہ روی سے ملیں اس کا دل باغ باغ ہو جاتا ہے اور اپنی صحت پر بھی اس کا خوشگوار اثر پڑتا ہے۔

عورتوں کے لیے سرگرمیاں:

مردوں کے ہمراہ مسلم خواتین بھی اپنی صحت برقرار رکھنے کے لیے مختلف تدابیر اختیار کرتی رہی ہیں، مثلاً گھڑ سواری، تیراندازی وغیرہ میں کئی خواتین مہارت رکھتی تھیں۔ حضرت خولہؓ بنت ازور کا واقعہ تاریخ میں موجود ہے مگر اس سے بھی قبل حضرت ہاجرہؓ کی صفا و مروہ کی پہاڑیوں کے دوران دوڑ اپنے فرض کی ادائیگی کے لیے لگائی گئی تھی، جو انہوں نے اپنے ننھے منے پیاس سے بلکتے بچے کے لیے پانی کی تلاش کی خاطر لگائی تھی۔ اس دوڑ کو تو اللہ تعالیٰ نے وہ پذیرائی اور قبولیت بخشی کہ آج تک عمرہ و حج کی ادائیگی کے لیے صفا و مروہ کے درمیان کی دوڑ کو مرد و عورت کے لے لازمی قرار دے دیا اور اس کو باقاعدہ عمرہ اور حج کا رکن بنا دیا گیا۔ اللہ رب العزت کا کتنا بڑا احسان ہے کہ وہ خواتین کی نسوانی سرگرمیوں کو اتنا اعزاز بخشتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے لیے اس دور کے مطابق چرخہ کاتنے کو ان کا بہترین مشغلہ قرار دیا تھا۔ ان کی تفریحی سرگرمیاں مختلف اوقات میں مختلف شکلیں اختیار کرتی رہی ہیں۔ مثلاً ہاتھ سے چکی پیسنا، کھیتوں میں مردوں کو کھانا دینے جانا، لسی بلونا وغیرہ۔ آج کل سہولیات کا دور ہے۔ بسیار خوری، مگر کم جسمانی مشقت نے نسوانی صحت کے لیے بے شمار مسائل پیدا کر دیے ہیں۔ نوجوان بچیاں اپنی پڑھائیوں میں زیادہ تر مشغول رہنے کے باعث اور بوڑھی خواتین کم جسمانی مشقت کے باعث مختلف جسمانی عوارض کا شکار ہو رہی ہیں۔ ایسے میں خواتین کے لیے ڈاکٹر Walk یعنی سیر وتفریح کو ضروری قرار دے رہے ہیں۔

صنفِ نازک کے لیے گھر کے اندر ہی اتنی مصروفیات اور مشاغل موجود ہیں۔ جو اس کی جسمانی صحت کو برقرار رکھنے کے ضامن ہوں۔ مثلاً اپنے گھر کی صفائی ستھرائی خود کرنا، خود جھاڑو لگانا اور فرش پر کپڑا پھیرنا، وائپر لگانا، آٹا گوندھنا، کپڑے اپنے ہاتھ سے دھونا، گھر کے چھوٹے موٹے پودوں کو خود پانی لگانا، گھر میں اگر جھولا لگا لیا جائے اور عورت وقتاً فوقتاً اس کو جھولتی رہے تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس میں کیا ہرج ہے۔ ورزش گھر کے چھوٹے سے لان میں بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر گھر صرف نوکروں پر ڈال دیا جائے تو پھر عورت کو واقعی ''تفریح'' گھر سے باہر ڈھونڈھنے کی ضرورت پیش آ جاتی ہے۔ ان تفریحات میں اصول یہ ہے کہ ہر وہ شے جس کی ممانعت نہ کی گئی ہو، اصلاً مباح ہے۔ لہٰذا تاریخی مقامات کی سیر، کسی عجائب گھر یا لائبریری میں جا کر معلومات میں اضافہ کرنا، یونی ورسٹی کی طالبات کے ساتھ کسی ایسے تعلیمی و تفریحی مقام پر جانا جو محفوظ ہو اور جہاں اختلاط کا امکان نہ ہو، یا کسی ایسی تقریب میں شرکت کرنا جہاں صحت مند شاعری یا ادبی نگارشات پیش کی جارہی ہوں۔ ایسی تفریحات ہیں جن کی شریعت میں بظاہر ممانعت نہیں کی گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حضرت حسان بن ثابتؓ سے اشعار سنے ہیں اور جسمانی کرتب دکھانے والے افراد کے کرتب ام المومنین سیدہ عائشہؓ کو دیکھنے کی اجازت دی ہے۔

اسی طرح صرف خواتین کی محفل ہو تو ایک مسلمان لڑکی جوڈو کراٹے کے ساتر لباس میں اپنی اور موجود خواتین کی تفریح کا سامان کر سکتی ہے یا دیگر کھیلوں میں حصہ لے سکتی ہے۔ لباس ایسا ہونا چاہیے جس سے جسم کے خدوخال واضح نہ ہوتے ہوں اور ناظرین میں جنسِ مخالف کے افراد نہ پائے جاتے ہوں۔ بہر حال عورت صنفِ نازک ہے، اس کی ذہنی وجسمانی حالت مردوں سے الگ ہے۔

خواتین کی کھیلیں عموماً مردوں کی طرح ٹھوس اور بھاری بھر کم نہیں ہو سکتیں۔ پورا ساتر لباس پہن کر خواتین اور بچیوں کا واک کے لیے باہر نکلنا معیوب یا قابل گرفت نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح چادر اور چار دیواری کے تحفظ کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کے لیے الگ کھیلوں کے میدان یا پارک وغیرہ ہونے چاہئیں۔ جہاں وہ ہلکے پھلکے مختصر دورانیے کے کھیل مثلاً بیڈمنٹن، ٹیبل ٹینس، والی بال وغیرہ کھیل سکیں۔ اس کے لیے چار دیواری کے اندر کھیل کے میدان اور گراؤنڈ کا انتظام ہونا چاہیے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں طالبات کا یہ حق بنتا ہے کہ سکولوں اور کالجوں میں ان کے لیے کھیلوں کے میدان مہیا کیے جائیں۔ جہاں خواتین کوچز ہی ان کو گائیڈ کریں۔ اسی طرح این۔ سی۔ سی کی جو ٹریننگ پہلے کالجوں میں طالبات کو دی جاتی رہی ہے (مگر اب عملاً ختم کر دی گئی ہے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو بھی طالبات کے لیے از سرِ نو جاری کرنا چاہیے۔اس کے لیے خاتون کوچز ہی مقرر کی جائیں۔ اس طرح عام خواتین کے لیے چار دیواری کے اندر محفوظ پارک بنائے جائیں جہاں مردوں کا داخلہ ممنوع ہو۔خواتین کو ان کا یہ حق ملنا چاہیے۔

تفریحات کے ضمن میں اسلام نے چند پابندیاں رکھی ہیں:

جن کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔مثلاً

1۔ کھیل اور تفریح روزانہ مختصر وقفے کے لیے ہو۔جس سے دیگر مثبت سرگرمیاں متاثر نہ ہوں۔آج کل کھیلوں کے جو قومی اور بین الاقوامی مقابلے ہوتے ہیں۔ان کی تیاری کے لیے ملک کا کثیر بجٹ اور کثیر وقت ان پر صرف ہوتا ہے جو سراسر اسلامی سپرٹ کے منافی ہے۔جس دن میچ ہوتے ہیں پوری قوم (الا ماشاءاللہ) کیا مرد کیا عورت سب انہی میچوں کی کمنٹری دیکھنے میں مصروف ہوتے ہیں سب کو ایک ہی بخار چڑھا ہوتا ہے کتنے رن بنے؟ کیا سکور ہوا؟ تعلیمی اداروں، دفتروں، بازاروں چوکوں میں غرض کہ پوری قوم کی سوئی صرف ان میچوں پر ہی اٹکی ہوتی ہے پھر ان میچوں میں شائقین لمبی چوڑی جوئے کی شرطیں لگاتے ہیں عملاً ان سپورٹس کی وجہ سے جوا اور قمار بازی کو بہت فروغ ملا۔باقی تمام مصروفیات معطل ہو کر رہ جاتی ہیں۔

یہ حدود سے تجاوز ہے، وقت کا بے دریغ ضیاع ہے، وسائل کا بیدردی سے زیاں ہے، کبھی حرام کاموں کا ارتکاب ہوتا ہے کیا یہ کھیلیں ہمارے لیے جہاد کا متبادل ہوسکتی ہیں؟ جن بچوں نے علمِ جہاد بلند کرنا تھا وہ کرکٹ کی زلف گرہ گیر کے اسیر ہو کر رہ جاتے ہیں۔اسی طرح دشمن ہم سے بے خوف و مامون ہو جاتا ہے۔بہر صورت اتنی پابندی ضروری ہے کہ کوئی بھی تفریح عبادت سے، اللہ کے ذکر سے اور دیگر مثبت ضروری فرائض سے غافل کردینے والی نہ ہو۔[1]

[1] یہاں ایک حیرت انگیز بات نوٹ فرمائیں۔سپورٹس ٹیم نہ امریکہ نے بنائی ہے نہ اسرائیل نے، وہ ان چیزوں پر اپنا وقت اور پیسہ ضائع نہیں کرتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھیلیں مخلوط نہیں ہونی چاہئیں:

اسلام نے ہر موقع پر اور ہر قدم پر مرد و عورت کے خلط ملط ہونے کی مذمت کی ہے۔ سنن ابی داؤد میں با قاعدہ ایک باب موجود ہے "راستے میں مرد و عورت کا ایک ساتھ چلنا"۔

اس باب میں دو احادیث بیان کی گئی ہیں:

1۔ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے باہر نکلے تو دیکھا کہ راستے میں مرد و عورت خلط ملط ہو گئے ہیں۔ اس پر آپ نے خواتین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا "پیچھے ہٹ جاؤ، تمہارے لیے راستے کے درمیان میں چلنا مناسب نہیں ہے۔ تم راستے کے کنارے کنارے چلو"۔ اس پر خواتین دیوار کے قریب ہو کر چلنے لگیں، حتیٰ کہ ان کے کپڑے دیواروں سے چمٹ رہے تھے۔

2۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو دو عورتوں کے درمیان چلنے سے منع فرما دیا۔ (سنن ابی داؤد، ج ۴، کتاب الادب حدیث نمبر 5272، 5273 باب فی مشی النساء مع الرجال فی الطریق)

عہد نبوی کے مبارک دور میں مسجد جیسی پاکیزہ جگہ کے بارے میں اتنی احتیاط برتی جاتی تھی کہ مسجد نبوی کا ایک دروازہ صرف عورتوں کے لیے مخصوص کر دیا گیا تھا۔ آج تک وہ دروازہ موجود ہے اس کا نام "باب النساء" ہے یعنی خواتین کا دروازہ۔ پھر نماز سے فارغ ہونے پر آپ نے مردوں کو کچھ دیر بیٹھے رہنے کی تاکید فرما دی تھی۔ تاکہ عورتیں پہلے نکل جائیں۔ اس طرح مرد و عورت کا اختلاط نہ ہونے پائے۔ ایسی تعلیمات دوسری عبادات کے بارے میں بھی موجود ہیں۔

غرض نماز ایک مقدس عبادت ہے، مسجد پاکیزہ مقام ہے، حج میں انسان بڑے پاکیزہ جذبات کے ساتھ اللہ کے سامنے حاضر ہوتا ہے۔ جنازوں اور قبروں کی حاضری میں ہر شخص کے سامنے موت کا تصور موجود ہوتا ہے۔ یہ سب مواقع ایسے ہوتے ہیں جن میں صنفی جذبات یا تو بالکل معدوم ہوتے ہیں یا ہوتے بھی ہیں تو مغلوب ہوتے ہیں مگر پھر بھی اسلامی شریعت ان موقعوں پر بھی مرد و عورت کے اختلاط کی اجازت نہیں دے رہی۔ پاک مقاصد کے لیے عورتوں کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضروریات کی رعایت کرتے ہوئے شریعت نے ان کو باہر نکلنے کی اجازت تو دی ہے مگر حجاب کی اتنی پابندیاں عائد کر دی ہیں تا کہ فتنے کے تمام امکانات ختم ہو جائیں کیا یہ قانون درسگاہوں، کالج، یونی ورسٹی، کلب، پارک، انجمن، کارخانے، دفتر، سینما وتھیٹر اور رقص گاہوں میں مرد وعورت کو باہم گپ شپ کرنے اور مخلوط تفریح منانے کی اجازت دے سکتا ہے۔

جہاد میں بھی اگرچہ چند خواتین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں نکلی تھیں۔ مگر ان کو بھی پابندی تھی۔ کہ وہ اپنے محرم مردوں کے ہمراہ نکلیں، اکیلی نہ جائیں۔ دوم آپ کی اجازت سے شامل ہوں۔ سوم وہ لڑیں گی نہیں بلکہ صرف مرہم پٹی، تیمارداری اور کھانا بنانے کی خدمات انجام دیں گی۔ اور وہ بھی اپنے قریبی عزیزوں کی۔

مسند احمد کی روایت کے مطابق غزوہ خیبر میں پانچ چھ خواتین مسلم لشکر میں نظر آئیں تو آپؐ نے ان سے سوال کیا کہ تم کس کی اجازت سے گھر سے نکلیں اور کس کے ساتھ آئی ہو؟

لہٰذا آج کل جو حکومتی سرپرستی میں ہاکی، فٹبال، کراٹے، تیراکی، کرکٹ، بیڈمنٹن، ٹیبل ٹینس کے خواتین کے مقابلے کروائے جا رہے ہیں۔ بلکہ ٹیمیں بیرون ملک بھی بھیجی جا رہی ہیں۔ شریعت اسلامی میں اس کی گنجائش بہر حال موجود نہیں ہے۔

میراتھن ریس شریعت کی نگاہ میں:

مرد وعورت کی مخلوط دوڑ ویسے ہی ناجائز ہے جیسا کہ اوپر واضح کیا جا چکا ہے مگر جب ''میراتھن'' کا نام آئے گا۔ تو یہ معاملہ اور بھی زیادہ سنگین ہو جاتا ہے۔

اہل مغرب کا تو یہ شعار ہے کہ وہ اپنی تہذیب کی ہر علامت یونان اور روم سے حاصل کریں۔ یہ ان کا حق ہے کہ وہ اپنی بنیاد ہی سے اپنی تمام اصطلاحیں حاصل کرتے ہیں۔ مگر ہماری بنیاد تو یونانی تہذیب نہیں ہے۔ ہم مسلمان ہیں اگر آپ نے دوڑوں کے نام رکھنے ہی ہیں تو مردوں کے لیے ''سلمہؓ بن اکوع کی دوڑ'' نام رکھا جا سکتا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی صحابی تھے اور اس دور میں کئی دوڑ کے مقابلوں میں اوّل رہے تھے۔ بہت سے صحابہ کرامؓ بہت سبک رفتار تھے۔ ان میں سے کسی کے نام پر دوڑ کا نام رکھا جا سکتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب کہ خواتین کے لیے حضرت ہاجرہؓ کی دوڑ بہت بڑی یادگار ہے جسے اللہ نے خود شرف قبولیت سے نوازا ہے۔ تو کیا پھر خواتین کے لیے ''بی بی ہاجرہ دوڑ'' کا نام نہیں رکھا جاسکتا ہے؟

تمام زندہ پائندہ قومیں اپنی تہذیب کو برقرار رکھتی ہیں۔ بغیر ضرورت دوسری قوموں کے شعار اختیار نہیں کرتیں اور مسلمانوں کی تو اپنی تہذیب ہی بڑی حیات بخش اور سکون آفرین ہے۔ نبی کریم کا ارشاد مبارک ہے۔

من تشبه بقوم فهو منهم یعنی جس نے کسی دوسری قوم سے مشابہت اختیار کی تو وہ روز قیامت اُنہی میں سے اٹھایا جائے گا۔ کیا ہماری ایمانی حرارت ملی غیرت اور قومی حمیت ہمیں اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ ہم ''میراتھن ریس'' کے نام پر نیکروں میں اپنے مردوں عورتوں کو سڑکوں پر دوڑائیں اور پھر تمام ذرائع ابلاغ ان کی بڑی بڑی تصویریں بنا کر میڈیا میں پیش کر دیں۔ اس طرح اسلام کی شاندار تہذیب میں میراتھن کا پیوند لگے۔ یا اسلام کے مخمل میں مغرب کی حیاباختہ تہذیب سوز میراتھن ریس کا ٹاٹ جوڑا جائے۔

کیا عورت کی تفریح کا یہ مطلب ہے کہ وہ نیم عریاں ہو کر چوکوں اور سڑکوں پر مردوں کے شانہ بشانہ بھاگے؟ یا وہ عریاں ہو کر اخبارات کے صفحہ اوّل پر ماڈل بنا دی جائے۔ جرائد کے سرورق اور شہر میں چاروں طرف لگے ہوئے اشتہارات کی زینت بنادی جائے۔ پھر وہ رذیل اور کمینے لوگوں کی ہوسناک نگاہوں کا مرکز قرار پائے۔ اس کو آرٹ اور ثقافت کے نام پر گلی گلی میں اور بازاروں میں پرنٹ والیکٹرک میڈیا میں نچوایا جائے۔ اس کی آواز کو کمرشلائز کر دیا جائے۔

اس کو شوپیس بنا کر مختلف مقامات پر استقبال کرنے پر مامور کر دیا جائے۔ اس طرح اس کی تمام اصل، فطری، فکری وعملی صلاحیتوں کو دفن کر دیا جائے۔

آبرومندانہ راستہ:

مغربی آقاؤں کی پیروی کرتے کرتے ہم اپنے بے شمار تہذیبی روایات سے دستکش ہو چکے ہیں۔ یہ کیسی پسپائی ہے جو ہر دم بڑھتی ہی جاتی ہے۔ اغیار کے نت نئے تقاضے ختم ہونے میں نہیں آتے۔ ہمارا اسلامی تشخص اس حد تک مسخ ہو چکا ہے کہ آج ہماری خواتین ننگے سر، ننگے بازو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھلے گلے، نیم عریاں لباس میں سڑک پر دوڑ لگاتے ہوئے اپنے آپ کو فخر سے مسلمان کہتی ہیں اور اس کے ساتھ اس کو اصرار ہے کہ ''اس کا حلیہ کہیں سے غلط نہیں آخر دنیا میں بھی تو رہنا ہے، ہم اتنے متعصب اور قدامت پسند نہیں بن سکتے۔ اسلام تو بڑا روشن خیال مذہب ہے۔ ان تنگ نظر، قدامت پسند ملاؤں نے ہی ہمیں مصیبت ڈالی ہوئی ہے''۔

دوسری طرف قرآن وحدیث اُجلی، نکھری اور واضح اور حیات بخش کی تعلیمات ہیں۔ جو عورت کو ستر وحجاب کی طرف دعوت دیتی ہیں اور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کا فرمان ہے کہ ''میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں۔ جب تک تم ان پر کاربند رہو گے گمراہ نہیں ہو گے اور وہ ہیں اللہ کی کتاب اور میری سنت۔ آخر ہم اپنے ہیرے موتی چھوڑ کر غیروں کی تباہ کرنے والے کنکر اور پتھر کیوں دیوانہ وار قبول کرتے جارہے ہیں۔ کیا ہم احساس سود وزیاں سے عاری ہو چکے ہیں؟

اب یہ ہمارا انتخاب ہے کہ اس دور پُر فتن میں قرآن وحدیث کی تعلیمات کو اپنے لیے حرزِ جان بنالیں۔ اور شرعی حدود وقیود کا خیال رکھیں۔ دوسروں کو بھی اس شرعی تعلیم کی پابندی کی ترغیب دیں۔ یہی اپنے اسلامی تشخص اور ملی غیرت وحمیت کو بچانے کا واحد راستہ ہے۔ اس سے گریز اور پسپائی تو پھر ہمیں دنیا میں ذلیل ورسوا کر دے گی۔ جبکہ آخرت میں بھی ہمارے لیے باعثِ وبال بنے گی۔ دین ودنیا کی کامیابی ''میراتھن ریس'' اور دیگر غیر شرعی مغربی سرگرمیوں اور روایات کو ردّ کرنے میں اور ان کے خلاف بھرپور مہم چلانے میں ہی ہے۔ اللہ ہمیں یہی آبرومندانہ راستہ اختیار کرنے اور اسلام کے مبارک دامن سے برکتیں اور سعادتیں سمیٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔

❁❁❁❁❁

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ششم

خواتین کا عالمی دن اور اسلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (البقرہ:۲۲۸)

ان عورتوں کے بھی معروف طریقے پر ایسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے حقوق ان پر ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ششم

خواتین کا عالمی دن اور اسلام

1۔ 8 مارچ خواتین کا عالمی دن کیسے قرار پایا۔
2۔ مسلمان عورت کو یہ حقوق 1430 سال پہلے سے مل چکے ہیں۔
3۔ بچے کے نقطہ نظر سے
4۔ مرد کے نقطہ نظر سے
5۔ خود عورت کے لحاظ سے
6۔ مغربی عورت کا شباب
7۔ مسلم عورت کا بڑھاپا
8۔ گھر کا ادارہ
9۔ تعمیر و معاشرہ
10۔ پاکستانی بہنوں سے کچھ سوال
11۔ اسلامی معاشرہ میں تصادم نہیں بلکہ باہمی تعاون اصل بنیاد ہے
12۔ کچھ سوال اہل مغرب سے
13۔ عورت کے اصل حقوق اس کو کس نے دیئے
14۔ ماؤں کا عالمی دن
15۔ فادرز ڈے
16۔ خاندان کا، بزرگوں کا اور بچوں کا عالمی دن
17۔ 15 مئی عالمی یوم خاندان
18۔ بزرگوں اور بچوں کے حقوق
19۔ باپ کے حقوق
20۔ ایام منانے والو! تسلیم کرلو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواتین کا عالمی دن اور اسلام

پاکستان میں ہر سال 8 مارچ کا دن آتا ہے اور گذر جاتا ہے۔ وہی پہلے والے پروگرام کچھ حکومتی سطح پر کچھ این جی اوز کے ذریعے ریلیاں جلسے جلوس جن میں عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق دینے کے مطالبے کیے جاتے ہیں۔ عورت کی زبوں حالی کے دردناک تصویریں پیش کی جاتی ہیں۔ اخبارات و جرائد میں عورت کے بارے میں اداریئے اور مضامین شائع ہوئے ہیں۔ بلند بانگ تقریریں کرنے والی خواتین کی تصویریں اخبارات میں چھپتی ہیں۔ ٹی وی میں بھرپور کوریج ہوتی ہے۔ اعداد و شمار شائع ہوتے ہیں اور پھر یہ دن بھرپور انداز میں پاکستان میں منانے کی رپورٹس ارسال کی جاتی ہیں! پھر یہ قصہ بس ختم ہو جاتا ہے، پورے سال کے لیے۔ اب وہی عورت ہے وہی اس کی مظلومیت! کسی چیز میں معمولی سا بھی فرق نہیں ہوتا۔

8 مارچ خواتین کا عالمی دن کیسے قرار پایا؟

اس کے لیے ایک دلیل پیش کی جاتی ہے۔ 1907ء میں نیویارک میں کچھ خواتین نے 8 مارچ کو اپنی ملازمت کی شرائط کو بہتر بنانے کے لیے مظاہرہ کیا۔ جلسے جلوس بھی ہوئے۔ ان خواتین پر تشدد بھی ہوا مگر ان کے چند ایک مطالبات مان لیے گئے۔ اسی لیے اس دن کو اقوام متحدہ نے عالمی یومِ خواتین قرار دے دیا۔ پھر اس نے تمام ملکوں پر یہ ایجنڈا لاگو کر دیا جس کی رُو سے خواتین اور مردوں کے درمیان ہر قسم کا امتیاز ختم کیا جائے۔ عورتوں کو گھروں کی ''قید'' سے نکالا جائے۔ وہ مردوں کی طرح تعلیم حاصل کرے اور پھر مردوں کی طرح ملازمت کرے خود کمائی کرے۔ حکومت کا کام ہے کہ اس کا 33% کوٹہ ملازمت میں متعین کرے۔ شادی کی پابندی ختم ہو۔ عورت اپنے بارے میں تمام فیصلے خود کرنے کی مجاز ہو۔

یہ دن منانے کی روایت بھی خوب ہے۔ یہ اہل مغرب کی شاطرانہ پالیسی ہے کہ بے بس اور کمزور پسماندہ طبقوں کے دن مناؤ۔ ان کے حقوق کا ورد وظیفہ کرو، پھر ہمدردی کے دو بول سنا دو اور پھر سارا سال وہ مجبور لوگ اپنی جملہ مجبوریوں اور بے بسیوں کے ساتھ پڑے سسکتے رہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کا مسلم ممالک سے اس دن کو منانے کا مطالبہ اس غرض کے لیے ہے کہ ان کے اندر بے حیائی پھیلے۔ خاندانی نظام برباد اور آزاد جنسی تعلقات فروغ پائیں۔

لیکن یہ دن میرے ذہن میں بہت سے سوال چھوڑ جاتا ہے۔ خواتین کے حقوق کا مطالبہ کس سے کیا جاتا ہے اور کس کے لیے کیا جاتا ہے۔ کیا ان لوگوں سے جنہیں عورت کے مسائل سے کبھی واسطہ نہیں پڑتا۔ خود اپنے گھر میں کام کرنے والی ملازم خواتین سے بھی ان کا رویہ انتہائی غرور والا اور جبر پر مبنی ہوتا ہے۔ کشمیر و فلسطین کی بیوہ اور یتیم تڑپتی بلکتی عورتیں ان کو کبھی نظر نہیں آتیں۔ افغانی و عراقی عورت پر جو کچھ بیت گیا وہ ان کا کبھی موضوع نہیں بن سکا۔ ہندوستان کے مسلم کش فسادات میں عورتوں اور بچوں کی مظلومیت پر وہ گرفت نہیں کرتیں۔ غزہ پر ہونے والی حالیہ دہشت گردی کسی کو نظر نہیں آئی وہاں تڑپنے سسکنے والی 400 خواتین اور 200 بچے حقوق نسواں منانے والی خواتین کے دلوں کو نہیں جھنجھوڑ سکے؟ فاٹا اور سوات کی مظلوم اور اپنے ہی وطن میں مہاجر بن جانے والی عورت پر مہر بلب خاموشی نظر آتی ہے۔

1300 فلسطینیوں کو ہلاک اور 7000 سے زاید فلسطینیوں کو زخمی کرنے والے اسرائیلی درندے کی خون آشامی پر کس این۔ جی۔ او نے احتجاج کیا؟ مظلوم بے بس و بے کس پاکستانی عصمت مآب بیٹی یعنی عافیہ صدیقی پر کی جانے والی امریکی بربریت اور سفاکیت پر کس این۔ جی۔ او نے آواز اٹھائی؟

کس کا دل ابوغریب جیل سے مظلوم نور اور فاطمہ پر ہونے والے مظالم پر تڑپا؟

الحمدللہ! ہم مسلمان ہیں:

ہمیں آج سے 1430 سال قبل خود اسلام نے بغیر مانگے بہت سے حقوق دے دیئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب ہدایت میں یہ حقوق خود بیان فرما دیئے تھے اور رسول خاتم النبیین نے ان حقوق کو عملاً اپنی حیات طیبہ میں امہات المومنین، بنات طاہرات اور صحابیات کو ودیعت کر کے خواتین کا معاشرے میں مرتبہ و مقام متعین کر دیا تھا۔ سب سے پہلے اسلام ہی نے تو عورت کو مکمل انسان تسلیم کیا تھا۔ عورت کو ''پاؤں کی جوتی'' ''شر کی بنیاد'' ''گناہ کی جڑ'' قرار دینے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے کو اپنا رویہ تبدیل کر کے۔ "عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ" (النساء) (یعنی عورت کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ) کا مژدہ جانفزا سنایا گیا۔ عوت کے بارے میں معاشرے کا فکری رویہ اور شعور تبدیل کر کے عورت کا عزت و احترام اور شرف دلوں میں جاگزیں کیا گیا۔ ماں کی نافرمانی کو حرام قرار دیا گیا۔ جس بیٹی کو پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دیا جاتا تھا، اسی بیٹی کو 'اللہ کی رحمت' قرار دیا گیا تو نیک بیوی کو دنیا کی بہترین متاع قرار دیا گیا۔ اسلام نے بتایا کہ عورت صرف مرد کی خوشنودی کے لیے نہیں بنائی گئی بلکہ مردوں کی طرح اس کی زندگی کا مقصد بھی اللہ کی اطاعت و رضا جوئی ہے۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنے اعمال کی بنا پر نیک بہترین اجر کی مستحق ہے۔ قرآن میں فرمایا: عورت کے جس طرح فرائض ہیں اسی طرح ان کے حقوق بھی ہیں۔ مغربی نظریہ مساوات مرد وزن نے عورت کے دامن میں کانٹے ہی ڈالے ہیں جبکہ اسلام حقیقی طور پر طبقہ نسواں کا محسن ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اسلام اور مغربی تہذیب کے بارے میں رویے کا تقابلی جائزہ پیش کیا جائے۔

بچے کے نقطہ نظر سے:

بالکل ابتداء ہی سے بچہ اپنی ماں سے بہت مانوس ہوتا ہے۔ چنانچہ بچے کا تقاضا ہے کہ اس کی ماں گھر میں رہے۔ جب تک ماں اس کو نظر آتی رہتی ہے وہ خوش وخرم رہتا ہے۔ ماں دور ہوتی ہے یا نظر نہیں آتی تو بچہ ایک دم پریشان ہو جاتا ہے۔ پھر تربیت بھی وہی ماں صحیح طور پر کر سکتی ہے جو بیرون خانہ ذمہ داریوں سے آزاد ہو۔ وہ بچے کی ہر حرکت پر کڑی نگاہ اور اس کی کمزوریوں کوتاہیوں پر اسے سمجھاتی رہے۔ اسے دین کے احکام پیار سے سمجھائے اور اس کے سامنے بہتر عملی نمونہ پیش کرے۔

جو عورت بیرون خانہ ذمہ داریاں انجام دینے کے لیے گھر سے باہر نکلتی ہے، اس کے بچوں میں احساس محرومی پیدا ہونے لگتا ہے۔ اس احساس محرومی کی بنا پر ان کی شخصیت صحیح طور پر نہیں بن سکتی۔ بچے کے حصے میں یہ محرومی جتنی زیادہ آئے گی اتنا ہی اس کی شخصیت میں انتشار ہوگا۔ چنانچہ زیادہ تر جرائم پیشہ لوگوں کے بچپن کا مطالعہ یہی بتاتا ہے کہ وہ یا تو یتیم ہو گئے تھے یا کسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حادثہ کی وجہ سے ماں کی مامتا سے محروم ہو گئے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئی مرد دوران تربیت جتنا زیادہ اپنی ماں اور بہنوں کے قریب رہتا ہے اس کی طبیعت میں اتنا ہی ٹھہراؤ اور اعتدال و توازن ہوتا ہے اور جو شخص ماں کی تربیت سے محروم ہوتا ہے وہ اتنا ہی اکھڑ کرخت اور کھردرا ہوتا ہے۔

لہٰذا مغربی تہذیب کا یہ فلسفہ کہ ''عورت کو گھر سے نکالو۔ آدھی آبادی گھروں میں بے کار پڑی ہے'' بچے کے لحاظ سے غلط بلکہ جارحانہ ہے۔ جبکہ اسلام عورت کو اپنی اولاد کی حفاظت کے لیے خلوت کو ضروری قرار دیتا ہے اور یہ گھر میں رہنا بچہ کی سیرت اور شخصیت کے نکھار کی مناسب ضمانت دیتا ہے۔

مرد کے نقطہ نظر سے:

دن بھر کا تھکا ماندہ شوہر جب گھر آتا ہے تو گھر میں عورت کی موجودگی اس کے لیے فرحت بخش اور سکون واطمینان کا باعث ہوتی ہے۔ کاروبار یا ملازمت کے سلسلہ میں اس کو جو پریشانی لاحق ہوتی ہے۔ وہ اپنی بیوی سے اس کا تذکرہ کرتا ہے تو بعض اوقات اس کو مناسب حل بتا دیتی ہے۔ اگر وہ یہ کام نہ بھی کر سکے، تب بھی گھر میں مونس وغمخوار بیوی کی موجودگی سے اس کے تھکے ماندے اعصاب پرسکون ہو جاتے ہیں اور وہ اگلے دن کام کرنے کے لیے تازہ دم ہو جاتا ہے۔ یہاں بھی مغربی تہذیب کا یہ فلسفہ کہ عورت ضرور ملازمت کر کے اپنے لیے خود کمائے، گھروں کو برباد کر کے رکھ دیتا ہے۔

خود عورت کے لحاظ سے:

اسلامی تعلیمات کی رو سے عورت کا بنیادی فریضہ اپنے گھر اور خاندان کی تعمیر اور اپنے بچوں کی تربیت ہے اور اس کی کفالت اس کے قریبی رشتہ دار مردوں پر فرض ہے۔ اس کے اخراجات کا ذمہ دار اس کا خاوند ہے۔ اگر خاوند فوت ہو گیا پھر باپ، بھائی، بیٹا جو بھی ہو تو چچا/ ماموں اگر ان میں سے کوئی نہ ہو تو پھر تو خاندان کا کوئی اور مرد و گرنہ مسلمانوں کا بیت المال اس عورت کی مدد کرے گا۔ بہرصورت کمانا عورت کی ذمہ داری نہیں ہے۔ اس کی ضروریات کا بندوبست کرنا بہرحال مرد کے ذمہ ہے۔ گرم وسرد حالات میں خون پسینہ ایک کر کے کمانا ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشکل کام ہے اور عورت کمانے کے لیے نہیں بنائی گئی۔

اس کے فرائض دوسری نوعیت کے ہیں۔ اس لیے اس کو معاش کی گراں باری سے سبکدوش کر دیا گیا ہے۔ یہ اسلام کا عورت پر بڑا احسان ہے کہ اس کی حیا اور نسوانیت کو برقرار رکھتا ہے۔ اس کی طبعی کمزوری کی پاسداری کرتا ہے اور اس کے فطری وظائف پر اسے بڑی قدر و احترام کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ شوہر کی خدمت کا بڑا اجر ہے۔ بچوں کی پرورش کا بے پناہ ثواب ہے۔ خدمت اور حسن سلوک میں ماں کا درجہ باپ سے تین گنا زیادہ قرار دیا گیا ہے۔

اس کے برعکس مغرب میں عورت کی ان نسوانی ذمہ داریوں کی کوئی قدر نہیں ہے۔ وہاں عورت ماں، بہن، بیٹی کی حیثیت سے عزت و احترام نہیں رکھتی۔ وہاں عورت صرف گرل فرینڈ ہے اور بس۔ لہٰذا عورت کا کام ہے کہ مرد کو لبھانے کے لیے آپ اپنے آپ کو ہر وقت دلکش اور جاذب نظر بنائے رکھے۔ اس لیے وہ اپنی کمائی کا زیادہ حصہ میک اپ کاسمیٹکس وغیرہ پر صرف کر دیتی ہے۔

پھر وہ اپنی فطری ذمہ داریوں سے بھی آزاد نہیں ہو سکتی۔ کمانا بھی اپنے لیے خود ہے بلکہ زیادہ تر بچے بھی اس کی ذمہ داری قرار پاتے ہیں۔ لہٰذا مغربی عورت کو عورتوں کے فطری وظائف بھی ادا کرنے پڑتے ہیں (کہ وہ ان سے کس طرح پیچھا چھڑا نہیں سکتی) اس طرح مغربی معاشرے میں عورت کی نزاکت اور طبعی کمزوری کے باوجود اسے ڈیڑھ گنا کام کرنا پڑتا ہے اور مرد صرف آدھا کام کرتا ہے۔ یعنی صرف اپنے لیے کماتا ہے۔ بیوی کا خرچ برداشت کرنے کو تیار نہیں۔ بیوی کے مسائل اور پریشانیوں میں اس کا حصہ دار نہیں بن پاتا۔ مغرب میں عورت درحقیقت مردانہ ہوس، جبر اور استحصال کے ہاتھوں اس قدر مجبور، بے بس اور بے کس ہو چکی ہے کہ وہ بے تابانہ اسلام کے دامانِ عافیت میں پناہ لے رہی ہے۔ دوسری طرف وہ مردوں کے شانہ بشانہ بھاگ کر تھک چکی ہے۔ اب وہ اپنے گھر میں واپس لوٹنے کی کوششیں کرتی پھر رہی ہے۔ مگر اب وقت ہاتھ سے نکل چکا ہے۔ اب صرف اور صرف اسلام ہی ہے جو مغربی عورت کو گھر بیٹھ کر اپنی نسوانی ذمہ داریاں ادا کرنے پر مسرور و مطمئن رکھ سکتا ہے اور اسے معاش کمانے کی گرانبار ذمہ داریوں سے بھی بچا سکتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغربی عورت کا شباب:

مغرب میں نوخیز عورت گرل فرینڈ بن کر بڑی مصروف زندگی گزارتی ہے۔ پندرہ سال کی عمر میں والدین خود بچوں کو تلقین کرتے ہیں کہ جاؤ کماؤ اور اپنے لیے زندگی خود بناؤ۔ جو لڑکی بوائے فرینڈ نہ بنائے اس کے والدین اس کے بارے میں پریشان ہونے لگتے ہیں۔ اس طرح لڑکی اپنی راہ خود متعین کرنے پر مجبور کر دی جاتی ہے۔ جنسی ہوس نا کی کا طوفان ایسا امڈتا ہے کہ حیا اور شرم اس میں بہہ نکلتے ہیں۔ پھر جب عمر تیں پینتیس سال کی ہونے لگتی ہے تو ایک آدھ بچہ پاس ہے اور وہ اس کی اور اپنی زندگی کے لیے کما رہی ہے۔ اس کا سارا حسن شباب ڈھل جاتا ہے۔ مرد اس سے صرف نظر کر لیتا ہے۔ اب مغربی عورت بیچ منجدھار کے تن تنہا رہ جاتی ہے۔ بالکل افسردہ پریشان، پشیمان، حیران، اب اس کی تنہائی کا چارہ ساز کون ہو۔

چنانچہ اس مایوسی اور افسردگی کے دور میں وہ کتے اور بلیوں سے مانوس ہونے لگتی ہے۔ سوشل ویلفیئر کے کام کرنے لگتی ہے۔ مثلاً ہسپتال میں نرس بن جانا کوئی رفاہی ادارہ کھولنا۔ ڈے کیئر سنٹر چلانا وغیرہ۔ جب آہستہ آہستہ قویٰ جواب دینے لگتے ہیں تو پھر دوست احباب بیٹا بیٹی اس ازکار رفتہ خاتون کو دارالضعفا (Old age center) میں چھوڑ جاتے ہیں۔ جہاں وہ اپنی زندگی کے آخری ایام انتہائی کسمپرسی میں گزارنے پر مجبور ہے۔ اس وقت ان کی سب سے بڑی خواہش یہی ہوتی ہے کہ ان کا کوئی بیٹا بیٹی ان کے پاس صرف چند لمحات گزار لے۔ ایسے بوڑھوں کی نگرانی حکومت کے ذمے ہوتی ہے اور وہ بوڑھوں کے دن منا منا کر اولاد کو اپنے بوڑھے والدین کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دلاتی رہتی ہے۔ مگر نقار خانے میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے۔ کیا اسی بوڑھی خاتون نے اپنی نوجوان بچی کو خود اپنے گھر سے باہر نہیں نکالا تھا کہ وہ جا کر اپنے لیے خود ہی کمائے اور خود ہی زندگی کا سامان پیدا کرے۔ اب وہ اسی کام میں مصروف ہے۔ اس کے پاس اس بوڑھی کھوسٹ والدہ کے لیے وقت کہاں سے آئے؟

مسلم عورت کا بڑھاپا:

مسلم عورت اپنی جوانی کا دور اولاد کی تربیت میں گزار دیتی ہے۔ جوانی کا وقت انتہائی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کڑا ہے اور مشقت طلب ہے۔ شوہر کی خدمت بچوں کی ولادت، تعلیم تربیت، گھرداری وغیرہ۔ یہ سارا وقت صبر ورضا کے ساتھ گزارنا پڑتا ہے اور جب اولاد جوان ہوتی ہے تو ماں ایک بار پھر جوان ہو جاتی ہے۔ بچوں کے اوپر کی گئی بھرپور محنت اپنا پھل لاتی ہے۔ اب اگرچہ عورت خود بوڑھی ہو چکی ہے۔ اس کے قویٰ کمزور ہو چکے ہیں مگر اس کے چھ سات بچے جوان ہیں۔ اس کا خاوند، بیٹے، بیٹیاں، پوتے، پوتیاں، نواسے، نواسیاں اور بہو، داماد سب اس بوڑھی خاتون کے مرتبہ ومقام سے واقف ہیں۔ وہ اس کے بوڑھے وجود کو اپنے لیے باعث برکت وسعادت سمجھتے ہیں۔ ہر کام میں اس کے پاس دعائے خیر کروانے کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔ اس کی خاطر خدمت، علاج معالجے میں کمی کوتاہی نہیں کرتے۔ اس کی ایک تکلیف پر سب اس پر جان قربان کرنے کو تیار ہیں۔ عورت اشارہ کرے، سب حسب توفیق اس کی خدمت میں حاضر ہیں۔

غور کیجیے: عورت کا شباب اور بڑھاپا اسلام میں محفوظ ومامون ہے یا مغربی تہذیب میں۔ یہ تو عرش اور فرش کا فرق ہے۔ یہ تو مشرق اور مغرب کا فرق ہے۔ عورت کی حیثیت کا دونوں تہذیبوں میں بعد المشرقین ہے سمجھ نہیں آتا مسلمان عورت مغربی عورت جیسے حقوق کا مطالبہ کر کے کیوں خود فریبی کا شکار ہو رہی ہے۔

گھر کا ادارہ:

ماں بڑا دلکش لفظ ہے۔ ماں گھر میں ہے تو گھر کی دل کشی قائم ہے۔ بلکہ عورت گھر میں ہے تو گھر وہ پُر بہار گلستان ہے۔ جہاں شوہر کی خدمت بچوں کی تربیت، بیماروں کی بیمار پرسی اور علاج معالجہ اور آنے والے مہمانوں کی مہمان نوازی سب کی خاطر خدمت ہو رہی ہے۔ اور عورت گھر میں نہیں ہے تو گھر صرف ہوٹل بن کر رہ جاتا ہے۔ جہاں مرد بھی آ کر رات گزار لیتا ہے۔ اور عورت جب ملازمت سے آتی ہے۔ وہ بھی اپنا وقت پاس کر لیتی ہے۔ گھر کی دلکشی اور جاذبیت بالکل ختم ہو کر رہ جاتی ہے۔ ہمارے ہاں ایک مشہور محاورہ ہے کہ: میکے تو ماؤں کے دم قدم سے ہی ہوتے ہیں، مائیں نہ رہیں تو میکہ ختم ہو کر رہ جاتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعمیر معاشرہ:

معاشرہ کی بنیادی اکائی گھر ہے کیونکہ معاشرہ تو گھر سے ہی بنتا ہے۔ اگر گھر ہی برباد ہو جائے تو معاشرہ کیسے تشکیل پائے گا؟ جب عورتیں اپنی بیرون خانہ ذمہ داریاں ادا کرنے کے لیے نکل کھڑی ہوں اور گھر اجڑ کر رہ جائیں تو معاشرہ کیسے تعمیر ہوگا؟ معاشرے کی تعمیر تو تبھی ممکن ہے کہ ہر فرد اپنی جگہ اپنی ذمہ داری کما حقہ ادا کرے۔ عورت کی فطرت، ساخت، افتادِ طبع اور نفسیات تو اس سے مطالبہ کر رہی ہے کہ وہ گھر کو وہ اپنی جملہ سرگرمیوں کا مرکز ومحور بنائے اور مرد باہر کے سارے کام کرے۔ عورت گھر میں رہے گی تو بچوں کی صحیح تعلیم ہوگی۔ ان کی صحیح تربیت ہوگی۔ ان کو اچھے برے کا شعور دیا جاسکے گا۔ حلال وحرام کے ضابطے ان کو بتائے جاسکیں گے۔ ان کو صحیح مسلمان اور ذمہ دار شہری بنایا جاسکے گا۔ ان کے بجائے عورت پل بنانے، سڑکیں تعمیر کرنے، کسی فیکٹری میں جوتے بنانے کے لیے نکل کھڑی ہو، تو اس معصوم بچے کی، جو گھر میں ماں کی دیکھ بھال سے محروم ہے اور آیا کی نگرانی میں ہے۔ پھولنے پھلنے والے بچوں میں راہ و رسم شہبازی کیسے پیدا ہوگی، وہ مسلمان شاہین کیسے بنیں گے۔ گھروں میں مردوں کو سکون نہیں ملے گا تو وہ اپنے کسب معاش کے فرائض صحیح طرح انجام نہیں دے سکیں گے۔ نتیجہ یہ کہ معاشرے میں بگاڑ، کرپشن اور جرائم کا دور دورہ ہوگا۔ معاشرہ ابتری اور انارکی کا شکار ہوگا۔ کسی کی جان و مال عزت آبرو محفوظ نہ رہے گی، تو انجام کار عورت کو ہر جگہ 50 فیصد یا 33 فیصد نمائندگی دینے سے معاشرہ ترقی کرے گا یا تنزل کا شکار ہوگا۔ البتہ خاندانی نظام کی تباہی ضرور ہوگی، بے پردگی فحاشی اور عریانی میں ضرور اضافہ ہوگا۔ اس طرح اسلامی و اخلاقی اقدار ضرور پامال ہوں گی۔

سوال یہ ہے کہ مغرب جیسی مادر پدر آزادی عورت کو دینے سے:

1- معاشرے میں حیا کس حد تک پامال ہوئی۔ جنسی ہوس ناکی کے تباہ کن مسائل نے عورتوں کو پریشان کیا۔ معاشرے میں کتنی جنسی دبائیں پھوٹیں۔ ایڈز کا مرض خطرناک حد تک کیوں اور کیسے بڑھا؟؟

2- مغرب نے عورت کا استحصال کس طرح کیا؟؟ وہ اپنے گھر کی محفوظ پناہ گاہ سے محروم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی۔شوہر سے اور بچوں سے محروم ہوئی۔اس کی بے بسی اور بے کسی کی انتہاء یہ ہے کہ سخت سردی کے باوجود وہ مرد کی خاطر ننگی پنڈلیاں ننگے بازو اور ننگے گلے رکھنے پر مجبور ہے۔یہ نیم برہنگی مرد کی نظر میں دلکش بننے کے لیے اس کی مجبوری بن چکی ہے۔جبکہ خود مرد سرتاپا زیادہ سے زیادہ کپڑوں میں ملبوس گرم رہتا ہے۔

3- مغرب میں عورت کو دورانِ ملازمت کبھی ذمہ دار عہدے نہیں دیئے گئے۔آج تک امریکہ کی صدر کوئی خاتون کیوں نہیں بن سکی۔فوج میں بھی اس کو ذمہ دار عہدہ کیوں نہیں دیا گیا؟؟

4- ایک کام مرد کرے تو اس کا معاوضہ زیادہ مگر اسی کام کا معاوضہ عورت کو کم ملتا ہے۔اس فرق کا مغرب کے پاس کیا جواز ہے؟

مغربی مساوات مردوزن کا نعرہ، دراصل بربادی نسواں کی مہم ہے۔ یہ عورت بگاڑ تحریک ہے۔اب عورت اپنے حقوق کا مطالبہ کرتے کرتے اس حد تک آگے بڑھ گئی ہے کہ مرد اور عورت میں کشمکش شدید ہو چکی ہے۔کیا یہ کشمکش تمدن کی انتہائی تباہی کی نقیب نہیں بن رہی؟

خود پاکستان کا معاملہ بہت زیادہ دگرگوں ہو چکا ہے۔قیام پاکستان سے پہلے خواتین کے پاس اعلیٰ تعلیمی ڈگریاں نہیں تھیں۔مگر ان کے پاس اعلیٰ اخلاقی اقدار، شرم و حیا بچوں سے محبت و شفقت اور شوہر کی وفاداری جیسی خوبیاں موجود تھیں۔ان کی تربیت نے وہ بچے جنم دیئے جنھوں نے قیام پاکستان جیسے ناممکن کام کو ممکن کر دکھایا۔مگر عالمی یومِ خواتین منانے کے بعد مائیں اپنے اس کردار کو کیوں فراموش کر بیٹھیں۔اب اگلی نسل جاہ و مال کی محبت سے باہر ہی نہیں نکل رہی۔دوسری طرف شرم و حیا کا جنازہ نکل چکا۔بے حیائی اور عریانی خودرو پودوں کی طرح بڑھتی ہی چلی جاتی ہے؟

اب کچھ سوال پیش خدمت ہیں ان پاکستانی بہنوں سے، جو اس مغربی مساوات مردوزن کو من وعن اپنے ہاں رائج کرنا چاہتی ہیں:

ہماری بہنیں یہ حقوق کس سے طلب کر رہی ہیں؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا شوہر سے؟

جس کو عورت اپنا سرتاج کہتی ہے۔ اپنے لیے ٹھنڈی چھاؤں سمجھتی ہے اس کی درازیٔ عمر کے لیے دعا کرتی ہے اور اگر کوئی عورت بیوہ ہو جائے تو سب سمجھتے ہیں کہ یہ خاتون کے لیے بہت کڑا مرحلہ ہے سب مل کر اس کو حوصلہ تسلی دیتے ہیں۔

یا باپ سے؟

باپ سے حقوق مانگے جا رہے ہیں۔ جو بیٹی کو اپنے لیے باعث رحمت و برکت سمجھتا ہے۔ اس سے بے انتہا پیار کرتا ہے۔ اس کے لیے کماتا اور محنت کرتا ہے اور بیٹی خود ہر وقت اپنے والد کی صحت وعافیت کی دعا مانگتی ہے۔

یا پھر بھائی سے؟

جس کو دیکھ دیکھ کر بہن جیتی ہے۔ اس کی بلائیں لیتی ہے اور اس پر واری قربان ہوتی ہے اور یہ بھائی اپنی بہن کی عزت کا رکھوالا اور امین کہلاتا ہے۔

یا بیٹے سے؟

جس کو پہلے ہی شریعت نے باپ کے مقابلے میں تین گنا زیادہ ماں کی خدمت کرنے کی تلقین کی ہے۔ جو ماں کی خدمت کر کے ہی کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ اس کی جنت ہی ماں کے پاؤں تلے قرار دی گئی ہے۔ وہ اپنی جگہ ولی وقت ہے۔ عالم ہے یا بادشاہ ہے۔ بہرصورت اپنی ماں کو راضی کرے گا تو اللہ سے راضی ہوگا وگرنہ اللہ اس سے ناراض رہے گا۔

”اسلامی معاشرے میں تصادم نہیں بلکہ باہمی تعاون اصل بنیاد ہے“

یہاں تصادم نہیں بلکہ باہمی تعاون ہے۔ اسلام کا حکم تو یہ ہے۔ ”مومن مرد اور مومن عوتیں یہ سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔ نماز قائم کرتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ و رسول کی اطاعت کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کی رحمت نازل ہو کر رہے گی۔ یقیناً اللہ تعالیٰ غالب اور حکیم ہے (التوبہ:۷۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام میں مرد، عورت دونوں پر ذمہ داریاں ڈالی گئی ہیں یہاں مرد و عورت میں کوئی کشمکش نہیں۔ حقوق چھین کر نہیں لینے پڑتے۔ یہاں خیر خواہی اور باہمی تعاون ہے۔ مرد اور عورت اپنے اپنے دائرے میں اپنی اپنی ذمہ داریاں ادا کر رہے ہیں۔ جس سے دوسروں کے حقوق خود بخود ادا ہو رہے ہیں۔ یہ کشیدگی اور باہم کشمکش تو صرف مغربی تہذیب کا خاصا ہے۔ پھر مرد عورت کا یہ باہمی تعاون اپنے اپنے دائرہ کار کے اندر رہ کر ہے وگرنہ مرد کے لیے عورت کی مشابہت اور عورت کے لیے مرد کی مشابہت ممنوع ہے۔

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ عورت ماں بن کر معاشرے کی جتنی خدمت کر سکتی ہے باپ بن کر نہیں کر سکتی۔ خاتون بن کر وہ جتنا فائدہ پہنچا سکتی ہے فوج یا تھانے میں ملازمت کر کے وہ رول ادا نہیں کر سکتی۔

آج بھی موجود پاکستانی معاشرے میں نوے فیصد عورتیں اپنے خانگی فرائض برضا اور غبت انجام دے رہی ہیں۔ وہ گھروں میں انسانی نسل کو پروان چڑھانے کے ساتھ ساتھ معاشی میدان میں بھی حتی الوسع اپنے شوہر کا ہاتھ بٹا رہی ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ خواتین عالمی دن منا کر آخر مردوں کو کیا پیغام دینا چاہتی ہیں۔ اگر تو آپ مردوں کو اس بات کی طرف مائل کر دیں کہ ہمارے معاشرے میں ہندوانہ تہذیب کے تحت عور کی قدر و منزلت میں کمی واقع ہو گئی ہے، اس کو دور کیا جائے اور اس کو وہ حقوق دلوانے کی بھرپور جدوجہد کی جائے جو خود اسلام نے عطا کیے ہیں جہیز کے خلاف مہم چلائیں وراثت میں اس کا حق دلائیں۔ خواتین یونیورسٹیاں قائم کروائیں۔ تو یہ فی الواقع آپ کی بہت بڑی قومی خدمت ہوگی۔ عورت کو گھر میں ذہنی سکون و اطمینان ملے گا تو معاشرے میں بھی خود بخود امن و چین قائم ہو جائے گا اور جرائم میں بھی بہت حد تک کمی واقع ہو جائے گی۔

حقوق نسواں کے علمبرداروں سے ہمارا ایک سوال ہے کہ تحفظ نسواں ایکٹ سے عورتوں کو کتنا تحفظ ملا؟ کیا آپ نے اخباروں کی پیش کی ہوئی یہ رپورٹ نہیں دیکھی کہ سال 2008ء میں عورتوں کے لیے 26 نئے دارالامان کے قیام کا اعلان کیا گیا......؟ کیا یہی تحفظ کے نعروں کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقت ہے کہ گھروں میں بیٹھی ہوئی پرسکون بہو بیٹیوں کو ورغلا کر باہر نکالو اور پھر ان کو تحفظ دینے کے لیے دارالامان کھلواتے چلے جاؤ۔ اس کے بجائے کشمیر، فلسطین، ہندوستان اور افغانستان عراق میں تباہ و برباد ہونے والی مظلوم مسلم خواتین کی حالت زار کی طرف توجہ دیں۔ سوات اور فاٹا کی قبائلی خواتین کی خبر لیں۔ ان کو نذر آتش کیا جا رہا ہے۔ لاکھوں خواتین کو بیوہ اور ان کے بچوں کو یتیم بنایا جا رہا ہے۔ سنگین کی نوک پر ان کے دامن عصمت تار تار کیے جا رہے ہیں۔ سالہا سال سے جاری مظالم کے بارے میں آخر لوگ کیوں گنگ ہو جاتے ہیں اور کیوں اندھے اور بہرے بن جاتے ہیں۔ ان مظلوم خواتین کے بارے میں مذاکرے اور مباحثے، کنونشن منعقد ہونے چاہئیں۔ ان کے بارے میں چھائی ہوئی بے حسی کو دور ہونا چاہیے۔ عافیہ صدیقی جیسی عصمت مآب بیٹیوں کو امریکی قید سے چھڑانا چاہیے۔

تب تو یومِ خواتین منانے کا واقعی فائدہ ہوگا۔ وگرنہ فضول رسمی بے فائدہ کارروائیاں کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

اب کچھ سوال خود اہلِ مغرب سے:

جو ہر وقت عورت کے حوالے سے اسلام پر تابڑ توڑ حملے اور اعتراضات کرتے رہتے ہیں۔

☆ تم صرف دن منانا ہی جانتے ہو اور منشور تیار کرنا ہی جانتے ہو، مگر درحقیقت تم کسی کا حق ادا کرنے کے عادی نہیں ہو۔ عالمی یومِ خواتین منا کر تم عورتوں کے استحصال پر کیوں تلے ہوئے ہو؟ مسلم خواتین کو کیوں زبردستی بگاڑنا چاہتے ہو؟

☆ تم کیسے شوہر ہو کہ اپنی بیوی سے کہتے ہو کہ میں تو صرف اپنے لیے کما سکتا ہوں۔ تمہیں اپنے لیے خود ہی کمانا ہوگا۔ بلکہ بچوں کے لیے بھی تم خود ہی کماؤ گی۔

تم کیسے باپ ہو اپنی نوخیز بیٹیوں کو خود گھر سے نکال دیتے ہو کہ جاؤ اپنے لیے خود ہی کماؤ اور اپنے شادی بیاہ کے معاملات بھی خود ہی سنبھالو۔

تم کیسی بیویاں ہو کہ شوہر کی خدمت یا اس کی رضاجوئی کی کوئی خواہش تمہارے اندر نہیں پائی جاتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تم کیسی مائیں ہو کہ اپنے بچوں کو تالے لگا کر خود کبھی کمانے کے لیے اور کبھی داد عیش دینے کے لیے نکل کھڑی ہوتی ہو؟ حتیٰ کہ معصوم تمہارا انتظار کرتے کرتے اگلے جہاں پہنچ جاتے ہیں۔

تم کیسی بیٹیاں ہو جو ماں باپ کی خدمت اور اطاعت کو اپنے لیے وبال جان سمجھتی ہو؟ کیا یہ چہرہ روشن، اندرون چنگیز سے تاریک تر والی بات نہیں ہے؟

1- عورت کو اصل حقوق کس نے دیئے؟

عورت کی شرم وحیا کو برسرِ عام نیلام کرنے والو! عورتوں کو سامانِ تجارت بنانے والو! اس کا بدترین استحصال کرنے والو!...... اس کو پاؤں کی جوتی قرار دینے والو! اسے گناہ کی جڑ، ''شیطان کی آمد کا دروازہ'' اور ''ازلی گناہگار'' قرار دینے والو! ذرا یہ تو بتاؤ:

1- عورت کے لیے مرد کے برابر کے حقوق کا اعلان کس نے کیا؟ **وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ** (البقرہ) کا تحفہ کس نے دیا؟

2- ماں کی حیثیت سے ماں کا درجہ باپ سے تین گنا زیادہ کس نے قرار دیا......؟

3- عورت کی پیدائش کو ''اللہ کی رحمت'' کس نے قرار دیا؟

4- دو بیٹیوں یا بہنوں کی پرورش اور حسنِ تربیت کو جنت میں داخلے کا سبب کس نے قرار دیا؟

5- لڑکی اور لڑکے کی پرورش میں فرق نہ کرنے کی تلقین کس نے فرمائی......؟

6- نیک اور صالح بیوی کو ''دنیا کی بہترین متاع'' کس نے قرار دیا......؟

7- عورت کو تعلیم کا حق، وراثت کا حق، ملکیت کا حق، پسند کی شادی کا حق اور معاشی تحفظ کا حق کس نے دیا؟

8- گھر کے نظم میں مرد کو ایک حصہ زیادہ دے کر عورت کو معاشرتی تحفظ کس نے دیا؟

9- عورت کو اپنے شوہر کی وزیر مشیر اور اپنے گھر کی ملکہ کس دین نے قرار دیا؟

10- مردوں کے ظلم وستم سے عورت کو محفوظ رکھنے کے لیے لامحدود طلاقوں کا سلسلہ کس نے محدود کیا...... لامحدود شادیوں کا سلسلہ کس دین نے 4 تک محدود کیا اور ساتھ عدل کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کڑی شرط لگا دی...... وگرنہ پھر ایک بیوی کے ساتھ گزارا کرنے کی تلقین کس نے فرمائی؟

11- طلاق یافتہ اور بیوہ خاتون کو نکاحِ ثانی کا حق دے کر کس نے عورت کو زندہ درگور ہونے سے بچالیا؟

12- عورت کو اپنی شرم وحیا کے تحفظ پر جنت کی ضمانت کس نے دی؟ اور اس کے اوپر جھوٹا الزام لگانے والوں کو اسّی کوڑوں کی سزا کس نے سنائی؟

13- عورت کو معاش کی ذمہ داریوں سے کس نے بچایا اور اس کی نسوانی خدمات کو بنظرِ تحسین کس نے دیکھا......

14- ماں کی نافرمانی کو کس دین نے حرام قرار دے کر اس کے بڑھاپے کو حسن ووقار بخشا؟

2-ماؤں کا عالمی دن:

اس طرح یو۔این نے ماؤں کا عالمی دن منانے کا 14 مئی کو اعلان کر رکھا ہے۔قدیم ایرانی ورومی قومیں اپنے بتوں کی ''ماں'' کا تہوار منایا کرتی تھیں۔عیسائیوں نے ان کی دیکھا دیکھی حضرت مریم علیہ السلام کا دن منانا شروع کر دیا۔حضرت مریمؑ سے اپنی عقیدت ومحبت کا اظہار کرنے کے لیے یہ دن منایا جاتا تھا۔اس دن چرچ میں خصوصی عبادت کی جاتی۔

اس دن کا تعین کرنے کا طریقہ یہ ہے۔کہ ہر سال ایسٹر کے بعد کے 40 دنوں میں آنے والے آخری اتوار کو حضرت مریم کا دن منایا جاتا ہے تو یہی دن ماؤں کا عالمی دن بھی قرار پایا۔مثلاً 2009ء میں یہ دن 10 مئی (بروز اتوار) منایا گیا تھا) اور کبھی یہ دن 14 مئی بن جاتا ہے۔

پھر ان کی دیکھا دیکھی عام ماؤں کے لیے بھی سولہویں صدی سے اس دن کا انعقاد کیا جانے لگا تا کہ اس دن بچے اپنی ماؤں کے ساتھ عقیدت ومحبت کا اظہار کریں۔ان کے نام کا کیک کاٹیں ان کو پھول اور تحفے ارسال کریں۔ان کی عظمت کے گیت گائیں۔ان کو محبت بھرے پیغامات ارسال کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

3- باپوں کا عالمی دن:

اسی طرح ''فادرز ڈے'' کا معاملہ ہے۔ یہ باپوں کا عالمی دن ہے جو 15 جون کو منایا جاتا ہے تاکہ اس دن اولڈ ہاؤس میں جا کر بوڑھے باپ کو اپنی شکل دکھا دی جائے۔ آگے پیچھے تو اپنی اپنی مصروفیت میں اولاد اتنی الجھی ہوتی ہے کہ باپ کا پتہ ہی نہیں ہوتا تو لگے ہاتھوں باپ کے عالمی دن کے موقع پر باپ کی عظمت کے گیت گا کر اس کے نام کا کیک کاٹ لیا جائے اور وہ باپ کے ساتھ اولڈ ہاؤس میں بیٹھ کر کھا لیا جائے یا پھر اس کو پھول، تحفے اور محبت بھرے پیغام ارسال کر کے یاد کر لیا جائے۔

4- خاندان کا عالمی دن:

15 مئی کو منایا جاتا ہے۔

5- بزرگوں کا عالمی دن:

12 اکتوبر کو منایا جاتا ہے تاکہ اس دن قوم کے بزرگوں کی حوصلہ افزائی ہو سکے۔

6- بچوں کا عالمی:

20 نومبر کو منایا جاتا ہے۔ اپنی شرح آبادی میں مسلسل ہونے والی کمی کا احساس کا مارا ہوا یورپ اور امریکہ اب بچوں کے عالمی دن 20 نومبر کو منا کر بچوں کی شرح پیدائش میں افزائش کے لیے بڑے بڑے انعامات کا تقرر کرتے ہیں۔ والدین یا اکیلی والدہ کو اپنے موجود بچے کے حقوق کا تحفظ کرنے کے لیے بڑی مراعات دی جاتی ہیں مغرب حرامی بچوں کو بھی اپنی مجبوری کے تحت، بڑی خوشی سے قبول کرتا ہے۔ ان کی خاطر بڑے بڑے Day Care Center کھلے ہوئے ہیں مگر اس سب کے باوجود عملاً صورت حال یہ ہے کہ اکیلی ماں کو بچہ پالنا پڑتا ہے۔ (طلاق کے باعث یا بوائے فرینڈ کے چھوڑ کر چلے جانے کے باعث وہ اکیلی اس کو پالنے پر مجبور ہے)۔ ساتھ اپنی ملازمت کو بھی چلانا پڑتا ہے۔ لہٰذا بچوں کو گھروں میں تالے لگا کر ملازمت کے لیے نکل جاتی ہیں اور بچے اکیلے پڑے سسکتے رہتے ہیں۔ یہ تنہائی کا شکار بچے جرائم اور تشدد سیکھتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی ہیں اور ان کا شکار بھی ہوتے ہیں۔ پھر غریب ماں باپ اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں سے محنت اور مشقت کرواتے ہیں تاکہ وہ اپنے چھوٹے چھوٹے بہن بھائیوں کا پیٹ پال سکیں۔ اس طرح بچپن میں بجائے کتابیں اور بستہ پکڑنے کے وہ بھٹہ پر، فرموں میں، کارخانوں میں، گھروں میں کام کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ لہٰذا بچوں کی مشقت کے خلاف عالمی دن 12 جون 2009ء کو منایا جاتا ہے۔ (یہ عجیب بات ہے کہ تقریباً ایسے تمام دن اتوار ہی کے روز منائے جاتے ہیں) چنانچہ بچوں کی مشقت کے خلاف محترم سعید اعوان صاحب انچارج چائلڈ لیبر یونٹ محکمہ محنت پنجاب کا ایک مراسلہ ملاحظہ فرمائیں جو 12 جون 2009ء کو روزنامہ نوائے وقت پاکستان میں ایڈیٹر کی ڈاک میں چھپا ہے۔

بچوں کی مشقت کے خلاف عالمی دن

مکرمی! ہر سال کی طرح اس مرتبہ بھی عالمی ادارہ محنت یعنی آئی ایل او کی اپیل پر بچوں کی مشقت کے خلاف عالمی دن آج 12 جون 2009ء کو منایا جا رہا ہے۔ اس سال اس دن کو بچیوں کی مشقت کے ذریعے ان کے استحصال پر توجہ مرکوز کی جا رہی ہے۔ آئی ایل او کے اندازے کے مطابق دنیا بھر میں 10 کروڑ سے زائد بچیاں مشقت کر رہی ہیں۔ ان میں سے اکثر بچیاں لڑکوں جیسے کام کر رہی ہوتی ہیں لیکن ان کو زیادہ خطرات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ عدمِ تحفظ کا ہر وقت احساس اور ملک مردوں کی چھیڑ چھاڑ بھی ساتھ موجود ہوتی ہے۔

اسلام اور عالمی یومِ خاندان:

مسلم معاشرے میں مرد سربراہِ خاندان ہے۔ عورت اس کی مشیر وزیر ہے۔ گھر کے سارے کام ان دونوں نے مل کر انجام دینے ہوتے ہیں۔ لہٰذا کچھ ذمہ داریاں مرد کے حصے میں آتی ہیں، کچھ عورت کے حصے میں، مرد فطری طور پر مضبوط جسم والا اور قوت فیصلہ کا مالک ہوتا ہے جبکہ عورت نرم مزاج، شفقت و محبت کرنے والی۔ اس کو گود میں نئی نسل پروان چڑھتی ہے۔ لہٰذا وہی بچوں کی ماں، ان کی پرورش و تربیت کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ لہٰذا گھر کے اندر کے سارے کام عورت کرتی ہے اور گھر سے باہر کی تمام ذمہ داریاں مرد ادا کرتا ہے۔ نیز وہ اپنے بیوی بچوں کے لیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حلال روزی کما کر لاتا ہے جس سے گھر کے اخراجات چلتے ہیں۔ گویا گھر بھر کی معاشی ذمہ داری مرد کے ذمے اور گھر کے اندر افرادِ خانہ کی خدمت اور خانہ داری عورت کے ذمے ہوتی ہے۔ یہ گھر کے امور کو انجام دینے کی ایک فطری ترتیب و تنظیم ہے۔ جو خود مالکِ کائنات نے قائم کی ہے۔ جب تک گھروں میں یہ تقسیم کار قائم رہتی ہے۔ گھر خوش اسلوبی سے چلتا رہتا ہے اور جوں ہی مرد کمانے میں کمی کوتاہی کرتا ہے یا عورت مزید آسائشوں کے حصول کے لیے ملازمت شروع کر لیتی ہے گھر کا انتظام درہم برہم ہونے لگتا ہے اور پھر خاندان برباد ہو کر رہ جاتا ہے۔ چنانچہ مغرب میں یہی کچھ ہوا۔ ہر عورت کو کمانے کے لیے جب گھر سے نکلنا پڑا تو بے شمار مسائل اٹھ کھڑے ہوئے کیونکہ خاندان ویران ہو چکا تھا۔

اب 15 مئی کو عالمی یومِ خاندان منایا جاتا ہے جبکہ مغرب میں خاندانی نظام کا جنازہ نکل چکا ہے۔ 15 مئی 2004ء کے روزنامہ جنگ کے مطابق ان مغربی ممالک میں طلاق کی شرح 50% ہو رہی ہے۔ امریکہ فرانس اور برطانیہ میں خاندانی نظام بیکار ہو چکا ہے۔ سکنڈے نیوین ممالک صرف 50% بچے اپنی ماں کی نگرانی میں پرورش پا رہے ہیں جبکہ ناجائز بچوں کی شرح 75% تک پہنچ چکی ہے۔ جو ''لیگل فادر'' کے نام کو ترس رہے ہیں۔

ہمیں اللہ آگاہ فرماتا ہے کہ یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ کبھی تم سے راضی نہ ہوں گے جب تک تم ان جیسے نہ ہو جاؤ مگر ہم تو ان سے بھی آگے بڑھنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ حقوق انسانی کے نام پر حدود و قوانین کو ہی ختم کر ڈالا۔ تاکہ یہاں کوئی حدود و قیود نہ رہیں اور مغربی تہذیب بآسانی ہمارے گھروں اور خاندانی نظام کو تباہ کر سکے۔ اب ہمیں پھر ''خاندان بچاؤ مہم'' منانے کی ضرورت پیش آ رہی ہے۔

نتیجہ یہ کہ خاندان کا پورا یونٹ ہی برباد ہو گیا۔ بچوں کا الگ عالمی دن منانا پڑا۔ بزرگوں کا الگ، ماؤں کا الگ، باپوں کا الگ، عالمی یومِ خواتین الگ منایا گیا اور آبادی کا عالمی یوم الگ منانا پڑا...... حالانکہ اگر خاندان کا یونٹ قائم ہو جس میں باپ کو، ماں کو، بزرگوں کو، بچوں کو سب کو اپنے اپنے حقوق مل رہے ہوں۔ سب ایک دوسرے کے فرائض ادا کر رہے ہیں۔ نسل کی افزائش

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی ہوتی رہے، ان کی تربیت، پرورش، خوراک، روزی، تعلیم اور صحت کے مسائل بھی چلتے رہیں۔ بزرگوں کی خدمت جاری رہے، باپ کی عظمت برقرار رہے، بچوں کو ان کے حقوق محبت و شفقت سے ملتے رہیں اور مائیں اپنے حقوق سے بہرہ یاب ہوتی رہیں......تو پھر یہ ایام منانے کی ضرورت کیوں پیش آئے؟

ان ایام کو منانے کی ضرورت تو مغرب کو ہے، مسلمانوں کو کیا افتاد آپڑی ہے کہ وہ یو۔ این۔ او کے ایجنڈے کو کامیاب بنانے کے لیے اپنے اپنے ملکوں میں ان ایام کو منانے کا ڈھونگ رچائیں......ان ایام کو منانے کی بے شمار قباحتیں ہیں مثلاً

1- اللہ و رسولؐ کے احکامات پر یو۔ این۔ او کے ایجنڈے کو بالادستی دینے کا معاملہ ہے۔ یہ دراصل عالمی کفر کے ایجنڈے کی اطاعت ہے۔ لہٰذا ان ایام کو منانا دراصل اللہ و رسولؐ پر ایمان سے دستبردار ہونا ہے۔ لہٰذا ممنوع ہے۔

2- یہ تشبیہ بالکفار بھی ہے۔

3- اسلام نے خاندان کے یونٹ میں سب پر حقوق و فرائض کا یقینی تحفظ مہیا کر دیا ہے۔ مثلاً ارشاد نبویؐ ہے: لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا (ترمذی) وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کا احترام نہیں کرتا۔

آپؐ نے مزید فرمایا: ''جو نوجوان کسی بوڑھے انسان کی اس کے عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے عزت کرتا ہے تو اللہ پاک اس کے عمر رسیدہ ہونے کے وقت ایسے شخص کو مقرر فرمائے گا جو اس کی عزت کرے گا۔'' (ترمذی)

آپؐ نے فرمایا: اللہ اس پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ (بخاری و مسلم)

قرآن نے فرمایا: ''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو (دوزخ) کی آگ سے (التحریم:٦) نبی کریم کا ارشاد ہے: والد اپنی اولاد کو حسن تربیت سے بڑھ کر کوئی اچھا تحفہ نہیں دیتا۔ (صحیح مسلم ترمذی) آپؐ نے فرمایا جو شخص تین بیٹیوں یا تین بہنوں کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرورش کرتا ہے۔ ان کی اچھی تربیت کرتا اور ان پر شفقت کرتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو خود کفیل کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت واجب کر دیتا ہے۔ ایک شخص نے دریافت کیا۔ ''کیا دو بھی'' آپؐ نے فرمایا ''ہاں دو بھی'' یہاں تک کہ اگر وہ کہہ دیتا ''کیا ایک بچی بھی تو آپؐ ایک بھی کہہ دیتے۔

رہی فادرز ڈے کی بات جو 15 جون کو منایا جاتا ہے۔ مسلمانوں کو تو ہر وقت باپ کی مکمل طور پر فرمانبرداری کرنے کا حکم ہے اور اس کو ناراض کرنے سے حتی الامکان بچنا لازم قرار دیا گیا ہے۔ والدین کی فرمانبرداری اور خدمت اور ان سے حسن سلوک کرنے اور ان کے لیے دعائے خیر کرنے کا حکم قرآن پاک میں 12 مرتبہ دیا گیا ہے۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا: والدین کے نافرمان کو موت سے پہلے دنیا کی زندگی میں ہی عذاب میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔ (بیہقی فی شعب الایمان بحوالہ مشکوٰۃ:4945)

کہیں فرمایا اللہ کی رضا باپ کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔ (ترمذی) کہیں ارشاد ہوا کہ تیرے ماں باپ ہی تیری جنت اور تیری دوزخ ہیں۔ (ابن ماجہ بحوالہ مشکوٰۃ: 4941)

ایک بوڑھے باپ کی شکایت پر نبی اکرمؐ نے اس کے جوان بیٹے کو باپ کے حوالے کر دیا اور فرمایا أَنْتَ وَمَالُكَ لِوَالِدِكَ تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔ (ابوداؤد بحوالہ مشکوٰۃ:3354)

آپ نے فرمایا بڑے بڑے گناہ یہ ہیں، اللہ کا شریک بنانا، والدین سے بدسلوکی کرنا، ناحق قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔ (صحیح بخاری)

جب باپ کے لیے اتنے بے شمار حقوق خود شریعت نے صبح شام رات دن غرض ہمیشہ کے لیے کر دیئے ہیں۔ تو سال کے صرف ایک دن فادرز ڈے کی کیا ضرورت رہی۔ لہٰذا ازروئے اسلام ان دنوں کو منانے کی نہ ضرورت ہے نہ ہمیں اس کی اجازت ہے۔

مختلف ایام منانے والو! تسلیم کر لو کہ بہترین انسانی حقوق دینے والا اسلام ہی ہے۔ اسلام نے ہر طبقے کو جملہ حقوق 1430 سال پہلے سے عطا فرما دیئے ہیں۔ اقرار کر لو کہ ہر طبقہ کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محسن اسلام ہے۔ اب آپ صرف اسے ہی حرزِ جان بنائیے۔ اسلام کے دیئے ہوئے حقوق کو اپنے گھر اور خاندان کے ہر شخص کے لیے کافی وشافی سمجھتے ہوئے اسی کے دامانِ عاطفت میں پناہ لیجیے۔

یاد رکھیے کہ ہر انسانی طبقہ کے لیے سال میں صرف ایک دن منا کر کسی کے حقوق نہیں ادا کیے جاسکتے۔ یہ تو آپ کو سال کے بارہ ماہ، ہر گھڑی اور ہر ساعت میں ادا کرنے ہیں۔ ہر مرد کو ادا کرنے ہیں، ہر عورت کو ادا کرنے ہیں، بچوں کو بڑوں کے سامنے عاجز اور فرمانبردار بن کر رہنا ہے۔ بڑوں کو بچوں کے ساتھ شفقت، محبت، رحم اور ہمدردی کا رویہ اختیار کرنا ہے۔ یہاں نانا/نانی، دادا/دادی ردّی کی ٹوکری میں پھینکنے، گھر کے پچھواڑے ان کی چارپائی بچھا دینے یا اولڈ ہاؤس میں بھیجنے کی چیز نہیں بلکہ وہ اپنے گھر اور معاشرے کے معزز اور محترم ترین لوگ ہیں۔ گھر اور خاندان کا ہر شخص ان کی خدمت کرنا، ان کا علاج معالجہ کرنا، سر میں تیل ڈالنا، بازو، ٹانگیں، کمر وغیرہ دبانا۔ ان کے لیے نرم اور قابل ہضم غذا کا بندوبست کرنا اپنی آخرت میں نجات کا وسیلہ اور دنیا میں عزت وسرخروئی کا باعث گردانتے ہیں۔ ہر بڑا چھوٹا، بچہ جوان، مرد عورت ان بزرگوں کی برکت اور عظمت سے آشنا، ان کی خدمت میں حاضر ہوکر ان سے دعائیں کرواتے ہیں۔ وہ دل کی گہرائیوں سے ان کی دعاؤں کو اپنی دنیاوآخرت کی ہر کامیابی کا وسیلہ سمجھتے ہیں...... کہاں ایک دن سال میں اپنے بوڑھے باپ یا بوڑھی ماں کو اپنی شکل چند گھڑیوں کے لیے دکھانا اور کہاں پورا وقت ماں باپ کی خدمت میں دست بستہ حاضر رہنا۔ ان سے دعا کی درخواست کرنا، ان کی خدمت کو دنیاوآخرت کی کامیابی کا وسیلہ جاننا، سچ ہے پتھر کو ہیروں سے کیا نسبت، خاک کو عالمِ بالا سے کیا نسبت دونوں کا فرق دراصل مشرق ومغرب کا فرق ہے۔ اب یہ آپ کا انتخاب ہے چاہے آپ عالمِ خاک کو اختیار کریں، چاہے عالمِ بالا کے مسند نشین بن جائیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ہفتم

اپریل فول

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مَا یَخۡدَعُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡفُسَھُمۡ وَمَا یَشۡعُرُوۡنَ (البقرہ:۹)

دراصل وہ خود اپنے آپ کو ہی دھوکہ میں ڈال رہے ہیں اور انہیں اس کا شعور نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ہفتم

اپریل فول

1۔ اپریل فول کا آغاز کیسے ہوا......؟

2۔ احمقوں اور پاگلوں کا دن

3۔ ہمارے ہاں اپریل فول کا رواج عام ہے

4۔ یہ مشرک قوموں کا تہوار ہے

5۔ مسلمانوں کے تہوار

6۔ غیر مسلموں کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے ممنوع ہے

7۔ حرمت الفاظ

8۔ کذب بیانی کی مذمت

9۔ کس شکل میں جھوٹ بولنے کی اجازت ہے

10۔ دھوکہ دہی کی ممانعت

11۔ مذاق اڑانا ہمارے دین میں ممنوع ہے

12۔ مگر مزاح کی اجازت دیتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپریل فول

اہل مغرب سے درآمد شدہ جو تہوار ہمارے ہاں منائے جاتے ہیں، ان میں سے ایک تہوار اپریل فول بھی ہے...... یہ تہوار یکم اپریل کو منایا جاتا ہے۔ اس دن لوگ ایک دوسرے کا مذاق اڑاتے ہیں اور دوسروں کو بیوقوف بناتے ہیں۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں اپریل فول کے بارے میں لکھا گیا ہے:

''یہ تمام بیوقوفوں کا دن ہے جس میں ہر عمر کے لوگ اپنے دوستوں اور عزیز و اقارب کو بیوقوف بناتے ہیں، بیوقوف بنانے پر مبنی پیغامات ارسال کرتے ہیں اور اس دن اس فعل کی گویا معاشرے میں عام اجازت تصور کی جاتی ہے...... اپریل فول کی ابتدا کا تو کوئی علم نہیں، صدیوں سے جاری ہے اور مختلف اقوام میں منایا جاتا ہے۔ بھارت میں 31 مارچ کو ختم ہونے والے مقدس تہوار کو بھی اس کی وجہ بتایا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ فطرت مارچ کے آخر میں موسم میں کچھ تبدیلیاں پیدا کر کے دنیا کو بیوقوف بناتی ہے۔ امریکہ میں یہ رسم برطانیہ سے درآمد ہوئی۔ جبکہ سکاٹ لینڈ میں اپریل فول سے متاثر ہونے والوں کو cuckoo (بیوقوف) کہا جاتا ہے۔'' (ص 460 اپریل فول...... اسلام کی نظر میں از ڈاکٹر عاصم عبداللہ قریوتی)

اپریل فول کا آغاز کیسے ہوا؟

اپریل فول کا آغاز کیوں اور کیسے ہوا؟ اس بارے میں حتمی وجہ دریافت نہیں ہو سکی۔

1- بعض مصنفین کا کہنا ہے کہ فرانس میں سترھویں صدی سے قبل سال کا آغاز جنوری کے بجائے اپریل سے ہوتا تھا۔ اس ماہ کو رومی بہار کی دیوی وینس کی طرف منسوب کر کے مقدس سمجھا کرتے تھے۔ چونکہ یہ سال کا پہلا دن ہوتا تھا۔ ویسے بھی موسمِ بہار کا موقعہ ہوتا تھا۔ اس لیے خوشی میں اس دن کو جشن و مسرت کے طور پر منایا کرتے اور اظہار خوشی کے لے آپس میں ہنسی مذاق بھی کیا کرتے تھے۔ یہی چیز آگے چل کر ''اپریل فول'' کی شکل اختیار کر گئی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2- علاوہ ازیں چونکہ موسم بہار کی موسمی تبدیلیاں 21 مارچ سے شروع ہو جاتی ہیں۔ ان موسمی تبدیلیوں کو لوگوں نے اس تعبیر کیا کہ اس موقع پر خود قدرت ہمارے ساتھ مذاق کرتی ہے کبھی گرمی بڑھ جاتی ہے کبھی سردی ہو جاتی ہے۔ یہ موسم کا اتار چڑھاؤ گویا قدرت کی طرف سے مذاق کے مترادف ہے۔ لہٰذا لوگوں نے بھی اس دن ایک دوسرے کو بیوقوف بنانا شروع کر دیا۔

بہرحال معلوم یہی ہوتا ہے کہ اپریل فول تمام یورپی اقوام کا تہوار ہے اور اس کا موسم بہار کے ساتھ خصوصی تعلق ہے۔ وہ لوگ ایسے موقع پر خوشی مناتے اور بہار کی دیوی کو خوش کرتے یکم اپریل کو خصوصی تہوار مناتے۔ تمام مشرک قومیں موسم بہار میں اپنے تہوار مناتی رہی ہیں۔ مثلاً ہندوؤں نے ''ہولی''، ''بسنت'' اور ''دسہرہ'' وغیرہ منائی۔ ایرانی آتش پرستوں نے ''جشنِ نوروز'' منایا۔ یہودی بھی موسم بہار کی آمد پر ''عید فسخ'' مناتے ہیں...... پھر وہ اپنی ان تقریبات پر دل کھول کر رقص و سرود اور شراب و کباب سے لطف اندوز ہوتے اور سنگین گناہوں کا ارتکاب کر جاتے ہیں......

3- ایک روایت یہ بھی ہے کہ یکم اپریل کو سپین کا آخری اموی بادشاہ اپنا محل ''الحمرا'' عیسائیوں کے حوالے کر کے خود افریقہ چلا آیا تھا۔ گویا سقوطِ غرناطہ یکم اپریل ہی کو واقع ہوا تھا اور اس کے بعد پھر مسلمانوں کو سپین سے نکالنے کے لیے عیسائیوں نے قتل و غارت کی باقاعدہ مہم چلائی۔ بہت سے لوگوں کو ملک سے نکال دیا گیا یا عیسائی بنا لیا گیا۔ ایک خاصی بڑی مسلمانوں کی تعداد کو دھوکے سے بحری جہازوں میں سوار کیا گیا۔ ان سے وعدہ کیا گیا کہ ان کو بحفاظت افریقہ کے ساحل پر اتار دیا جائے گا...... مگر جب جہاز سمندر کے درمیان پہنچا تو ان پر باقاعدہ حملہ کر کے ان سب کو ڈبو دیا گیا...... یہ بھی یکم اپریل ہی کا دن تھا۔ چنانچہ اب یہ دن مسلمانوں کو بیوقوف بنانے کی یاد میں منایا جاتا ہے۔

4- ایک اور روایت اپریل فول کے منانے کے یہ بیان کی جاتی ہے کہ جب حضرت عیسیٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ السلام کو یہودیوں نے گرفتار کر کے رومیوں کی عدالت میں پیش کیا تو انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مذاق اڑایا۔ ان سے تمسخر اور ٹھٹھا کیا۔ ان کو پہلے یہودی سرداروں اور فقیہوں کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ پھر رومی حاکم پیلاطس کی عدالت میں لے گئے۔ پھر وہاں سے ہیروڈیٹس کی عدالت میں۔ پھر ہیروڈیٹس نے واپس پیلاطس کے پاس آپ کو بھیج دیا...... ایسا محض آپ سے تفریحاً کیا گیا لوقا کی انجیل میں مزید تفصیل اس طرح ہے کہ وہ آپ کی آنکھیں بند کر کے آپ کے منہ پر طمانچے مارتے اور کہتے اب الہام سے بتا کہ تجھے کس نے مارا ہے، ساتھ طعنے دیتے اور مذاق اڑاتے۔ ''انسائیکلو پیڈیا لا روس'' کے مطابق اپریل فول کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ یہ دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تکلیف پہنچانے اور ان کا مذاق اڑانے کی یادگار کے طور پر منایا جاتا ہے۔ ایک عدالت سے دوسری عدالت میں بھیجنے اور پھر وہاں سے پہلی عدالت میں آپ کو بھیجنے کا مقصد بھی آپ کا مذاق اڑانا اور آپ کو تکلیف پہنچانا تھا۔ اپریل فول اسی کی یادگار کے طور پر منایا جاتا ہے...... یہودیوں اور رومیوں دونوں نے مل کر حضرت عیسیٰؑ کا مذاق اڑایا تھا۔

5- یکم اپریل یہودیوں کا تہوار ہے۔ برصغیر میں پہلی بار انگریزوں نے اپریل فول بہادر شاہ ظفر سے منایا تھا۔ جب وہ رنگون جیل میں تھا تو انگریزوں نے صبح کے وقت بہادر شاہ سے کہا یہ لو تمہارا ناشتہ آ گیا ہے۔ کھالو، تو جب بہادر شاہ ظفر نے تھال پر سے کپڑا ہٹایا تو تھال میں ان کے بیٹے کا کٹا ہوا سر پڑا تھا جس کا بہادر شاہ ظفر کو دھچکا لگا۔ انگریز اس لمحہ کو دیکھ کر محظوظ ہوئے اور خوب ہنسی مذاق کیا پھر کہا ''شاہ جی برامت منانا آج تو اپریل فول ہے''...... روزنامہ ''انصاف'' یکم اپریل 2003ء

احمقوں اور پاگلوں کا دن All Fool Day:

انگریز لوگ ماہ اپریل کی پہلی تاریخ کو احمقوں اور پاگلوں کا دن سمجھتے ہیں اور ایک دوسرے سے بڑے بڑے جھوٹ بولتے ہیں جسے سننے والا سچ سمجھتا ہے۔ پھر اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب سے پہلے اپریل فول کا ذکر ایک یورپی اخبار Drake News Letter میں ملتا ہے۔ یہ اخبار اپنی 2 اپریل 1698ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ کچھ لوگوں نے یکم اپریل کو لندن میں شیروں کے غسل کا عملی مشاہدہ کرانے کا اعلان کیا...... مگر عملاً کچھ نہ ہوا۔ لوگ وہاں گئے تو ان کو بتایا گیا کہ ان کو تو صرف بیوقوف بنایا گیا ہے۔

ہمارے ہاں اپریل فول کا رواج عام ہے:

یہ اپریل فول جس کے آغاز کا بھی کوئی مستند حوالہ نہیں محض چند مضحکہ خیز بیانات ہیں اور ہر بیان دوسرے سے متضاد...... اس کے باوجود یہ غلط رواج ہمارے سماج اور معاشرہ کا حصہ بن چکا ہے۔ یہ تہوار جو خلافِ تہذیب، خلافِ مروت اور خلافِ آدمیت ہے۔ یہودیوں کی دین ہے...... ہمارے ہاں نئی نسل خصوصاً پڑھا لکھا طبقہ اس دن کو گرم جوشی سے مناتا ہے اور اسے منانا اپنی روشن خیالی کی علامت گردانتا ہے...... سکولوں اور کالجوں میں یہ وبا بڑی عام ہے۔ کالج میں سال اوّل میں داخل ہونے والے طلبہ کو پہلے دن خاص طور پر سینئر طلبہ کی طرف سے اس مکروہ رواج کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس لیے ''فسٹ ایئر فول'' کا محاورہ عام مشہور ہو گیا۔ حتیٰ کہ سنجیدہ قسم کے سال اوّل میں داخل ہونے والے طلباء اس مکروہ نحوست سے بچنے کے لیے پہلے دن کالج جاتے ہی نہیں...... طلبہ تو الگ رہے۔ بعض اساتذہ کو بھی سینئر طلبہ معاف نہیں کرتے اور کلاس روم میں ان سے ایسا مذاق کر جاتے ہیں...... اور بعد میں ان کو یاد دلایا جاتا ہے کہ آج تو یکم اپریل تھی......

بعض اخباروں میں بھی سنسنی خیز قسم کی خبریں شائع ہوتی ہیں۔ بعض لوگ اپنے دوست احباب کو کسی کی بیماری، موت وغیرہ کی ایسی خبر ارسال کر دیتے ہیں جو واقعی متعلقہ لوگوں کے لیے بڑی پریشانی اور صدمہ کا باعث بنتی ہے۔ آج کل تو فون اور موبائل اس قسم کی بیہودگی کا سہل ذریعہ ہیں...... اور بعض اوقات ایسی خبروں سے اموات بھی واقع ہو جاتی ہیں۔

حیرت ہوتی ہے کہ یورپی اقوام جو اپنے آپ کو عقل و دانش کا ٹھیکیدار سمجھتی ہیں وہ کیسے اس قسم کے مضحکہ خیز رواج کو گرم جوشی سے مناتے ہیں۔ پھر ماتم ہے مسلمانوں کی عقل سمجھ پر کہ وہ اس قسم کے بے تکے تہواروں کو بغیر سوچے سمجھے کیسے مناتے ہیں خصوصاً اس شکل میں جبکہ وہ اوپر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان کردہ نکتہ نمبر 3 اور 4 کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بوقت گرفتاری تمسخر و استہزاء کی یادگار کے طور پر منایا جاتا ہو، سپین سے مسلمانوں کے ذلت آمیز اخراج کی یاد میں منایا جاتا ہو یا پھر مشرک بت پرست اقوام کی اپنی دیویوں کو خوش کرنے کی نیت سے منایا جاتا ہو بہرحال اس قسم کے شرکیہ تہوار، پیغمبر کی توہین اور مسلمانوں کی توہین والا تہوار، اس کی اسلام میں قطعاً گنجائش نہیں۔

یہ مشرک قوموں کا تہوار ہے:

جو وہ بہار کی دیوی کو خوش کرنے کے لیے انجام دیتے ہیں۔ ان کے لیے نذر و نیاز پیش کی جاتی ہے۔ اس دن خوب ناچ گانا اور دیگر حرام کاموں کا دل کھول کر ارتکاب کیا جاتا ہے...... جبکہ مسلمانوں کے تہوار بالکل مختلف نوعیت کے ہوتے ہیں......

مسلمانوں کے تہوار:

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب حضور اکرمؐ مدینہ تشریف لائے تو اہلِ مدینہ کو دو تہوار مناتے دیکھا۔ دریافت کرنے پر بتایا گیا کہ یہ دو دن ہیں جن کو ہم دورِ جاہلیت سے مناتے چلے آئے ہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا: کہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر دو دن عطا فرما دیئے ہیں۔ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ (سنن نسائی: 1465)

مراد یہ ہے کہ مشرک قوموں کے تہوار خود ساختہ ہوتے ہیں، موسم کی مناسبت سے ہوتے ہیں۔ وہ ان میں دل کھول کر حرام امور کا ارتکاب کرتے ہیں جبکہ اہلِ اسلام کے یہ دونوں تہوار:

1- اللہ تعالیٰ نے ان کو خود عطا فرمائے ہیں۔

2- یہ مشرکوں کے تہوار سے بہتر افضل اور اعلیٰ ہیں۔

3- ان کی بنیاد ہجری تقویم پر ہے۔

4- یہ کسی نہ کسی عمل صالح کے ساتھ وابستہ ہیں، مثلاً عیدالفطر رمضان المبارک کے روزوں کے بعد اور عیدالاضحیٰ حج کے ارکان اور قربانی کی ادائیگی کے ساتھ وابستہ ہے۔

5- مسلمان ان کو دین و شریعت کے احکام کے مطابق مناتے ہیں۔ صبح کے وقت نہا دھو کر نئے یا صاف ستھرے کپڑے پہن کر، خوشبو لگا کر گھر سے نکلتے ہیں اور کھلے میدان میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جا کر اجتماعی طور پر شکرانے کے طور پر عید کے دو نفل ادا کرنا، خطبہ سننا اور اجتماعی دعا میں شامل ہونا...... بعد ازاں بہن بھائیوں، عزیز و اقارب سے ملاقات اور غریب غرباء کے ساتھ اظہار ہمدردی و محبت، ان کی مدد اور تعاون کے طور پر فطرانہ ادا کرنا، قربانی کا گوشت دینا...... اور بھی ہر ممکن جسمانی و مالی تعاون دینا...... تاکہ وہ بھی سب کے ساتھ مل کر عید کی خوشیوں میں شامل ہو سکیں۔ اس دن بھی مسلمانوں کو کسی حرام کام یا غیر اخلاقی کاموں کی اجازت نہیں بلکہ تہوار کی وجہ سے حرام امور کی حرمت اور بھی بڑھ جاتی ہے...... جبکہ مشرکوں کے تہوار، پیغمبروں کی توہین، اسلام اور شعائر اسلام کی توہین پر مبنی ہوتے ہیں، اس لیے ان کو منانے اجازت نہیں ...... پھر ساتھ شرک، ناچ گانا، رقص و سرود، شراب نوشی، باجے گاجے، لائٹنگ اور فائرنگ بھی شروع ہو جائے تو گناہ مزید بڑھ جائے گا۔

اپریل فول غیر مسلموں کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے ممنوع ہے:

یہ تہوار اس لیے بھی ممنوع ہے کہ اس میں غیر قوموں کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (مسند احمد، ابوداؤد)

جو شخص کسی دوسری قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے تو وہ انہی میں سے ہے۔

آپ ﷺ نے مزید فرمایا......

اِجْتَنِبُوْا اَعْدَاءَ اللّٰهِ فِيْ اَعْيَادِهِمْ (البیہقی الکبریٰ)

یعنی اللہ کے دشمنوں کے تہواروں میں شرکت سے اجتناب کرو۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے مجھے زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے دیکھا تو فرمایا...... اس طرح کے کپڑے کفار کے ہوتے ہیں، تم یہ نہ پہنا کرو۔ (صحیح مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَ وَفِّرُوْا اللُّحٰى وَاعْفُوا الشَّوَارِبَ (صحیح بخاری، کتاب اللباس)

مشرکین کی مخالفت کرو داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کٹواؤ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس طرح ہمارے دین کا مزاج یہ ہے کہ مسلمان کافروں اور غیر مسلموں کے طرزِ زندگی، معاشرت، اقدار وغیرہ میں ہر طرح سے ان کی نقالی، مرعوبیت اور مشابہت سے بچ کر رہیں بلکہ غیر مسلموں کے تہواروں پر کسی قسم کی خوشی کا اظہار نہ کریں نہ ان کو مبارکباد پیش کریں۔ وگرنہ پھر روز قیامت انہی کے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔

حرمتِ الفاظ:

ہمارے دین نے ہر بات سوچ سمجھ کر کہنے کی تلقین فرمائی ہے۔ کیونکہ انسان اپنی زبان سے کہے گئے ایک ایک لفظ کی بنا پر اللہ کے آگے جواب دہ ہے۔ لہٰذا اچھی بات کہنے اور بری بات سے بچنے کی تلقین ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا (البقرہ:83) کہ لوگوں سے اچھی بات کہو۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا: بعض چیزیں ایسی ہیں جو ارادہ سے کہی جائیں یا ازراہِ مذاق وہ بہر صورت واقع ہو جاتی ہیں...... نکاح، طلاق، اور رجوع کرنا۔ (ابوداؤد)

آخر نکاح زبان سے بول کر ہی طے پاتا ہے۔ اسی طرح طلاق بھی زبان سے بول کر ہی دی جاتی ہے...... رجوع کا اظہار بھی زبان سے ہوتا ہے۔ لہٰذا نبی کریمؐ نے تاکید فرمائی کہ ان تینوں لفظوں کو سمجھ سوچ کر بولو چاہے ہنسی میں کہو یا ارادے کے ساتھ، سوچ سمجھ کر کہو، ان الفاظ کا اثر ضرور واقع ہو کر رہے گا۔ (ایک اور روایت میں تیسری بات غلام کو آزاد کرنا ہے) تو اپریل فول میں لوگ مذاقاً اپنی بیویوں کو طلاق دے ڈالتے ہیں، مذاقاً کسی عزیز کی سنگین بیماری کی خبر شائع کروا دی، بیٹوں کو عاق کر دیا، خواہ مخواہ دوستوں میں افواہوں کے ذریعے لڑائی ڈلوا دی...... اور بعد میں کہہ دیا...... کہ یہ تو یکم اپریل کا فول تھا...... بہرحال اللہ تعالیٰ کے سامنے ان سب باتوں کا جواب دینا پڑے گا......

ایک مقام پر نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا ''تم میں سے جو کوئی اللہ پر اور رسولؐ پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے...... وگرنہ پھر چپ رہے۔'' (صحیح بخاری، باب الایمان)

آپؐ کا ارشادِ گرامی ہے: ''بعض اوقات انسان اللہ کی خوشنودی کی ایک بات کرتا ہے اور اسے اندازہ نہیں ہوتا کہ اس نے کیسی بلند پایہ بات کہی ہے کہ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درجات بلند کر دیتا ہے اسی طرح بعض اوقات اللہ کی ناراضگی کی ایک بات کرتا ہے اسے نہیں پتہ ہوتا کہ اس نے کیسی گندی جھوٹی شرکیہ بات کی ہے کہ اس کی وجہ سے جہنم میں گرا دیا جاتا ہے۔ (صحیح بخاری و مسلم)

کذب بیانی کی مذمت:

اسلام نے سچ بولنے کو بڑی اہمیت دی اور جھوٹ سے حتی الامکان بچنے کی تلقین فرمائی ہے۔ دھوکے کی بھی شدید وعید بیان کی گئی ہے۔ دراصل جھوٹ ایک بہت بڑا عیب ہے جس کی اسلام میں گنجائش نہیں۔ جھوٹ اور ایمان اکٹھے نہیں ہو سکتے یا انسان مسلمان ہوگا یا پھر جھوٹا ہوگا۔ کفر اور منافقت کی بنیاد جھوٹ جبکہ ایمان اور اسلام کی بنیاد سچائی ہے لہٰذا جھوٹ اور ایمان اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ قرآن پاک میں جھوٹے لوگوں پر اللہ کی لعنت ڈالی گئی ہے۔

اب جھوٹ کی مذمت میں رسول اکرمؐ کے چند ارشادات پیش کیے جاتے ہیں:

1- سچائی کو لازم پکڑو۔ سچائی جنت کی طرف لے کر جاتی ہے۔ جو شخص سچ بولتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سچا لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو۔ بے شک جھوٹ گناہوں کی طرف لے کر جاتا ہے اور گناہ جہنم میں لے کر جاتے ہیں۔ ایک آدمی جھوٹ بولتا اور جھوٹ ہی بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے...... (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

2- ”جس شخص میں چار عادتیں ہیں وہ پکا منافق ہے اور جس میں ان میں سے کوئی ایک خصلت ہو اس میں منافقت کی ایک عادت پائی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے۔ ا۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے، ۲۔ جب اس کے پاس کوئی امانت رکھوائی جائے تو اس میں خیانت کرے، ۳۔ جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے، ۴۔ اور جب کسی سے جھگڑا ہو تو پھٹ پڑے (یعنی گالی گلوچ، لعن طعن وغیرہ سوچے بغیر بولتا چلا جائے)...... (صحیح بخاری کتاب الایمان)

3- حضرت عبداللہ بن عامر بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اکرمؐ ہمارے گھر تشریف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتے تھے۔ میری والدہ نے مجھے بلایا اور کہا ادھر آؤ میں تمہیں ایک چیز دوں۔ رسول اللہؐ نے پوچھا ''تمہارے پاس اسے دینے کے لیے کیا چیز ہے؟'' عرض کیا میں اسے کھجور دوں گی۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: ''سنو! اگر تم اسے کچھ نہ دیتی تو یہ بات تمہارے حق میں جھوٹ لکھ دی جاتی...... (ابوداؤد۔ کتاب الادب)

جھوٹ بولنا کبیرہ گناہ ہے اور اس کی سزا بھی بڑی سخت بیان ہوئی ہے مثلاً آپؐ نے فرمایا ''میں نے گذشتہ رات ایک خواب دیکھا جس میں ایک شخص کے جبڑے چیرے جا رہے تھے۔ (مجھے اس کی حقیقت یہ بتائی گئی) کہ وہ دنیا میں بہت جھوٹ بولنے والا تھا، جو جھوٹ بات کہہ دیتا، سارے ملک میں پھیل جاتی۔ چنانچہ اس کو قیامت تک یہی سزا ملتی رہے گی (یعنی اس کے جبڑے بار بار چیرے جاتے رہیں گے (پھر ٹھیک کیے جائیں گے پھر چیرے جائیں گے)۔

آپؐ نے فرمایا جو شخص لوگوں کو ہنسانے کی خاطر جھوٹ بولتا ہے اس کے لیے تباہی و بربادی ہے (ترمذی، کتاب الزہد)

جھوٹ زیادہ نقصان پہنچائے یا کم، ہر حال میں اس کو ترک کرنا ہی بہتر ہے۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا: جو شخص جھوٹ ترک کر دے خواہ وہ مذاق ہی کر رہا ہو، میں اس کے لیے جنت کے درمیان ایک محل کی ضمانت دیتا ہوں۔ (سنن ابی داؤد کتاب الادب)

کس مشکل میں جھوٹ بولنے کی اجازت ہے:

حضرت ام کلثوم سے روایت ہے رسول اللہؐ نے فرمایا: ''جو شخص لوگوں کے درمیان صلح کروانے کی خاطر اچھی بات کہے یا کسی کی طرف کوئی اچھی بات پہنچائے، وہ شخص جھوٹا نہیں ہوتا۔''
(صحیح بخاری، کتاب الصلح)

مراد یہ ہے کہ جو شخص مصالحت کے نقطہ نظر سے جھوٹ بولتا ہو اس کا مقصد یہ ہے کہ دو مسلمان بھائی یا گروہ جو برسر پیکار ہیں وہ امن و آشتی سے زندگی بسر کریں وہ آپس میں مل کر رہ سکیں اور ان کی رنجش دور ہو جائے۔ ایسا شخص ایک بڑے گناہ کے سدباب کے لیے جھوٹے گناہ کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارتکاب کر رہا ہے۔اس کی نیت چونکہ نیک ہے لہٰذا اس کو جھوٹا نہیں کیا جائے گا۔مثلاً میاں بیوی کے درمیان مصالحت کی غرض سے کوئی غلط بیانی بھی کرنی پڑے تو شرعاً روا ہے یا کسی مسلمان کی جان بچانے کے لیے جھوٹ بولنے کی ضرورت پڑے تو شرعی ضرورت کی خاطر جائز ہے وگرنہ عام اصول یہی ہے کہ جھوٹ نہ بولا جائے خصوصاً جبکہ سچ بولنے سے مقصد حاصل ہوتا ہو تو اس وقت جھوٹ بولنا حرام ہوگا۔

دھوکہ دہی کی ممانعت:

اپریل فول میں دوسروں کو دھوکہ دینے کے لیے جھوٹ بولا جاتا ہے۔اس کا نتیجہ معاشرتی انتشار اور بے اطمینانی و بے سکونی کی کیفیت میں نکلتا ہے۔لہٰذا اپریل فول منانا حرام ہے۔نبی اکرمؐ کا ارشاد ہے:مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا (مسلم،ترمذی) جس نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔

منافقوں کے بارے میں اللہ نے فرمایا:مَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّا اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ (البقرہ:۹)وہ دراصل اپنے آپ کو ہی دھوکہ میں ڈال رہے ہیں مگر سمجھتے نہیں۔

مذاق اڑانا ہمارے دین میں ممنوع ہے:

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسٰى اَنْ يَكُوْنُوْا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسٰى اَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ (الحجرات:۱۱)''اے ایمان والو!نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں،ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔''

اسلام اور مزاح:

اسلام فطری دین ہے وہ مذاق کی اجازت نہیں دیتا مگر مزاح کی اجازت دیتا ہے۔ مذاق اور مزاح میں فرق ہے۔مذاق تو دوسروں کا دل دکھانے اور ایذا دینے کی غرض سے کیا جاتا ہے جبکہ مزاح سے مراد کاموں کی تھکاوٹ اور یکسانی کے درمیان چند خوش کن باتیں کر لینا جس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے شگفتگی اور شغل کی کیفیت پیدا ہو جائے اور اس سے کسی کی دل آزاری نہ ہو نہ ہی وہ بات حقیقت کے منافی ہو۔ نبی کریمؐ اور صحابہ کرام کی زندگیوں میں ہمیں باہمی احترام کے ساتھ ساتھ محبت اور خیر خواہی سے بھرپور مزاح کی کئی مثالیں ملتی ہیں...... خود حضور اکرمؐ نے کئی بار مزاح فرمایا مثلاً

★ حضرت انسؓ بن مالک کے چھوٹے بھائی کا نام ابوعمیر تھا۔ وہ ایک چھوٹی بلبل سے کھیلا کرتے تھے۔ جس کا نام نُغَیْرْ تھا۔ اتفاق یہ ہوا کہ نغیر فوت ہوگئی وہ غمزدہ تھے تو نبی اکرمؐ نے ابوعمیر کو کہا کرتے یَا اَبَا عُمَیْر مَا فَعَلَ النُّغَیْر اے ابوعمیر تمہارے نغیر کو کیا ہوا؟ (صحیح مسلم)

★ خود حضرت انس کو جو آپؐ کے خاص خادم تھے۔ بطورِ مزاح فرمایا ''اے دو کانوں والے۔'' (جامع ترمذی) مراد یہ ہے کہ کان تو سب کے دو ہی ہوتے ہیں۔ مگر یہاں ان کو بطورِ مزاح کہا تو وہ بھی خوش ہوگئے۔

★ ایک بڑھیا نبی اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی ''یارسول اللہ! میرے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے جنت میں داخل فرمائے۔'' آپؐ نے فرمایا، اماں جان! جنت میں بوڑھیاں تو داخل نہیں ہوسکیں گی۔ وہ کہنے لگی۔ کیوں؟ تو آپؐ نے فرمایا: ٹھہرو...... کیا تم نے قرآن میں یہ نہیں پڑھا کہ ہم ان عورتوں کو ازسرنو پیدا کریں گے تو ان کو کنواریاں بنا دیں گے۔ وہ خوش اطوار ہوں گی اپنے شوہروں کی ہم عمر ہوں گی (الواقعہ: 35,36,37) اس پر وہ بڑھیا خوش ہوگئی۔ (یہ روایت ترمذی نے حسن بصری سے بیان کی ہے)

★ ایک شخص نبی اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے آپؐ سے سواری مانگی۔ آپؐ نے فرمایا میں تمہیں اونٹ کے بچے پر سوار کرواؤں گا۔ وہ بولا۔ اونٹنی کا بچہ میرے کس کام کا؟ آپؐ نے فرمایا سب اونٹ اونٹنیوں کے بچے ہی تو ہوتے ہیں...... (ترمذی، ابوداؤد)

★ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یارسول اللہؐ آپ بھی ہم سے دل لگی اور مزاح فرماتے ہیں...... فرمایا، ہاں مگر میں حق اور سچ کے سوا کچھ نہیں کہتا۔ (ترمذی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقصد یہ ہے کہ اس قسم کے ہلکے پھلکے مزاح سے ماحول کی تنگی ترشی، مسلسل کام کی تھکاوٹ سے دماغ تروتازہ ہو جائے اور انسان دوبارہ اپنے معمول کے کام میں خوش دلی سے لگ جائے۔ بہر حال مزاح کی اجازت ہے بشرطیکہ اس میں جھوٹ نہ ہو، کسی کی دل آزادی نہ ہو...... اس سے شعائر دین کی توہین نہ ہو...... پھر بھی مزاح بہت زیادہ نہ کیا جائے، کیونکہ زیادہ ہنسی مذاق دلوں کو مردہ کر دیتا ہے......

افسوس مسلمانوں پر جن کو خود اللہ تعالیٰ نے خیر امت ہونے کا سرٹیفکیٹ دیا ہے اور جن کا کام سب لوگوں کی رہنمائی و رہبری کرنا تھا۔ اب یہود و نصاریٰ اور ہنود کے ہر غلط کام کی قدم بقدم پیروی کر کے گر دِراہ بنتے جا رہے ہیں اور ذلت و خواری کے گڑھے میں گرتے جا رہے ہیں۔ ہمیں اپنا اصل مقام حاصل کرنے کے لیے قرآن و سنت کی طرف رجوع کرنا اور غیروں کی نقالی اور مرعوبیت کے دائرہ سے باہر نکلنا ہو گا...... اللہ ہمیں اس کام کی توفیق عطا فرمائے۔

❁❁❁❁❁

اس مضمون کی تیاری میں درج ذیل کتب سے مدد لی گئی......

1۔ قرآن
2۔ کتب حدیث
3۔ غیر اسلامی تہوار از محمد اختر صدیق
4۔ ماہنامہ محدث لاہور میں شائع ہونے والا مضمون اپریل فول
5۔ اسلام کی نظر میں از ڈاکٹر عاصم عبداللہ قریوتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ہشتم

مزدوروں کا عالمی دن اور اسلامی نقطہ نظر

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

إِخْوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَ اللّٰهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ (صحیح بخاری کتاب الایمان)

تمہارے مزدور تمہارے بھائی ہیں جن کو اللہ نے تمہارے ماتحت کر دیا ہے۔

"جتنی تم اس غلام پر قدرت رکھتے ہو،
اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ تم پر رکھتا ہے۔" فرمان نبویؐ (جامع ترمذی)

"مزدور کو اس کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے
ادا کر دی جائے۔" فرمان نبویؐ (ابن ماجہ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ہشتم

مزدوروں کا عالمی دن اور اسلامی نقطہ نظر

1۔ یہ دن کیوں منایا جاتا ہے؟

2۔ ٹریڈ یونین کی ضرورت کس کو، اہلِ مغرب کو یا اسلام کو؟

3۔ تاریخ اسلام سے گواہی

4۔ سرمایہ دار اور سرمایہ دارانہ رویہ کا فرق

5۔ کیا شکاگو میں ہلاک ہونے والوں کو ''شہداء'' کہنا اور ان کو ''سرخ سلام'' کہنا جائز ہے؟

6۔ لفظ ''شہید'' کی بحث

7۔ یہ دن منانا تشبہ بالکفار ہے

8۔ محنت کا اسلام میں مقام

9۔ تمام انبیاء کرام خود کما کر کھاتے تھے

10۔ نبی اکرمؐ نے محنت کرنے والوں کو بڑا مقام دیا

11۔ مزدور سے حسن سلوک اور اس کے لیے نظامِ کفالت

12۔ دن منانے کا رواج

13۔ کیا مسلمانوں کے لیے کوئی یومِ محنت ہونا چاہیے؟

14۔ بہر حال اگر یہ دن منانا ہے تو یہ یومِ خندق ہے

15۔ مزدور کے فرائض اسلام کی رُو سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزدوروں کا عالمی دن اور اسلامی نقطہ نظر

یہ دن ان مزدوروں کی یاد میں منایا جاتا ہے جو امریکہ کے شہر شکاگو میں اپنے حقوق کی بازیابی کے لیے آجروں کے خلاف یکم مئی 1886ء کو مظاہرہ کر رہے تھے۔ ان میں سے 5 مزدوروں کو فائرنگ کے ذریعے ہلاک کر دیا گیا اور بعض کو پھانسی پر چڑھایا گیا اور کئی لوگوں کو دوسرے دن لقمہ اجل بنا دیا گیا۔ پس یہ دن مغربی و اشتراکی ممالک میں انہی ''شکاگو کے ہلاک شدگان'' کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لیے منایا جاتا ہے۔ اس دن مزدوروں کے حق میں پروگرام ہوتے ہیں، حکمران مزدوروں کی مراعات کے لیے کچھ بیانات جاری کرتے ہیں۔ اسی طرح عالم اسلام میں بھی کئی مقامات پر یہ دن منایا جاتا ہے۔ پاکستان میں بھی اس دن سرکاری تعطیل ہوتی ہے۔

یہ دن کیوں منایا جاتا ہے؟

یہ دن منا کر ''عالمی ضمیر'' یہ تاثر دینا چاہتا ہے کہ وہ محنت کش طبقے کا بڑا اقدر دان اور رکھوالا ہے۔ انہیں حقوق انسانی کا بڑا پاس ولحاظ ہے۔ اسی لیے جب ان چند محنت کشوں پر زیادتی ہوئی تو پورا مغرب ان محنت کشوں پر ہونے والے مظالم کی تاب نہ لا سکا۔ اب ان کی یاد میں متعدد ریلیاں منعقد ہوتی ہیں، مظاہرے ہوتے ہیں (بلکہ سڑکیں بلاک ہو جاتی ہیں) ان مزدوروں کے لیے چند حقوق و مراعات کا اعلان ہوتا ہے۔ ہر ملک کی ٹریڈ یونین ان کے حق میں متحرک اور فعال ہوتی ہے (ستم یہ کہ یہ سارا پروپیگنڈا وہ سرمایہ دار طبقہ کرتا ہے جو غریبوں کا ہمدرد بن کر ان کی محرومیوں کو بلیک میل کرتا ہے)۔ ان کی محرومیوں اور ان پر ڈھائے جانے والے مظالم کے نوحے پڑھنے والے خود عالیشان بنگلوں اور محلات میں رہتے ہیں، طیارہ نما گاڑیوں میں سفر کرتے ہیں، اپنے علاج معالجہ اور اپنے بچوں کی تعلیم پر زر کثیر صرف کرتے ہیں جبکہ غریب بے چارے مسلسل ان سازشوں کا شکار ہو کر ان سیاسی شعبدہ بازوں کے حق میں نعرے بازی کرتے ہیں، بھوک ہڑتالیں کرتے ہیں، ٹریڈ یونین کے ذریعے مطالبات پیش کرتے ہیں اور بالآخر یہ نام نہاد دن ختم ہونے پر پھر وہی محنت کش اور وہی اس کی پرانی ڈگر۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹریڈ یونین کی ضرورت کس کو، اہل مغرب کو یا اہل اسلام کو؟

پاکستان میں یہ دن منانے کی ابتدا ذوالفقار علی بھٹو کے دور سے ہوئی۔ اب پاکستان اور دیگر اسلامی ممالک میں بھی مغرب کی دیکھا دیکھی یہ دن بڑے تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے۔ اس دن کو منانا مسلمان مزدور بھی اپنا حق سمجھتے ہیں۔ اس دن ہمارے ہاں پاکستان میں بھی تمام تعلیمی و سرکاری اداروں میں تعطیل ہوتی ہے اور مزدور ریلیاں منعقد کرتے، پُر امن جلوس نکالتے اور ''شہدائے شکاگو'' کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ مسلمان ممالک میں بھی باقاعدہ ٹریڈ یونینز (Trade Unions) موجود ہوتی ہیں۔

سوال یہ ہے کہ مسلمان مزدوروں کو ٹریڈ یونین کی ضرورت کیوں پیش آئی، کب پیش آئی اور کیا شہدائے شکاگو کہنا صحیح ہے؟

جواب اس کا یہ ہے کہ یہ ضرورت تو دراصل یہودیوں اور عیسائیوں کو (اور دھریوں کو) ہے جو سماجی اور معاشرتی زندگی میں (اپنی مذہبی کتابوں میں تحریف ہو جانے کے باعث) عدل و انصاف اور انسانی حقوق حاصل کرنے سے محروم رہے۔ امریکہ میں اُن دنوں ان سے اٹھارہ تا بیس گھنٹے یومیہ کام لیا جاتا جبکہ ان کو اجرت بہت کم دی جاتی تھی۔ اس لیے انہوں نے اپنے آقاؤں کے خلاف مسلسل مظاہرے کر کے اپنے اوقاتِ کار کم کرائے اور کام کی شرائط بھی نسبتاً بہتر کروائیں۔ ٹریڈ یونین بنانے کا حق حاصل کرنا ان کی مجبوری بن گئی تھی۔

شکاگو کے مقام پر ہونے والے حادثہ میں چند یہودی اور عیسائی لیڈروں نے اسی طبقاتی نفرت کے خلاف احتجاج کیا جس کے نتیجہ میں ان کے چند لیڈر ہلاک کر دیے گئے۔ اور پھر یہ ٹریڈ یونینز وجود میں آئیں۔

جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے ان کو ٹریڈ یونین بنانے کی کیا ضرورت ہے۔ جبکہ قرآن وسنت نے بڑی وضاحت کے ساتھ آجر و مزدور کے معاملات کا تعین کر دیا ہے۔ زیردستوں سے اچھا سلوک، ان کی ضروریات و آرام کا خیال اور ان سے شفقت و محبت کی ہدایات بکثرت نبی کریمؐ کے اسوہ حسنہ اور ارشادات میں موجود ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخِ اسلام سے گواہی:

ہمیں پوری تاریخ اسلام میں امیری وغریبی کی بنا پر مالک اور مزدور میں نفرت وامتیاز کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ وہاں تو امیر وغریب کو، شاہ وگدا کو، کالے اور گورے سب کو بھائی بھائی کہہ کر ایمان وایقان کی ایک ہی لڑی میں پرو دیا گیا ہے۔ صدقات وزکوٰۃ کے نظام اور بیت المال کے ذریعہ مساکین ویتامی کی اور دیگر تمام حاجت مندوں کی بنیادی ضرورتیں پوری کرنے کا بھی پورا اہتمام کیا گیا ہے۔ نماز، روزہ اور حج کی عبادت تمام امیر وغریب کس طرح مل جل کر انجام دیتے ہیں کندھے سے کندھا ملا کر، پاؤں سے پاؤں ملا کر محمود وایاز ایک ہی صف میں اکٹھے کھڑے ہوتے ہیں۔ کس طرح آجر ومزدور اکٹھے طواف کرتے اور حج ادا کرتے ہیں...... اس معاشرتی مساوات کا نمونہ اور کون سا معاشرہ پیش کر سکتا ہے؟

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں بڑے بڑے امراء ورؤسا کے ہوتے ہوئے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو سالارِ لشکر مقرر کیا جاتا ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بڑے بڑے مال دار اصحاب کے ہوتے ہوئے جو قدر ومنزلت ملی، وہ نسلی اور مادی تفاخر کے منہ پر بہت بڑا طمانچہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے اپنی بہترین تعلیمات کے ذریعے طبقاتی منافرت کی جڑیں کاٹ کر رکھ دی ہیں۔

سرمایہ دار اور سرمایہ دارانہ رویہ (دونوں کا فرق):

سرمایہ دار ہونا اور چیز ہے اور سرمایہ دارانہ رویہ بالکل دوسری چیز جو کہ اسلام سے کلیتًا متصادم ہے۔ وہ صاحبِ حیثیت سرمایہ دار لوگ جو حلال کماتے اور کھاتے ہیں۔ جو دولت کو اللہ تعالیٰ کی امانت سمجھ کر دوسروں پر خرچ کرتے ہیں، عزیزوں، رشتہ داروں اور دوستوں کی خدمت کرنے میں راحت محسوس کرتے ہیں۔ ان کا یہ درویشانہ طرزِ عمل اللہ تعالیٰ کو بڑا پسند ہے۔ اس صورت میں تو سرمایہ خیرِ کثیر (بہت بڑی بھلائی) ہے۔ ایسے لوگ اگر غریب بھی ہوں تب بھی ان کے دل تنگ نہیں ہوتے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے "الغنى غنى النفس" کہ اصل غنا دل کا غنی ہونا ہے، وہ دوسروں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آتے ہیں، وہ اپنے کارکنوں سے اچھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلوک کرتے اور ان کے قلب وذہن کو اپنی باتوں سے سکون بہم پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں، وہ تنگ وترش حالات میں بھی ایمان اور آدمیت کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ اس کے مقابلہ میں سرمایہ دارانہ رویہ ''دل کی تنگی'' کا نام ہے جس کا مطلب ہے ''سب فائدہ اپنے لیے ہر جائز ناجائز طریقے سے اکٹھا کر لینا اور دوسروں کو کچھ نہ دینا بلکہ سب کچھ اپنا ہی حق سمجھنا اور دوسروں کے لیے کوئی حق نہ سمجھنا''۔ کیا مقابلہ ہے ایک صاحب ایمان محنت کش ''کارکن'' کا اور اس سرخ انقلاب کے نام پر دن رات اٹھتے بیٹھتے مزدوروں کا نام جپنے والے کامریڈ کا جو در حقیقت ان کا ہر طرح استحصال کرنا جانتا ہے۔

ٹریڈ یونین تو غریب اور مزدور کو فریب دینے کے لیے سرخ انقلاب برپا کرنے والے بناتے ہیں۔ اور یوم مئی تو روح کو جکڑ کر صرف جسمانی کھانے اور پہننے کی ضروریات کی ضمانت دیتا ہے (وہ علاج معالجہ اور تعلیم کے حقوق سے یکسر محروم رکھتا ہے جبکہ ان کی خودی کو کچل ڈالتا ہے۔ مگر پوری وہ بھی نہیں کر پاتا۔ جبکہ اسلام روح اور جسم دونوں کے فطری مطالبات و احتیاجات پورا کرنے کی ضمانت دیتا ہے۔ وہ محنت کش کی عزت نفس کی بھی ضمانت دیتا ہے اور اس کی مادی ضروریات بھی پوری کرتا ہے۔

کیا شکاگو کے مقام پر ہلاک ہونے والے کو شہداء کہنا اور سُرخ سلام کہنا جائز ہے؟

ہمارے ہاں عموماً وزیر محنت اور مزدوروں کے لیڈر اس دن خطاب کرتے ہوئے شکاگو کے شہیدوں کو سرخ سلام پیش کرتے ہیں۔ سوال یہ ہے ''کیا مسلمانوں کو 'شہدائے شکاگو' کہنا جائز ہے''۔ یا شکاگو میں مزدوروں کی خاطر جان دینے والوں کو 'شہید' کہا جا سکتا ہے۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ یوم مئی وہ دن ہے جس کا آغاز امریکیوں سے ہوا۔ کارل مارکس اور لینن جیسے یہودیوں نے اسے پروان چڑھایا۔ 1917ء میں روس میں جب کیمونسٹ انقلاب آیا۔ تو انہوں نے یکم مئی کو سرکاری طور پر منانے کا اعلان کیا۔ اس طرح روسیوں نے یکم مئی کو اپنے ہاں نافذ کیا۔

اس نظریہ کا شریعت اسلامیہ سے متصادم ہونا واضح ہے۔ اس کا ہماری اقدار و روایات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کوئی تعلق نہیں ۔اس لیے ہمیں شکا گو کے مزدوروں کو خراج تحسین پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ۔ہمیں محنت اور سرمایہ کاری کے تمام اصول اسلام نے بکمال وتمام بہترین انداز میں مہیا کر دیئے ہیں۔

لفظ ''شہید'' کی بحث:

اب لفظ ''شہید'' کی طرف توجہ فرمایئے۔ یہ خالص اسلام کی اصطلاح ہے اور ان مخلص لوگوں کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔جنھوں نے دنیا میں اللہ کے دین کو پھیلانے اور اس کا کلمہ سر بلند کرنے کے لیے اپنے جان و مال سے جہاد کیے اور پھر اس جہاد میں وہ دشمن کا مقابلہ کرتے کرتے اللہ کی رضا کے حصول کے لیے شہادت سے سرفراز ہوئے۔گویا شہادت ایک بہت بڑا اعزاز ہے جو صرف اور صرف ایمان والوں کو نصیب ہوتا ہے۔کیا غیر مسلم مزدوروں کا اپنی محنت مزدوری کی شرائط بہتر کروانے کے لیے اپنے ہی آقاؤں کے ہاتھوں مارا جانا ''شہید'' کہلانے کا مستحق ہوسکتا ہے۔ یہ بغاوت کرنے والے مزدور اور ان کے آقا سب سوشلسٹ تھے۔ان میں سے نہ کوئی مسلمان تھا اور نہ کوئی اللہ کے دین کو غالب کرنے کے لیے جدو جہد کر رہا تھا۔کیا کسی مسلمان کے لیے ان غیر مسلم مزدوروں کے لیے شہید کا لفظ استعمال کرنا اپنے دینی شعائر کی توہین نہیں؟ خصوصاً شہادت جیسے اعلیٰ منصب کی؟ قرآن کی رُو سے یہ تو اللہ کا اور اس کی آیات کا کھلا مذاق ہے۔(توبہ:65) لہٰذا ''شہدائے شکا گو'' کہنا غلط ہے۔

پھر لفظ ''سرخ سلام'' بھی محل نظر ہے۔سلام کا مطلب ہے سلامتی۔اور یہ سلامتی ایک مسلمان ہی دوسرے مسلمان کو پیش کرتا ہے۔اس سلامتی کا تعلق دل کے خلوص اور اسلام سے ہے۔سلام کالا ہوتا ہے نہ پیلا، سرخ ہوتا ہے نہ سفید۔البتہ سرخ رنگ کمیونسٹوں کا ضرور ہے۔ہم سُرخ سلام کا لفظ کیوں استعمال کریں۔اپنے مخصوص شعائر اور مخصوص دینی اصطلاحات کا احترام کرنا ضروری ہے اور دیگر غیر مسلموں پر ان کو چسپاں کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔

یہ دن منانا تشبہ بالکفار ہے:

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ دن پہلے ہی غیر اسلامی ہے پھر اس میں اسلامی تعلیمات کا مذاق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اڑایا جاتا ہے۔ اسلام میں تو کسی مرنے والے کے لیے اس کی یاد میں دن منانے کا تصور ہی موجود نہیں۔ کیا آج تک شہدائے بدرو احد کے دن منائے گئے......؟ یو۔ این۔ او کے ایجنڈے پر عمل کرتے ہوئے یہ دن منانا، دراصل امریکی مزدور لیڈروں کے اشاروں پر ناچنا ہے اور امریکی کلچر کو فروغ دینا کیا ہمیں کچھ سوچنے پر مجبور نہیں کرتا۔ آخر ہم ان کے کلچر کو کیوں اتنا فروغ دے رہے ہیں۔ جس طرح ہپی نیو ائیر، اپریل فول، بسنت، ویلنٹائن، میراتھن ریس وغیرہ منانا غیروں کے ساتھ تشبہ اور ان کی اندھا دھند نقالی ہے بالکل اس طرح یکم مئی کو مزدوروں کا دن منانا اور غیر مسلموں کو خراجِ عقیدت پیش کرنا بھی **من تشبه بقومٍ فهو منهم** کے زمرے میں آتا ہے۔ (ابوداؤد)

پھر جتنا زیادہ تجزیہ کیا جائے مزدوروں اور سرمایہ داروں کے درمیان جھگڑے کی ایک ہی وجہ سمجھ میں آتی ہے اور وہ ہے خیر خواہی سے دوری اور خود غرضی سے بھر پور ذہنیت جو سرمایہ دار اور مزدور دونوں میں موجود ہوتی ہے۔ جبکہ اسلام میں آجر و مزدور دونوں ایک دوسرے کے ہمدرد خیر خواہ اور دوسروں کے لیے اللہ سے دعائے خیر کرنے والے ہوتے ہیں۔

اسلام میں ''محنت'' کا مقام:

اسلام نے محنت کو بڑا مقام عطا کیا ہے اور محنتی شخص کی بڑی حوصلہ افزائی کی ہے۔ نبی کریمؐ نے **الكاسب حبيب الله** (طبرانی) ''خود کمانے والا اللہ تعالیٰ کا دوست ہوتا ہے'' فرما کر محنت کی قدر و قیمت اجاگر فرمادی ہے۔ نیز آپؐ کا فرمان ہے: ''**ما اكل احد طعاً قط خيراً من أن ياكل من عمل يديه**'' کسی نے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے بہتر کوئی کھانا نہیں کھایا (صحیح بخاری)۔ آپؐ کو مزدوروں کے حقوق کا اس حد تک پاس تھا کہ وصال سے قبل آپؐ نے اپنی امت کے لیے جو آخری وصیت فرمائی وہ یہ تھی ''**الصلوة، الصلوة و ما ملكت ايمانكم**'' ''کہ نماز کا خیال رکھو اور ان لوگوں کا بھی جو تمہارے زیر دست ہیں'' (احمد، ابوداؤد) آپؐ نے مزید فرمایا: ''تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جن سے قیامت کے دن میں خود جھگڑوں گا۔ ان میں سے ایک وہ ہوگا، جس نے کسی سے کام کروایا۔ کام تو اس سے پورا لیا مگر اسے مزدوری پوری ادا نہ کی (صحیح بخاری)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپؐ نے فرمایا:

★ ''مزدور کو اس کا پسینہ خشک ہونے سے قبل اس کی مزدوری ادا کردو''۔(ابن ماجہ)

★ ''جو کوئی غیر آباد زمین کو آباد کرے تو وہ اسی کی ہے'' (گویا اس کی محنت نے اس کو مالکانہ حقوق عطا کر دیے۔(احمد، ترمذی، ابوداؤد)

جبکہ سرمایہ دارانہ نظام میں ساری عمر محنت کرنے کے باوجود بھی محنت کش کو مالکانہ حقوق نہیں مل سکتے۔

★ ''کسی کے پاس غیر آباد زمین ہو جسے وہ خود کاشت کرے نہ کسی کو کاشت کے لیے دے تو اس کی زمین بحق سرکار ضبط ہو جائے گی (یعنی یا تو اس پر محنت کر کے اس سے خود فائدہ اٹھائے یا کسی دوسرے کو اس سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دے۔ جب یہ دونوں شکلیں نہیں بن رہیں، تو بیکار زمین پر حکومت قبضہ کر لے گی تاکہ وہ آگے کسی ضرورت مند کو دے سکے۔ یہاں بھی محنت ہی اصل بنیاد قرار پائی ہے)

★ ''آپؐ نے مضاربت یا شراکت میں سرمایہ کے ساتھ محنت کی پوزیشن برابر قرار دی'' یعنی سرمایہ اور محنت دونوں کی قدر و قیمت یکساں ہے ایک شخص سرمایہ لگاتا ہے دوسرا اس پر محنت کرتا ہے تو منافع دونوں میں یکساں تقسیم ہوگا۔

★ ''کسی کو آپؐ نے کلہاڑا دے کر محنت کرنے کو کہا''

★ ''کوئی جوان شخص آپؐ کے پاس مانگنے آیا تو آپؐ نے اس کو مثال سے توجہ دلائی کہ تمہارے پاس ہاتھ پاؤں، آنکھ، کان، ناک اور زبان صحیح سالم موجود ہیں۔ اس صورت میں تمہارے پاس بے شمار دولت موجود ہے۔ محنت کر کے کماؤ، مانگتے کیوں ہو؟''

تمام انبیاء علیہم السلام خود کما کر کھاتے تھے:

انبیاء علیہم السلام جو پوری بنی نوع کے راہبر و رہنما، اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر ہیں، پوری انسانیت کا خلاصہ اور نچوڑ ہیں۔ اتنے معزز و محترم اور عظیم المرتبت ہونے کے باوجود سب نے اپنے دست مبارک سے کمایا ہے۔ بلکہ خود پیغمبروں نے تمام مبارک پیشوں کی بنیاد ڈالی ہے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہی پیشے جن کو آج سرمایہ پرست اور دولت کے پجاری حقیر سمجھتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کھیتی باڑی کیا کرتے تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے سب سے پہلے لکڑی کا کام کیا، حضرت ادریس علیہ السلام درزی بھی تھے اور خوشنویسی کی بنیاد بھی انہوں نے رکھی۔ حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہما السلام دونوں باپ بیٹے نے مل کر خانہ کعبہ کی تعمیر میں راج اور مزدور کا سا کام کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بکریاں چرائیں، حضرت داؤد علیہ السلام بادشاہ ہونے کے باوجود اپنے ہاتھوں سے زرہ بنایا کرتے تھے۔ اسی طرح ان کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام بھی عظیم الشان سلطنت کے سربراہ ہونے کے باوجود لوہے، تانبے اور پیتل کے بڑے بڑے برتن بنا کر اہل و عیال کو کھلاتے تھے۔

سب سے بڑھ کر خود سرور انبیاءؐ کی مثال موجود ہے جنہوں نے بچپن میں عرب کے ریگستانوں اور وادیوں میں بکریاں چرائیں۔ جوانی میں تجارت کی بعد از نبوت بھی دست مبارک سے ہر کام کیا۔ مسجد نبوی بناتے وقت مزدوروں کیطرح مٹی اور گارا ڈھویا۔ اور جنگ احزاب کے موقع پر خندق کھودتے وقت کدال لے کر بے شمار سخت پتھر توڑ ڈالے۔ آپ گھر میں بھی بکری کا دودھ دوھ لیا کرتے۔ جوتا مرمت کر لیا کرتے اور قمیض کو پیوند لگا لیا کرتے تھے۔

نبی اکرمؐ نے محنت کشوں کو بڑا مقام دیا:

یہاں بطور نمونہ چند پیغمبروںؑ کی مثالیں بیان کی گئی ہیں۔ انہی سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ اسلام میں محنت اور مشقت کا کتنا اہم مقام ہے۔ غور کریں تو وہ واقعہ کس قدر دلکش ہے، جب جنگ تبوک کے موقع پر آپؐ نے صحابہ کرامؓ سے چندہ کے لیے اپیل کی۔ ہر ایک نے حسب توفیق کچھ نہ کچھ لا کر اس کار خیر میں حصہ لیا۔ اور اس طرح ایک بہت بڑا ڈھیر بن گیا۔ اسی اثناء میں حضرت ابو عقیلؓ چند کھجوریں لے کر آئے، جو انہوں نے اس غزوہ میں اپنا حصہ شامل کرنے کی غرض سے ساری رات ایک یہودی کے ہاں محنت مزدوری کر کے حاصل کی تھیں۔ چونکہ وہ کھجوریں صرف ایک کلو کے قریب تھیں لہٰذا وہ یہ کھجوریں پیش کرنے سے ہچکچا رہے تھے۔ نبی اکرمؐ نے ان کی اس کیفیت کو بھانپ لیا اور آپؐ نے وہ کھجوریں سارے ڈھیر کے اوپر پھیلا دیں اور ان کو تسلی دی کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہاری کھجوروں نے سارے ڈھیر کو ڈھانپ لیا ہے اور سارے مال پر پھیل گئی ہیں، یہ تھوڑی کیسے ہوسکتی ہے؟ یہ آپ کی محنت کی قدر افزائی ہی تو تھی۔ دنیا کو وہ منظر کیسے بھول سکتا ہے جب حضرت عمرؓ امیر المومنین ہونے کی حیثیت سے فلسطین کی چابیاں لینے کے لیے فلسطین کی طرف عازمِ سفر ہوئے۔ ایک گھوڑے پر حضرت عمرؓ اور ان کا غلام باری باری سوار ہوتے تھے۔ جب آپ فلسطین کے قریب پہنچے تو فلسطینی عیسائیوں نے ملاحظہ کیا کہ غلام گھوڑے پر سوار ہے اور حضرت عمرؓ اس کی لگام تھامے ہوئے ہیں کیونکہ اس وقت گھوڑے پر غلام کی سواری کی باری تھی...... کیا ایسی مساوات، آقا و غلام میں خیر خواہی و ہمدردی، محبت و مودت کا نمونہ کہیں اور مل سکتا ہے۔

دنیائے اسلام میں اپنے وقت کے بڑے بڑے نامور علماء و فضلا اپنے ہاتھ سے کما کر کھانے والے اور محنت کش ہی ہوا کرتے تھے۔ وہ حدّاد (لوہار) نجّار (بڑھئی) قصار (دھوبی) قدوری (ہنڈیا بنا کر بیچنے والے) کہلانے اور لکھنے میں کوئی عار محسوس نہ کرتے تھے۔ مزید یہ کہ وہ موچی اور درزی جیسے کام بخوشی کر لیا کرتے تھے۔

مزدور سے حسن سلوک اور نظامِ کفالت:

آج ہر طرف یہی سوال ہے کہ مزدور کی مناسب اجرت کیا ہونی چاہیے؟ حالانکہ اسلام نے چودہ سو سال قبل اس کا صحیح حل پیش کر دیا تھا۔ نبی پاکؐ نے فرمایا: جو خود کھاؤ ویسا انہیں کھلاؤ، جو خود پہنو ویسا ان کو پہناؤ'' اس طرح وہ آجر و مزدور کے درمیان تعلقات آزادی اور مساوات کی بنیاد پر فراہم کرتا ہے۔ دوسری جگہ آپؐ کا ارشاد گرامی ہے:

''ابن آدم کا بنیادی حق یہ ہے کہ اس کے لیے گھر ہو جہاں وہ رہ سکے، کپڑا ہو جس سے وہ اپنے جسم کو ڈھانپ سکے، کھانے کے لیے روٹی اور پینے کے لیے پانی ہو جس سے وہ زندہ رہ سکے۔ زیر دست کو ضرورت کی مطابق مناسب غذا اور لباس دیا جائے اور اس پر اتنا بار ڈالا جائے جسے وہ آسانی سے برداشت کر سکے'' (مسلم)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے ''نظامِ اجرت'' کے بجائے ''کفالت'' پر زور دیا ہے۔ یعنی ایک ملازم کو اتنا معاوضہ ضرور ملے جس سے وہ اپنے اہل و عیال کی بخوبی کفالت کر سکے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور انہیں بنیادی ضروریات زندگی بھی مہیا کر سکے۔ آپؐ نے اپنے خطبہ حجۃ الوداع میں بھی مزدوروں کے حقوق پر بڑا زور دیا۔ اس طرح اسلام نے مزدور کو تمام بنیادی حقوق گھر، لباس، خوراک، تعلیم اور علاج معالجہ سب حقوق پورے کرنے کی تلقین کرتے ہوئے کل افرادِ خانہ کی کفالت کا بندوبست کرنے کا حکم دیا اور ان سے حسن سلوک کرنے کا حکم دیا۔ ان کو مارنے ڈانٹ ڈپٹ کرنے یا ان کی ہمت سے زیادہ کام لینے سے روکا گیا۔

دن منانے کا رواج:

دن منانے کا رواج تو اہل مغرب کی ایک استحصالی سکیم ہے کہ عملاً کسی کے حقوق دبائے رکھو اور سال بھر میں اس کے نام کا صرف ایک دن منالو۔ اس دن ان کی خاطر لمبی چوڑی لچھے دار اور جذباتی انداز میں تقریریں کر کے ان کو زبانی کلامی خراج تحسین پیش کرتے رہو کہ تاکہ کام بھی بنا رہے اور مظلوم کا استحصال بھی جاری رہے۔ ان کو اپنے ہاں سے کچھ نہ دینا پڑے اور محض ان کے نام پر نعرے بازی، مظاہروں اور ریلیوں سے ان کے پیٹ بھر دیے جائیں۔

سوال یہ ہے کہ کیا مسلمانوں کے لیے کوئی یوم محنت ہونا چاہیے؟ اسلام جو آج سے چودہ صدیاں قبل سے عام پسماندہ طبقوں کو مستقل حقوق دے کر اشراف کی صف میں لا کھڑا کرتا رہا ہے اور آج بھی کرتا ہے (مثلاً خاندانِ غلاماں کو چشم فلک کب بھول سکتی ہے۔ جنہوں نے غلام ہونے کے باوجود وہ قدر و منزلت پائی کہ مدت تک برصغیر ہندو پاک میں حکمران رہے) یہ دین صرف ایک دن کے لیے مزدوروں کے حقوق تسلیم نہیں کرتا بلکہ تاحیات ان کو ادا کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ اس لیے سب سے پہلی بحث تو یہ ہے کہ کیا عالم اسلام کو یہ دن منانے کی ضرورت بھی ہے کہ نہیں؟ اس کا جواب میری ناقص رائے میں تو یہی ہے کہ اہل مغرب کے غلبے سے پہلے مسلمان معاشروں میں محنت کشوں کے لیے کبھی یہ نوبت ہی نہیں آئی کہ وہ اپنے حقوق مانگنے کے لیے مجبور ہوں یا برسر عام سڑکوں پر نکل آئیں یا اپنی ٹریڈ یونین تشکیل دیں۔ ان میں تو کبھی طبقاتی منافرت پیدا ہی نہ ہوئی تھی، ان کو معاشرے میں بڑا اہم مقام حاصل تھا، ان کی مادی ضروریات بھی پوری ہو رہی تھیں، روحانی ترقی کے ساتھ ساتھ مادی خوشحالی بھی انہیں حاصل تھی اور عزت نفس بھی محفوظ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی۔ لہٰذا ان کا دل مطمئن اور بارہ گاہ الٰہی میں قانع تھا۔

مگر جب مسلمان ممالک یورپ کے استحصال کا شکار ہوئے تو یہاں بھی بڑی بڑی جاگیرداریاں معرضِ وجود میں آئیں۔ بڑے سرمایہ دار اور کارخانہ دار پروان چڑھے۔ ایمانی و اخلاقی قدریں مفقود ہونے لگیں اور مادی ترقی و مالی خوشحالی ہی حقیقی نصب العین ٹھہری۔ دوسری طرف عالم اسلام پر وہ مغرب زدہ طبقہ مسلط ہوا جو مغربی تہذیب کو ہی سب کچھ سمجھتے تھے۔ انہوں نے اہل مغرب کی ہر بات کو صحیح سمجھ کر اسلام سے اس کا جواز لانے کی کوشش کی۔ اسی مرعوبیت کا ہی نتیجہ ہے کہ ایک طرف مسلمان معاشروں میں بھی محنت کشوں میں وہ محرومیاں (جو مغربی معاشروں کا خاصہ ہیں) پیدا ہو چکی ہیں۔ چنانچہ اب مسلمان حکمران ہر سال یومِ محنت مناتے ہوئے فخر سے یہ بیان دیتے ہیں کہ اسلام نے مزدوروں کو بہت حقوق دیے ہیں۔ مگر مغربی فریب کاروں کی طرح خود بھی اپنے غریب، متوسط اور محنت کش رعایا کو آئے دن ٹیکسوں کے بوجھ تلے کچل کر پیتے چلے جاتے ہیں اور خود الگ ان ٹیکسوں کے تاج محل پر بیٹھ کر عیاشیاں کرتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ اپنے محنت کش طبقے کی ہمدردی کے گیت بھی الاپتے رہتے ہیں۔

اگر مسلمانوں کو اس حوالے سے کوئی دن منانا ہی ہے (جو کہ میری رائے میں محلِ نظر ہے) تو پھر یہ ''یومِ مئی'' نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اس طرح طبقاتی منافرت کا تعارف کرانے والوں کو ''شہدائے شکاگو'' کہہ کر اسلام کے لفظ ''شہید'' کی تحقیر کی جاتی ہے۔ اہل مغرب کے پیمانے، ہمارے پیمانے ہرگز نہیں ہو سکتے۔ بلکہ یومِ محنت ہونا چاہیے اور اپنی اسلامی تاریخ کے مطابق اس کا تعین کیا جائے۔

یومِ مئی کو بہر صورت ہمیں ختم کرنا چاہیے۔ یہ سویت یونین کے دور کی یادگار ہے۔ وہ خود اب ختم ہو چکا۔ وہاں اب یہ رسم نہیں منائی جاتی۔ تو پھر ہمیں یہ دن سرکاری پیمانے پر منانے کی کیا ضرورت ہے۔ خواہ مخواہ اس دن تعطیل کر کے اہم قومی دن ضائع کر دیا جاتا ہے۔ تمام اداروں کو غیر ملکی تہوار کی خاطر بند کرنا کون سی عقلمندی ہے، خود امریکہ میں بھی یہ دن سرکاری طور پر نہیں منایا جاتا۔

بہرحال اگر کوئی دن منانا ہی ہے تو یومِ محنت کے لیے ہمیں اپنی تاریخ کی طرف رجوع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا چاہیے۔ میرے خیال میں یہ ۹ ذی الحجہ کا دن ہو سکتا ہے جب تمام حجاج کرام میدان عرفات کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں، تو خانہ کعبہ کو اس دن غسل دیا جاتا ہے اور غلاف کعبہ تبدیل کیا جاتا ہے۔ یا پھر ''یوم خندق'' کو ''یوم محنت'' کے طور پر منایا جا سکتا ہے۔ جب عہد نبویؐ ۵ ھ میں مدینہ کے مسلمانوں پر سارے عرب کے یہودیوں، کافروں اور مشرکوں کا مشترکہ لشکر چڑھ دوڑا تو اس وقت نبی پاکؐ نے حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورہ سے اپنے دفاع کی خاطر مدینہ کے شمالی جانب ایک خندق کھودی۔ یہ خندق ساڑھے تین میل لمبی، پندرہ فٹ گہری اور پندرہ فٹ ہی چوڑی تھی۔ ۸ ذی القعدہ سے لے کر ۱۷ ذی القعدہ تک یعنی دس دنوں (اور کچھ روایات کے مطابق بیس دنوں) میں یہ خندق مکمل ہوئی۔ تین ہزار صحابہ کرامؓ نے اسے مل کر کھودا۔ دس دس آدمیوں کے ذمے چالیس چالیس ہاتھ کھدائی تھی۔ سب نے اس خندق کی کھدائی میں بڑی محنت و مشقت سے کام کیا۔ چونکہ اس وقت مسلمانوں کے مالی حالات بھی کچھ اچھے نہ تھے، لہٰذا بھوک اور فاقہ کی کیفیت بھی تھی۔ کمریں سیدھی رکھنے کی غرض سے تقریباً تمام صحابہ کرامؓ اپنے پیٹ پر پتھر باندھے رکھتے تھے، ایک صحابیؓ نے نبی کریمؐ کے سامنے اپنے فاقہ و تنگدستی اور پیٹ پر پتھر باندھنے کا ذکر کیا تو آپؐ نے اپنا قمیض مبارک اٹھا کر دکھایا کہ آپؐ کے بطن اطہر پر ایک کے بجائے دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔ ہمیں سرورِ کائنات کی یہ محنت اور مشقت یاد رکھنی چاہیے۔ جس کا آج کے دور میں ہم کسی قائد اور لیڈر سے توقع بھی نہیں کر سکتے۔ دوران کھدائی ایک پتھر سخت ثابت ہوا۔ تمام صحابہ کرامؓ کدال مار مار کر تھک گئے۔ مگر ان سے وہ ٹوٹتا نہ تھا۔ بالآخر آپؐ سے ذکر کیا گیا، تو آپؐ نے اپنی کدال سے اس پر تین ضربیں لگا کر اس کو توڑ دیا۔ آپؐ کی ہر ضرب پر اس پتھر سے ایک روشنی نکلتی اور آپؐ ہر ضرب پر باری باری شام، ایران اور یمن کی فتح کی بشارت سناتے جاتے۔ خندق کھودتے وقت آپؐ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے تاکہ محنت و مشقت کی سنگینی کچھ کم ہو اور دلوں پر خوشگوار اثرات مرتب ہوں۔

اَللّٰھُمَّ لَوۡ لَا ھَدَیۡتَ مَا اھۡتَدَیۡنَا   وَلَا تَصَدَّقۡنَا وَلَا صَلَّیۡنَا

اَللّٰھُمَّ أنزل السکنیۃ علینا   وَ ثَبِّتِ الا قدام اِنۡ لا قینَا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے اللہ! اگر تو ہمیں ہدایت نہ دیتا، تو ہم ہدایت نہ پاتے، نہ صدقہ کرتے نہ نماز پڑھتے، اے اللہ! تو ہم پر سکینت نازل فرما اور جب دشمن سامنے آئے تو ہمیں ثابت قدم رکھ۔ لوگ ہمارے خلاف زیادتی کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں جب کہ ہم ان سے زیادتی نہیں کرتے''۔

حضور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ان اشعار کے جواب میں فرماتے:

اللّٰھُمَّ لا عیش إلا عیش الا خرۃ فاغفر الا نصار والمھاجرۃ

''اے اللہ! آخرت کی بھلائی ہی اصل بھلائی ہے، اے اللہ! تو انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما''

سبحان اللہ! کیا پاکیزہ اور روح پرور منظر ہے۔ ''فرمانروائے مملکت اسلامی'' کس طرح خود محنت کش بن کر محنت کشوں کے ساتھ کام میں مشغول ہے۔ ان سے دوگنا فاقہ ہے۔ ان سے دگنی آپ ﷺ کی مشقت ہے۔ پھر اس پر مستزاد یہ کہ ان کی باہمت اور پرعزم آواز کے ساتھ آواز ملا کر حوصلہ افزائی کے لیے اشعار بھی پڑھ رہے ہیں، تاکہ کسی کو کام بھاری محسوس نہ ہو، نیز آخر میں انصار و مہاجرین دونوں کو تصور دلا دیا کہ یہ دنیا اصل مقصود نہیں بلکہ اصل مقصود آخرت کی بھلائی و خوشحالی ہے اور ساتھ ہی ساتھ اپنے رفقائے کار کے لیے دعائے خیر کا سلسلہ بھی جاری ہے۔

اے مسلمانو! اگر تم ''یوم محنت'' منانا چاہتے ہو تو ۸ ذی القعدہ کو مناؤ اور اپنے ہادی اعظم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو سامنے رکھتے ہوئے ان محنت کشوں کو خلوص و محبت کے ساتھ گلے لگالو۔

اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی حقیقت ہے کہ اگر آج بھی کوئی اسلامی مملکت اسلام کے نظام عدل پر مبنی اسلامی شریعت اپنے ہاں نافذ کر لے تو پھر اسے غیر مسلموں کی نقالی میں یہ دن منانے کی قطعاً کوئی ضرورت پیش آ ہی نہیں سکتی۔

یہاں ایک اور نکتہ بھی قابل غور ہے۔ علماء، اساتذہ، سیاسی لیڈران سب پر یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ عوام الناس کو ان کے شرعی و تمدنی حقوق و فرائض سے اس طرح آگاہ کریں کہ وہ مغرب کے دیے ہوئے فریب کارانہ اور مکارانہ اوپرے حقوق کی چکاچوند سے مرعوب ہو کر ایسے دن نہ مناتے پھریں اور اگر علماء و اساتذہ کرام یہ کام نہ کریں تو وہ روز قیامت اللہ تعالیٰ کے ہاں اس بات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے جوابدہ ہوں گے۔

مزدور کے فرائض اسلام کی رُو سے:

اسلام نے اگر ایک طرف مزدوروں کے حقوق متعین کیے ہیں۔تو دوسری طرف ان کو ان کے فرائض بھی بتا دیے گئے ہیں۔قرآن پاک کے فرمان کے مطابق مزدور میں دو خوبیاں ہونا ضروری ہیں۔ارشاد ہوتا ہے:

إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِيْنُ. (القصص:۲۸)

بہترین مزدور جو تو رکھے،اسے طاقت ور اور امانتدار ہونا چاہیے۔

اس طرح اسلام نے جو دو صفات مزدور کے لیے مقرر کی ہیں یہ کاروبار کی اصل جان ہیں۔کام کرنے کی قوت اور صلاحیت بھی ہو دوسری طرف ایمانداری اور خیر خواہی کا جذبہ بھی موجود ہو۔اگر نیک نیتی نہ ہو تو وہ مالک کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔

حدیث میں ارشاد نبوی ہے:اِلَّا كُلُّكُمْ رَاعٍ و كُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ.

یاد رکھو!تم میں سے ہر شخص نگران اور مسئول ہے اور اس سے اس کی ذمہ داریوں کے بارے میں (روزِ قیامت)سوال کیا جائے گا۔(صحیح بخاری)

عالم اسلام کے مسلم مزدوروں کو مبارک ہو کہ اسلام نے مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے قبل اس کے واجبات ادا کرنے کا حکم دیا اور پھر اس کو اس کی ذمہ داریوں سے بھی خود ہی آگاہ کر دیا۔اس طرح آجر اور سرمایہ دار میں خلوص، ہمدردی خیر خواہی اور ایثار کا رشتہ قائم کر دیا۔اور مبارک ہو کہ ان کے ہادی ورہنما نے خود محنت کی۔مزدوروں کی طرح پتھر اٹھائے اور مزدورں کے حقوق کی ادائیگی کو یقینی بنانے کے اصول مقرر فرمائے۔

مسلم حکمرانوں کو اپنے ہادی ورہنما محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر یوم محنت منانے کے بجائے عملاً ان کے حالات کو سنوارنا چاہیے۔اپنے زیردست مزدوروں کے ساتھ مل کر کام میں ہاتھ بٹانا،ان کی حوصلہ افزائی کرنا ان کے حالات کا جائزہ لینا چاہیے۔کہیں ایسا تو نہیں کہ سرمایہ دار، وڈیرے، جاگیردار ان کے حقوق کے لیے واویلا تو کر رہے ہوں۔مگر عملاً ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے حقوق غصب کیے بیٹھے ہوں، اور ان کا بھی غیر مسلم مزدوروں کی طرح عملاً استحصال کر رہے ہوں۔ امیر و غریب آجر و مزدور کی طبقاتی تفریق ختم کرنا ضروری ہے۔

مسلم ممالک کے حکمرانوں کو چاہیے اپنے مزدوروں کے لیے ہر ممکن آسائش اور سہولت مہیا کریں۔ کرپشن بد دیانتی اور غریب کے استحصال سے بچیں۔ ان بیچاروں کے ساتھ ایسا فیاضی والا سلوک کریں کہ دنیا بھر کے مزدور یہ کہنے پر مجبور ہو جائیں کہ مزدور کی قدر صرف اسلام جانتا ہے یا مسلمان۔ ان کو خوراک، علاج اور مفت تعلیم کی سہولتیں مہیا کریں۔

مگر آج مسلمانوں میں کیسا احساس کمتری ہے کہ ہمارے اپنے گھر میں تہذیب و ثقافت کے قیمتی ہیرے موتی موجود ہیں مگر ہم غیروں کے پتھر کے ٹکڑوں اور ٹھیکروں کو للچائی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور پھر فیشن سمجھ کر اس کو قبول کر لیتے ہیں۔

ہمارے لیے قابل غور امر یہ ہے کہ کیا اغیار بھی کبھی ہمارے مذہبی تہواروں اور قومی دنوں کو مناتے ہیں۔ کیا اس طرح ہمارے دینی تہواروں (یعنی عیدالفطر یا عیدالاضحیٰ) کے موقع پر عام تعطیل سرکاری طور پر کرتے ہیں اور ہمارے یادگار دنوں کو یاد رکھتے ہیں، انہیں کوئی اہمیت دیتے ہیں یا صرف مسلمان ہی اتنے بے وقوف بن گئے ہیں کہ ہندو، عیسائی، یہودی، کمیونسٹ ہر ایک کے ساتھ ہر جائز و ناجائز کام میں شریک ہو جاتے ہیں۔

بات تو تہذیبوں کی ہو رہی ہے۔ ہر قوم اپنی تہذیب و ثقافت کی رکھوالی کرتی ہے۔ اور دوسروں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے سے گریز کرتی ہے۔ تو آیئے ہم بھی اپنی ثقافت کی پاسداری کے لیے سرگرم عمل ہو جائیں اور مزدوروں کو ان کے حقوق مکمل طور پر اسلام کے مطابق دینے کے لیے وطنِ عزیز میں ایک بہت بڑی مہم برپا کر دیں۔ اللہ ہمیں اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق دے۔ آمین

❁❁❁❁❁

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب نہم

عالمی یومِ آبادی (12 جولائی) اور اسلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَاِنِّیْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُمَمَ فرمان نبویؐ (ابوداؤد، نسائی)

ایسی عورتوں سے نکاح کرو جو شوہروں سے محبت کرنے والی ہوں
اور زیادہ بچے پیدا کرنے والی ہوں، بے شک میں تمہاری کثرت کی بنا پر
(روزِ قیامت) دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بابِ نہم

عالمی یومِ آبادی اور اسلام

1۔ 12 جولائی عالمی یومِ آبادی

2۔ 1967ء میں یو۔این۔او نے پاپولیشن فنڈ قائم کیا

3۔ فی زمانہ دو تین نعرے عام ہیں

4۔ عالمی بہبودِ آبادی کانفرنس

5۔ مسلم ممالک میں خاندانی منصوبہ بندی پر اتنا زور کیوں ہے......؟

6۔ کتابچہ اکیسویں صدی کا استقبال اور بے خبر مسلمان

7۔ عیسائیوں نے مسلمانوں پر بے شمار خونریز حملے کیے

8۔ صلیبی جنگیں

9۔ منگول مسیحی اتحاد اور سقوطِ بغداد

10۔ 1492ء میں مسلمانوں کو سپین سے نکالنے پر کتنے مظالم کیے گئے

11۔ سپین کی روحانی عدالتیں

12۔ برصغیر کے مسلمانوں پر صلیبی مظالم اور واسکوڈی گاما

13۔ 1857ء کی جنگ آزادی

14۔ امریکہ کے قدیم مسلم باشندے اور ریڈ انڈینز

15۔ افریقہ میں مسیحی صلیبیوں کے مظالم

16۔ بیسویں صدی میں

17۔ 1947ء قیام پاکستان

18۔ سابق امریکی صدر ''نکسن'' کے ایک مضمون کا اقتباس

19۔ 2001ء میں نائن الیون کا خودساختہ ڈرامہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

20۔ موجودہ دور میں مذاہب کا تناسب
21۔ عالمی یومِ آبادی شرعی لحاظ سے
22۔ آبادی کی نہیں، وسائل کی صحیح منصوبہ بندی کی ضرورت ہے
23۔ مسلمانوں کے لیے عالمی یومِ آبادی منانا ممنوع ہے
24۔ ہمارے دین کا پیغام
25۔ اہلِ پاکستان معاشی خود کفالت کیسے حاصل کر سکتے ہیں؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عالمی یومِ آبادی 12 جولائی

12 جولائی کو یو۔این۔او کے ایجنڈے کے مطابق تمام رکن ممالک آبادی کا عالمی دن مناتے ہیں۔ اس دن جگہ جگہ پروگرام اور سیمینار ہوتے ہیں۔ جلوس اور ریلیاں نکلتی ہیں۔ اخبارات ایڈیشن نکالتے ہیں۔ٹی۔وی اور ریڈیو پر قوم کے نام پیغام نشر کیا جاتا ہے کہ اپنی آبادی کو کنٹرول کرو۔ بچوں کی پیدائش میں وقفہ رکھو۔ ''بچے دو ہی اچھے'' ''چھوٹا خاندان زندگی آسان'' جیسے بے شمار نعرے تخلیق کیے گئے ہیں۔

بچوں کی نصابی کتب میں آبادی کو کنٹرول میں رکھنے کی ترغیب اور پھر تربیت بڑے اہتمام سے کی جاتی ہے کہ ملکی وسائل کم ہیں اور آبادی اتنی زیادہ بڑھتی جارہی ہے کہ ہر بچے کو علاج معالجہ، صحت، تعلیم وغیرہ کی سہولت نہیں مل رہی۔ جب بچوں نے آوارہ ہی پھرنا ہے اور ناکارہ افراد کا ملک کو بوجھ اٹھانا پڑے گا تو پھر زیادہ بہتر یہ ہے کہ اپنی آمدنی کے مطابق پاؤں پھیلاؤ اور اپنے وسائل کے مطابق بچے پیدا کرو۔

وطنِ عزیز میں 1967ء میں یو۔این۔او کے پاپولیشن فنڈ کے قیام سے یہ سلسلہ شروع ہوا۔ پھر حکومت مختلف دور میں اس کام کے لیے سرکاری محکمے قائم کرتی رہی۔ ''کبھی اس کا نام منصوبہ بندی کمیشن، کبھی خاندانی منصوبہ بندی کا محکمہ وغیرہ رہا ہے۔ آج کل اس محکمہ کا نام محکمہ ''بہبود آبادی'' ہے۔ اس محکمہ کا وزیر بھی مقرر کیا جاتا ہے۔ 12 جولائی کو حکومتی سرپرستی میں آبادی کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔ اس میں لوگوں کو آبادی کنٹرول کرنے کے فوائد اور گر بتائے جاتے ہیں...... عالمی مالیاتی اداروں کی طرف سے اپنی آبادی کو کم رکھنے کے لیے مفت ادویہ ارسال کی جاتی ہیں۔ سبز ستارہ اور چابی والی گولیاں تقسیم کی جاتی ہیں۔ منصوبہ بندی سینٹر ملک میں جگہ جگہ کھلے ہوئے ہیں اور مڈل اور میٹرک کرنے والی طالبات کو آٹھ دس دن کی ٹریننگ دے کر ان سینٹروں میں بٹھا دیا جاتا ہے۔ وہ بیچاری اپنی تنخواہ کے لالچ میں غریب اَن پڑھ خواتین کی صحت سے کھیلتی رہتی ہیں...... ناقص ادویہ اور ناقص ٹریننگ کی بدولت بہت سی خواتین اپنا حمل روکتے روکتے راھی ملک عدم ہو جاتی ہیں......

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فی زمانہ دو تین نعرے عام ہیں:

وطن عزیز میں دو تین نعرے اتنے مشہور و معروف ہو چکے ہیں، گاڑیوں بسوں پر، بینرز، پوسٹرز میں ٹی۔وی۔ریڈیو پر، اخبارات میں ہر جگہ بڑے اہتمام سے حکومت ان کو چھپواتی ہے "کم بچے خوشحال گھرانہ" "چھوٹا خاندان زندگی آسان" "بچے دو ہی اچھے" وغیرہ یو۔این۔او کی طرف سے دیگر مالی پابندیوں کے باوجود خاندانی منصوبہ بندی کے لیے امداد برابر جاری رہتی ہے اور پھر باقاعدہ نوٹس دیا جاتا ہے کہ آپ لوگوں نے دیئے ہوئے اہداف پورے نہیں کیے۔ مگر خود محکمہ بہبود آبادی کے ذمہ داران مرد ہوں یا عورتیں، ان کے اپنے بچے دو سے کتنے زیادہ ہو جاتے ہیں...... وہ خود اپنے بچوں کو کنٹرول نہیں کر سکتے۔ لہٰذا اس میدان میں بھی پاکستان کو مسلسل نکو بنایا جاتا ہے۔

عالمی بہبود آبادی کانفرنس:

2005ء میں جنرل مشرف نے بیرونی دباؤ پر اسلام آباد میں تمام مسلم ممالک کی خاندانی منصوبہ بندی کی عالمی کانفرنس کروائی، جس میں ان کے بقول 4 ہزار علماء و مشائخ کو یہ ذمہ داری سونپی گئی کہ وہ خاندانی منصوبہ بندی کے لیے باقاعدہ مشاہرہ پہ کام کریں۔ شاید ان کے وعظ و تبلیغ سے لوگ آبادی کم کرنے کی طرف مائل ہو جائیں......

حقیقت یہ ہے کہ مسلم ممالک میں خاندانی منصوبہ بندی پر اتنا زور دینے کی کچھ مخصوص وجوہات ہیں:

1- مغربی ممالک تو پہلے ہی اپنی آبادی کو کافی کم کر چکے ہیں۔ جب عورتیں ملازمت کے لیے گھروں سے باہر نکلیں تو پھر ساتھ ساتھ بچوں کو جنم دینا اور پالنا بہت مشکل تھا۔ لہٰذا مانع حمل ادویات استعمال کر کے اور اپنے حمل ضائع کروا کر وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔ اب ان کی آبادی اتنی کم ہو چکی ہے کہ ملک کا انتظام سنبھالنے کے لیے باہر سے لوگوں کو ملازمتیں دینا ان کی مجبوری بن گیا ہے۔ اب ہزار ترغیب و تحریص کے باوجود ان کی خواتین بچے جنم دینے اور پالنے کی مشقت میں پڑنا ہی نہیں چاہتیں۔ جبکہ ان کے مخصوص طرزِ رہائش کے باعث وہ بچے پھر اکیلی ماں کو ہی پالنا پڑتے ہیں۔ اور باپ یا بوائے فرینڈ ان کو پالنے میں ماں کا ساتھ دینے کو تیار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوتا...... دوسری طرف مسلمانوں کی شرح پیدائش ویسے بھی زیادہ ہے۔ علاوہ ازیں بہت سے یہودی، عیسائی، ہندو بھی اپنے سابقہ مذاہب کو چھوڑ کر حلقہ بگوشِ اسلام بنتے جا رہے ہیں...... اس طرح مسلمانوں کی تعداد دنیا میں بڑھ رہی ہے۔ جبکہ عیسائیوں کی تعداد مشنریوں کی ہزار کوششوں کے باوجود کم ہوتی جا رہی ہے۔ اس کی وجہ سے عیسائی مسلسل بوکھلائے ہوئے ہیں۔ وہ اپنے ماتحت مسلم حکومتوں پر اپنی آبادی کو کنٹرول کرنے کے لیے اتنا ہی زیادہ دباؤ ڈالتے ہیں۔

ایک اخباری اطلاع کے مطابق اب پنجاب اسمبلی کا چھ رکنی پارلیمانی وفد وزارت بہبود آبادی کے تعاون سے مسلم ممالک کا دورہ کرے گا اور اس بات کا جائزہ لے گا کہ ان کی حکومتیں اپنی آبادی کو کنٹرول کرنے کے لیے کیا تدابیر اختیار کر رہی ہیں۔

غیر ملکی دورے پر جانے والا پنجاب اسمبلی کا یہ پہلا وفد ہوگا جو ملائیشیا، انڈونیشیا اور مشرق وسطیٰ کے مسلم ممالک میں جائے گا۔ وفد کے ایک رکن نے اخبار نویسوں سے باتیں کرتے ہوئے کہا کہ حکومت امریکہ یا کینیڈا کے دورے پر بھیجتی تو خوشی بھی ہوتی۔ اسلامی ملکوں میں جا کر ہم کیا کریں گے۔ سپیکر نے نامزدگی کر دی ہے اس لیے مجبوراً جا رہے ہیں ورنہ ہمیں بہبود آبادی میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اس چھ رکنی پارلیمانی وفد پر ملکی خزانے کا کتنا پیسہ خرچ ہوگا؟ خبر میں اس کی کوئی تفصیل موجود نہیں ہے لیکن یہ وفد اسلامی ممالک کا دورہ کرنے پر زیادہ خوش نہیں ہے۔ اس کی بجائے اگر وفد کو انگلینڈ یا امریکہ بھیجا جاتا تو ارکان کو خوشی بھی ہوتی۔ اکبر الٰہ آبادی نے کہا تھا کہ

سدھاریں شیخ کعبے کو ہم انگلستان دیکھیں گے
وہ دیکھیں گھر خدا کا ہم خدا کی شان دیکھیں گے

اس طرح اگر سپیکر خود عمرے پر روانہ ہو جاتے اور اس وفد کو لندن یا پیرس بھیج دیتے تو ارکان کو خوشی بھی ہوتی لیکن مغربی ممالک کو آبادی کنٹرول کرنے کا کوئی خاص مسئلہ درپیش نہیں ہے۔ یہ مسئلہ اسلامی ممالک میں ہی پایا جاتا ہے اس لیے حکومت نے وفد کو انڈونیشیا، ملائیشیا اور مشرق وسطیٰ میں بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ یہ بھی معلوم نہیں کہ ارکان وفد کے خود اپنے کتنے کتنے بچے ہیں اور وہ برتھ کنٹرول پر یقین بھی رکھتے ہیں یا نہیں! (نوائے وقت سرراہے 19-12-2003)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ میں یہی سمجھی ہوں کہ عالمی یومِ آبادی منانے کا مقصد عیسائیوں کی آبادی میں اضافہ کرنا جبکہ مسلمانوں کی آبادی اور تعداد کو ہر ممکن طریقے سے کم کرنا مقصود ہے۔ جس کے لیے وہ ہر وقت مختلف حربے استعمال کرتے رہتے ہیں۔

-1 مسلمانوں میں جبراً اپنی زبان، لباس اور دیگر آداب و اطوار رائج کرنا، تاکہ اگر وہ عیسائی نہ بھی بن سکیں...... مگر پھر بھی مسلمان نہ رہیں...... اور مغربی تہذیب کے وفادار وفرمانبردار بن جائیں۔

-2 مغربی نظامِ تعلیم کو مسلمان ممالک میں رائج کرنا حتیٰ کہ ان کے مدارس پر بھی مکمل کنٹرول حاصل کرنے کی کوشش کرنا...... ان میں بے حیائی کو فروغ دینا اور خاندانی نظام کو برباد کرنا۔

-3 اپنے تہوار اور مختلف عالمی دن منانے پر مسلم حکومتوں پر زور ڈالنا۔

-4 ذرائع ابلاغ کے ذریعے افواہوں، غلط خبروں، مباحثوں اور تجزیوں کے ذریعہ سے مسلمانوں نوجوانوں کو مغرب کے سحر سے باہر نہ نکلنے دینا اور دین اسلام کے بارے میں اور مسلمانوں کے بارے میں ان کے ذہن میں شکوک وشبہات پیدا کرنا بلکہ اس سے بدظن کرنا۔

-5 سپورٹس پر بے تحاشا زور دینا...... کہیں مسلمان اپنے دین، فہم قرآن، عربی زبان اور اپنے جہاد کی طرف مائل نہ ہو جائیں کہیں وہ اسوہ رسولؐ کے مطابق زندگی نہ گزارنے لگ جائیں۔ لہٰذا جہاد کو دہشت گردی قرار دیا، نبی اکرمؐ کے گستاخانہ کارٹون تیار کیے۔ قرآن کو دہشت گردی سکھانے والی کتاب قرار دیا...... پھر جہاد کو نیست و نابود کرنے کے لیے بہت سے حربے اختیار کیے۔

-6 عیسائی ابتدائے اسلام ہی سے مسلمانوں سے برسرِ پیکار چلے آرہے ہیں۔ جہاں ان کا بس چلا بڑی بے دردی سے مسلمانوں کو تہ تیغ کیا، ان کے کتب خانے جلائے۔ علاقوں کو تباہ و برباد کیا۔ وسیع لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم کیا۔ میرے سامنے اس وقت محترم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملک احمد سرور صاحب کا کتابچہ ''اکیسویں صدی کا استقبال اور بے خبر مسلمان'' پڑا ہے۔ جس میں انہوں نے مسیحی بھیڑیوں کے ہاتھوں مسلم آبادی کے استیصال کا جائزہ لیا ہے۔ میں شکریہ کے ساتھ اس کے چند چیدہ چیدہ جملے بہت اختصار کے ساتھ آپ کی خدمت میں پیش کرتی ہوں۔

صلیبی جنگیں:

1- گیارھویں صدی عیسوی میں عیسائیوں نے متحد و منظم ہو کر مسلمانوں پر حملوں کا آغاز کیا۔ بیت المقدس پر قبضہ کرنے کے لیے عیسائیوں نے مسلمانوں کے خلاف دو سو سال تک مسلسل آٹھ صلیبی جنگیں لڑیں حالانکہ مسلمانوں کے دورِ حکومت میں بیت المقدس میں عیسائیوں کو وہ تمام مراعات حاصل تھیں جو مسلمانوں کو حاصل تھیں۔ سرکاری عہدے بلا امتیاز مذہب دیئے جاتے۔ مسلمان پولیس صرف اس وقت مداخلت کرتی جب عیسائی متحارب فرقے آپس میں لڑنے لگتے۔ اگر مسلمان پولیس مداخلت نہ کرتی تو عیسائی ایک دوسرے کو ذبح کر دیتے اس کے باوجود یورپ کے عیسائی جنونی پادریوں نے عیسائی عوام کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا۔ 1095ء سے یہ جنگیں شروع ہوئیں۔ یہ عیسائی لشکر یورپ سے روانہ ہوئے جہاں سے گزرے، وسیع لوٹ مار اور قتل و غارت کرتے ہوئے یروشلم پہنچے۔ یروشلم پر قبضہ کر لیا تو عربوں کو بازاروں اور گھروں میں تہ تیغ کیا، مغلوبوں کے لیے یروشلم میں پناہ کی کوئی جگہ نہ رہی۔ پیدل اور سوار عیسائی فوج تمام پناہ ڈھونڈنے والوں پر ٹوٹ پڑتی تھی...... فاتح مردوں کی لاشوں پر بگٹٹ دوڑ رہے تھے...... مسجد کی ڈیوڑھی میں گھٹنوں گھٹنوں خون بہہ رہا تھا اور گھوڑے کی لگام تک پہنچتا تھا......

سبھی مؤرخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس لڑائی میں کم و بیش 70 ہزار مسلمانوں کو قتل کیا گیا۔ پھر 1109ء میں طرابلس پر حملہ کیا۔ وہاں بھی وسیع قتل و غارت اور لوٹ مار کی۔ ساتھ ساتھ کتب خانوں، تعلیمی اداروں اور کارخانوں کو بھی نذرِ آتش کر دیا۔

ہنگری کا ایک صلیبی جرنیل ھنیاڈی Hunyadi بہت ظالم اور خونخوار تھا۔ وہ اپنی دعوتوں کے موقع پر مرتے ہوئے مسلمان قیدیوں کی چیخوں سے بہت محظوظ ہوتا تھا۔ یہ اس کا مشغلہ تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سقوطِ بغداد:

2- چنگیز خاں نے بڑی تباہیاں مچائیں مگر جب منگول مسیح اتحاد وجود میں آیا تو یہ تباہیاں دو نہیں سو چند ہو گئیں۔منگول مسیحی اتحاد نے 1258ء میں ہلاکو خاں کی قیادت میں بغداد کی تباہی و بربادی کے جو مناظر پیش کیے انہیں پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ چھ دن تک بغداد کے گلی کوچے خون کی ندیاں بنے رہے، دریائے دجلہ کا پانی سرخ ہو گیا۔ پھر اس شہر کو آگ لگائی گئی جس سے دریا کا پانی سیاہ ہو گیا، بے شمار مسلم خواتین کو مویشیوں کی طرح گھروں سے ہانک کر عیسائیوں نے اپنی ہوس کا نشانہ بنایا...... جبکہ بغداد کی عیسائی آبادی محفوظ رہی، بلکہ ان میں سے کئی ایک نے قتل عام میں بھی حصہ لیا......

اس موقع پر ابن خلدون کے مطابق 16 لاکھ مسلمانوں کو قتل کیا گیا۔صرف 4 لاکھ زندہ بچ سکے مؤرخین کے مطابق 40 دن تک شہر کو لوٹا گیا۔دریائے دجلہ جو پہلے مقتولوں کے خون سے سرخ تھا۔اس میں لاکھوں کتابیں پھینکی گئیں تو پل بن گیا، جب کتابوں کی سیاہی پانی میں ملی تو پانی کالا ہو گیا۔

3-1492ء میں عیسائیوں نے سپین سے مسلم حکومت ختم کر کے مسلمانوں پر غلبہ پایا تو صلیبی عدالتوں نے مسلمانوں کو زندہ جلانے کی سزائیں سنائیں۔12 ہزار سے زیادہ افراد کو زندہ جلایا گیا جبکہ تقریباً 20 ہزار مسلمانوں کو دیگر سخت سزائیں دی گئیں۔جن مسلمانوں نے بھاگ کر پہاڑی غاروں میں پناہ لی ان کو زہریلے دھوئیں سے ہلاک کر دیا گیا۔غرناطہ میں ایک لاکھ عربی کتب جلا کر عیسائیوں نے چراغاں کیا اور جشنِ فتح منایا۔کل دس لاکھ سے زیادہ کتابیں جلائی گئیں۔حالانکہ یہی وہ مسلمان تھے جنہوں نے اپنے دورِ اقتدار میں عیسائیوں اور یہودیوں دونوں کے ساتھ بہت زیادہ حسنِ سلوک کیا تھا اور ان کے لیے اپنے تمام علوم وفنون اور جامعات کے دروازے کھول دیے تھے۔ان کی اس حسنِ سلوک کے باعث ہی یورپ میں تحریک احیائے علوم کا آغاز ہوا تھا۔

دنیا بھر میں اتنا قیمتی ذخیرۂ علوم وفنون کہیں نہ ہوگا جس کو بشپ ثمنیس نے جو سپین کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلیسا کا افسرِ عالیٰ تھا، نے باب الرملہ کے تاریخی چوک میں نہ صرف کتابوں کے عظیم ذخیرہ کو جلایا بلکہ مسلمانوں کو بھی زندہ آگ میں جلا دیا۔

اس قتل و غارت سے بچ جانے والے 30 لاکھ مسلمان افریقہ روانہ ہوئے تو ان میں سے 75% کو صلیبی درندوں نے قتل کر دیا۔ مجموعی طور پر 30 تا 40 لاکھ مسلمان قتل کیے گئے۔ سپین کے ہر قصبہ اور شہر میں روحانی عدالتیں قائم کی گئیں۔ جن میں انتہائی ظالمانہ طریقوں سے مسلمان کو ٹارچر کیا جاتا۔ ان روحانی عدالتوں کے کارکنان مسلمانوں کو تلواروں کی نوک پر گھروں سے باہر نکالتے۔ جانوروں کی طرح ہنکاتے ہوئے کلیسا لے جاتے، وہاں زبردستی اصطباغ دیتے۔ یعنی ان کو عیسائی بناتے، پھر ان عیسائی بنا دیئے جانے والے مسلمانوں کی سخت نگرانی کی جاتی کہیں وہ چھپ کر نماز نہ پڑھ لیں، شادی اور تدفین وغیرہ اسلامی طریقے سے نہ ہو سکتی تھی۔ داڑھی اور پردہ ممنوع تھا۔ عربی زبان اور اسلامی لباس غیر قانونی قرار دیا گیا۔ عربی کی کتب کو حکومت نے ضبط کر لیا۔ حماموں کو بند کر کے مسلمانوں کو عیسائیوں کی طرح گندہ رہنے کا حکم دیا گیا۔ جو مسلمان شراب اور خنزیر سے پرہیز کرتا یا غسل کرتا، نماز پڑھتا دیکھا جاتا اسے ارتداد کے جرم میں گرفتار کر لیا جاتا۔ پھر اسے سولی پر زندہ جلانے کی سزا دی جاتی۔ بدقسمت ''مجرم'' کو انتہائی ظالمانہ طریقے سے سولی دی جاتی۔ اس وقت اس کے لباس پر سرخ صلیب آگ کے شعلے اور شیطانی شکلیں بنی ہوتی تھیں۔ صلیبی اس پر تھوکتے، خوب ذلیل کرتے اور قہقہے لگاتے اس طرح بارہ ہزار سے زیادہ افراد کو زندہ جلایا گیا۔ اس طرح سپین سے ہر طریقے سے مسلمانوں کو ختم کیا گیا پھر 1625ء میں سرکاری طور پر اعلان کیا گیا کہ اب سپین میں کوئی مسلمان نہیں بچا۔

4- برصغیر کے مسلمانوں پر ہونے والے صلیبی مظالم کی چند جھلکیاں بھی دیکھیں۔

واسکوڈی گاما جسے صلیبی ایک مہم جو سیاح کہتے ہیں، درحقیقت ایک دہشت گرد ڈاکو اور بحری قزاق تھا۔ جب وہ مئی 1498ء میں کالی کٹ پہنچا تو وہاں شہری ترقی بام عروج پہ تھی۔ یورپی دہشت گردوں کا جو گروہ واسکوڈی گاما کے ساتھ برصغیر میں داخل ہوا تھا اس کا تعلق عیسائیوں کی ایک مذہبی عسکری سوسائٹی ''آرڈر آف کرائسٹ'' سے تھا۔ یہ پرتگال میں 1319ء میں قائم کی گئی تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا کام مسلمانوں پر اور ان کے علاقوں پر حملے کرنا تھا۔ ان کا عقیدہ تھا کہ ''مسلمان اور بت پرست قانونِ مسیح سے باہر ہیں'' (یعنی ان کی قتل وخونریزی جائز ہے) واسکوڈی گاما نے کالی کٹ پر (جہاں مسلم سپاہ موجود نہ تھی) گولہ باری کروائی پھر اس نے حکم دیا کہ قیدیوں کو زندہ جلانے سے پہلے ان کے کان، ناک اور ہاتھ کاٹ لیے جائیں۔ ایک بار اس نے 700 حاجیوں کے جہاز پر گولہ باری کر کے سب کو ڈبو دیا۔ وہ اتنا ظالم تھا کہ مسلمانوں کو درختوں سے لٹکا کر نشانہ بازی کی مشق کیا کرتا تھا...... بعد ازاں گاما کے جانشین ''الفانسو'' نے ''گوا'' نامی شہر میں 4 روز تک خوب قتل وغارت اور لوٹ مار کی۔ مسلمانوں کو ذبح کیا اور مساجد کو نمازیوں سمیت جلا دیا۔

5-1857ء کی جنگ آزادی میں انگریز صلیبیوں نے 6 لاکھ سے زیادہ مسلمانوں کو قتل کیا کاریگروں کے ہاتھ کاٹ دیئے گئے تاکہ برطانوی مصنوعات کے لیے مارکیٹ خالی کی جاسکے۔ اس جنگ آزادی کے نتیجہ میں صرف تین دنوں میں 52 ہزار علماء کو پھانسی پر لٹکایا گیا۔ بے شمار مسجدیں اور مدرسے بند کر دیئے گئے۔

مسلم ریڈ انڈینز پر مظالم:

6- شمالی وجنوبی امریکہ اور ان کے قریبی جزائر میں ریڈ انڈینز رہتے تھے۔ کولمبس کی آمد سے پہلے یہاں مسلمان بڑی تعداد میں رہتے تھے۔ ان کے مقامی لوگوں سے بہت اچھے تعلقات تھے اور یہاں اسلام تیزی سے پھیل رہا تھا۔ ان کی آبادی سات کروڑ سے زائد تھی۔ جب کولمبس وہاں پہنچا تو ان لوگوں نے اس کا والہانہ استقبال کیا اور ایک جزیرے کے سردار گواکا ناگری نے تو اسے سونے میں تول دیا۔ کولمبس نے خود اعتراف کیا کہ ''ساری دنیا میں ان سے بہتر اور حلیم الطبع لوگ نہیں ہو سکتے۔'' مگر خود کولمبس اور اس کے ساتھیوں نے ان سے کیا سلوک کیا۔ جو سونا، غلام، فتوحات، نوآبادیوں کے قیام اور دوسری قوموں کو عیسائی بنانے کے مقاصد لے کر یہاں آئے تھے۔ انہوں نے ان علاقوں سے ان کے اصل باشندوں کا صفایا کرنا شروع کر دیا۔ یہاں کے لوگوں کو جہازوں میں بھر کر یورپی ممالک میں لے جاتے اور وہاں غلام بنا کر بیچ ڈالتے۔ کولمبس اپنے روزنامچے میں لکھتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ مقدس صلیب (تثلیث) کے نام پر جتنے بھی غلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھیجے جاسکتے ہیں، بھیجتے رہیں۔'' چنانچہ یہ صلیبی دہشت گردان کے مردوں کو سونے کی تلاش میں بھیج دیتے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو جنسی تشدد کا نشانہ بناتے پھر ان کو جہازوں میں بھر کر یورپ بھیج دیتے۔ انہوں نے مقامی لوگوں پر اتنے زیادہ مظالم ڈھائے کہ وہاں لوگوں نے اجتماعی خودکشیاں کرنا شروع کر دیں...... کولمبس کا اپنا مؤرخ لکھتا ہے...... سپین والوں کے لیے یہ معمولی بات تھی کہ دس بیس ریڈ انڈینز کو خنجر زنی سے ہلاک کرتے، وہ چاقو یا تلوار کی تیز دھار آزمانے کے لیے کسی کے جسم سے گوشت کے ٹکڑے اتار لیں...... خاوند کانوں میں مر رہے تھے ان کی بیویاں دوسری جگہوں پر کام کی زیادتی سے مر رہی تھیں اور بچے دودھ نہ ملنے سے ہلاک ہو رہے تھے۔ جب میں کیوبا میں تھا تو تین ماہ میں سات ہزار بچے ہلاک ہوئے......

جب امریکہ دریافت ہوا تمام یورپی ممالک نے اپنی جیلوں کے دروازے کھول دیئے۔ اپنے مجرموں، بدمعاشوں، چوروں، زانیوں کو بحری جہازوں میں سوار کر کے امریکہ کی طرف روانہ کر دیا تھا...... ان سب جنونیوں نے مسلم ریڈ انڈینز کو ختم کرنے کے لیے خوب مظالم ڈھائے حتیٰ کہ چیچک کے جراثیم تک استعمال کیے۔ انہوں نے ریڈ انڈینز کے ساتھ چار سو معاہدے کیے مگر کسی ایک پر بھی عمل نہ کیا۔ انہوں نے ان معاہدوں کو ردی کاغذ سے زیادہ کبھی اہمیت نہ دی۔

7- <u>افریقہ</u>: تہذیبِ نو کی علمبردار صلیبی دنیا نے بڑے منظم طریقے سے 1442ء سے غلاموں کی تجارت شروع کی اور چرچ نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا۔ پھر ان صلیبیوں نے غلاموں کی تجارت کے لیے افریقی ممالک پر باقاعدہ یلغار کی، مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کو بڑے پیمانے پر قتل کیا، اغوا کیا اور غلام بنایا...... ہزارہا انسانوں کو پکڑ کر زنجیروں میں باندھا جاتا، بندوق بردار محافظوں کی نگرانی میں ساحلوں کی طرف پیدل لے جایا جاتا۔ بعض اوقات ایک ہزار میل تک مسافت ہوتی...... ایک بڑی تعداد راستے میں مرکھپ جاتی۔ اس تجارت میں پرتگال، انگلینڈ، فرانس، سپین اور دوسرے صلیبی ممالک سب شامل تھے۔ صرف برطانیہ کے 192 بحری جہاز صرف اس تجارت کے لیے مخصوص تھے۔ جو ہر چکر میں 7000 غلام لے جاتے تھے۔ راستے میں ان کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھیڑ بکریوں کی طرح بھرا جاتا۔ کئی مرکھپ جاتے۔ ایک عینی شاہد کے الفاظ میں ''جہاز کا غلاموں کے لیے مخصوص عرشہ خون اور پیپ سے ایسے لتھڑا ہوتا جیسے یہ قصاب خانہ ہو'' افریقہ سے اغوا کر کے غلام بنائے جانے والوں کی اکثریت مسلمان تھی جنہیں جبراً عیسائی بنالیا گیا تھا۔

بیسویں صدی:

8- بیسویں صدی میں تو صلیبی مظالم حد سے زیادہ بڑھ گئے۔ یورپی عیسائیوں نے اکثر مسلم ممالک پر فوجی طاقت کے ذریعے قبضہ کرلیا تو پچھلے سارے ریکارڈ مات کر دیئے۔ طرابلس میں مجاہدین کو ہوائی جہازوں میں لاد کر بہت اونچائی میں لے جاتے اور صحرا میں پھینک دیتے۔ خشک و گرم صحرا میں یہ مجاہدین پیاس، بھوک اور گرمی میں تڑپ تڑپ کر شہید ہو جاتے اور طوفانی بگولے ان کو ریت کی قبروں میں دفنا دیتے۔ مشہور مجاہد لیڈر عمر مختار کو بھی اسی طرح صحرا میں پھینکا گیا تھا...... سوڈان کے مشہور درویش صوفی بزرگ اور مجاہدِ آزادی مہدی سوڈانی کی قبر کھودی گئی اور اس کی ہڈیاں نکال کر نذرِ آتش کر دی گئیں صرف دمشق میں فرانسیسی صلیبیوں نے ایک کارروائی میں 20 ہزار مسلمانوں کو قتل کر دیا۔ پھر برطانوی صلیبیوں نے بھی کچھ کمی نہیں کی...... انگریز سپہ سالار ''ایلن بی'' صلاح الدین ایوبیؒ کے مزار پر گیا۔ اپنا بھاری بھرکم بوٹ اس کی قبر پر مار کر بولا۔ ''صلاح الدین اٹھ اور دیکھ لے کہ ہم اب صلیبی جنگوں کا بدلہ لینے آگئے ہیں۔'' اس کے بعد عرب علاقوں کی جو بندر بانٹ ہوئی اور جس طرح وہاں برطانوی یورپی بعد ازاں امریکی سیاست نے کام دکھایا وہ اہلِ نظر سے پوشیدہ نہیں ہے۔ فلسطین کی سرزمین پر اسرائیل کا قیام بھی صلیبیوں کے باعث ممکن ہوسکا، جس کے نتیجے میں آج پچاس لاکھ فلسطینی اپنے گھروں سے باہر بطور مہاجر رہ رہے ہیں۔ گزشتہ ساٹھ سالوں میں جس طرح اسرائیل نے مسلمانوں کو ذبح کیا ہے۔ وہ کس سے پوشیدہ ہے۔ صابرہ و شتیلہ کے کیمپوں پر ان کے مظالم پھر موجودہ دور میں غزہ کے مسلمانوں پر قیامت صغریٰ برپا کرنا، کیا اس کو کوئی بھول سکتا ہے؟

9- 1947ء قیام پاکستان: جب برصغیر میں پاکستان کی مسلم ریاست وجود میں آئی تو اس کے نتیجے میں 20 لاکھ کے قریب مسلمان شہید ہو گئے اور کشمیری اب بھی ذبح ہو رہے ہیں۔ ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بد بخت صلیبیوں نے اگر عرب ممالک میں اسرائیل کا مسئلہ کھڑا کر کے مسلسل مسلمانوں کو پریشان کیے رکھا تو برصغیر میں کشمیر کا مسئلہ پیدا کر کے کشمیریوں کو اور پاکستان کو مسلسل ایک عذاب میں مبتلا رکھا ہے کشمیریوں پر عیسائی صلیبیوں کا پہلا ظلم تو تھا جب 75 لاکھ کے عوض انہوں نے ڈوگرے راجہ کے ہاتھ کشمیر کو فروخت کر دیا تھا۔ اب تک کشمیری دس لاکھ نفوس کا نذرانہ پیش کر چکے ہیں...... برما کے مسلمانوں کے ساتھ بھی یہی حادثہ ہوا اور اکثریتی مسلمان آبادی کے علاقے اراکان کو الگ آزادی دینے کے بجائے برما کے ماتحت کر دیا جس کے نتیجہ میں 2 لاکھ مسلمان شہید ہوئے۔ 12 لاکھ ملک بدر ہونے پر مجبور ہو گئے اور ان کی 715 بستیاں مکمل تباہ کر دی گئیں...... فلپائن میں بھی صلیبیوں کی غلط پالیسی کے باعث گزشتہ پچاس سال میں 3 لاکھ سے زیادہ مسلمان شہید کیے جا چکے ہیں۔ 25 لاکھ مسلمان ملک بدر کر کے مہاجر بنا دیئے گئے اور 3 لاکھ گھروں کو نذرِ آتش کر دیا گیا...... سری لنکا میں بھی ہزاروں مسلمان قتل اور لاکھوں بے گھر کیے گئے انڈونیشیا میں امریکی سی۔ آئی۔ اے نے صدر سوکارنو کے خلاف جو سازش تیار کی اس میں کم و بیش دس لاکھ مسلمان قتل ہوئے۔

عراق کی 1991ء کی خلیج جنگ میں بیس لاکھ کے قریب مسلمانوں کا قتل عام تازہ بات ہے جس میں اکثریت بچوں کی ہے۔ بوسنیا میں عیسائیوں نے 1996ء میں ساڑھے تین لاکھ مسلمانوں کو تہ تیغ کر دیا اور 40 ہزار سے زائد بوسنی خواتین کی عصمت دری کی۔ اس کے بعد کسووا میں ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں کو قتل کیا اور خواتین کی عصمت دری کی۔ کسووا اور بوسنیا میں عیسائیوں کی طرف سے یہ قتل و غارت گری اور عصمت دری متعدد مرتبہ ہو چکی ہے۔

10- اس طرح گزشتہ ہزار سال میں ان صلیبیوں نے مسلمانوں کو ہر ممکن طریقے سے ختم کرنے کی کوشش کی۔ سپین کی مسلم حکومت ختم ہوئی۔ افریقہ و ایشیا میں مسلمان مغلوب ہوئے۔ خلافتِ عثمانیہ کا خاتمہ ہوا۔ ہندوستان کا بڑا حصہ مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گیا اور صلیبیوں نے وسیع و عریض اسلامی مقبوضات پر صلیبی جھنڈے لہرا دیئے۔ ہر جگہ مسلمانوں کی زندگی اجیرن بنا کر رکھ دی گئی۔ فوجی و معاشی ہر دو میدانوں میں مسلمانوں کو بہت پریشان کیا گیا۔ ایٹمی پاکستان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمیت کسی بھی مسلم ملک کے حکمران کی ہمت نہ تھی کہ وہ کسی مظلوم مسلمان کی دادرسی کر سکے۔ بوسنی لٹتے رہے، کسووا والے مرتے رہے عراقی تباہ ہوتے رہے۔ اسرائیلی صلیبی اور بھارتی افواج مسلمانوں کو پریشان کرتی رہیں۔ مگر کارگل سے مجاہدین کو واپس جانے کی دھمکی صرف پاکستان کو ملی کیونکہ مسلم دشمنی ساری صلیبی دنیا میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔

11- سابق امریکی صدر ''نکسن'' کے ایک مضمون کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں......

''میں امریکہ، روس، یورپ، جاپان، چین، بھارت کو پُرزور طریقے سے کہتا ہوں کہ ان کا فائدہ اس میں ہے کہ وہ مسلم بنیاد پرستی کی بڑھتی ہوئی طاقت کے خلاف اپنی طاقتیں یکجا اور مرکوز کریں۔ مسلم ملکوں کی فوجی حکمت عملی، ان سب کی جغرافیائی پوزیشنیں، معدنی، زرعی، آبی اور صنعتی وسائل کی فراوانی، ان کی وسیع منڈیاں اور ٹیکنالوجی میں ان کی حالیہ کامیابیاں ایک نہ ایک دن عالم اسلام کی قوت بن سکتی ہیں جو دنیا (غیر مسلم) کے لیے ایک خطرہ بن جائیں گی۔''

اور آج امریکہ، یورپ، بھارت، روس وغیرہ سب کی پالیسیاں صدر نکسن کی ہدایت کے عین مطابق ہیں۔ پوری اسلامی دنیا کو آئی۔ایم۔ایف اور ورلڈ بینک کے سودی قرضوں نے جکڑا ہوا ہے۔ ملائیشیا اور انڈونیشیا اگر معاشی میدان میں آگے بڑھے تو سازش کر کے بحران پیدا کر دیا گیا۔ (از ملک احمد سرور صاحب)

مسلمان ممالک میں اس قدر تفرقہ اور انتشار پھیلا دیا گیا ہے۔ مشرق وسطیٰ میں ان کو اسرائیل کے ماتحت اور جنوبی ایشیا میں مسلمانوں کو بھارت کے تحت کرنے کی تیاریاں کس سے مخفی ہیں......؟

2001ء میں نائن الیون کا خود ساختہ ڈرامہ گھڑنے کے بعد افغانستان، عراق اور پاکستان کا جس طرح تورا بورا بنا دیا گیا ہے...... عراق اور افغانستان میں وسیع تباہی ہوئی مگر شاید وہ پھر اٹھ کھڑے ہوں مگر پاکستان کی کیفیت سب سے بری ہے۔

اس طرح عالم اسلام کی قوت کو کس طرح برباد اور تہس نہس کیا گیا ہے۔ بگرام، ابوغریب اور گوانتاموبے کی جیلوں میں مسلمانوں پر کس قدر مظالم ڈھائے گئے، کاش مسلمانوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں یہ ہمت ہوتی کہ ان مظالم کا حساب بے باق کر سکتے۔

بات ہو رہی تھی عالمی یومِ آبادی کی...... تو میرے خیال میں اس سے ان کی مراد یہی ہے کہ دنیا سے مسلمانوں کی قوت کا خاتمہ ہو اور عیسائیوں کی قوت میں اضافہ ہو...... اسی لیے یہ خاندانی منصوبہ بندی کا ہدف زیادہ گنجان آباد مسلم ممالک کو پابندی کے ساتھ دیا جاتا ہے...... مگر اللہ نے اسلام کی فطرت میں لچک رکھی ہے یہ انشاء اللہ فروغ پذیر ہی رہے گا مختلف مذاہب کی موجودہ تعداد کا ایک تجزیہ مستفیض احمد علوی صاحب نے پیش کیا ہے:

موجودہ دور میں دنیا کی کل آبادی...... ساڑھے سات ارب

1-عیسائیت...... اڑھائی ارب لوگ...... پہلے نمبر پر مذہب

2-اسلام...... ڈیڑھ ارب لوگ...... دوسرے نمبر پر

3-ہندوازم...... 80 کروڑ لوگ...... تیسرے نمبر پر

4- کنفیوشزم، بدھ ازم، تاؤازم وغیرہ تقریباً 80 کروڑ کے لگ بھگ چوتھے نمبر......

5-اس کے بعد زرتشت پھر 6-یہودیت جس کے پیروکار تقریباً 14 کروڑ...... 7-ایک ارب لوگ کسی بھی مذہب کو نہیں مانتے۔ (ماہنامہ پکار ملت جون 2009ء ص 21)

شرعی لحاظ سے:

اب ہم شرعی لحاظ سے عالمی یومِ آبادی منانے کی قباحتوں کا جائزہ لیں گے۔

1-ان کا دعویٰ ہے کہ دنیا کی آبادی بڑھ رہی ہے جبکہ وسائل کم ہو رہے ہیں تو اپنے وسائل کے مطابق آبادی کنٹرول کرو...... اس کے جواب بے شمار ہیں۔

1- اللہ تعالیٰ خالق کائنات ہے وہی پیدا کرنے والا ہے وہی زندگی دینے والا ہے اور وہی موت سے دوچار کرنے والا ہے۔ اس نے زندگی کے ساتھ ساتھ موت بھی پیدا کی ہے۔

2- وہ جس کو پیدا کرتا ہے اس کی روزی کے سارے وسائل کا بھی وہ پورا پورا بندوبست کرتا ہے۔ ہر بچہ جو اس دنیا میں آتا ہے کھانے والا صرف ایک منہ لے کر آتا ہے جبکہ کام کرنے والے دو بازو اور دو پاؤں لے کر آتا ہے۔ بھاگ دوڑ کر کے اپنے لیے کھانے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا بندوبست وہ کرسکتا ہے اور کرتا بھی ہے۔

3- اللہ ہر شخص کی روزی اس کی پیدائش سے پہلے ہی لکھ دیتا ہے نبی اکرمؐ کے ارشاد کے مطابق بچہ ابھی شکم مادر میں صرف 4 ماہ کا ہوتا ہے کہ اس کی روزی لکھ دی جاتی ہے اور جو اس کی قسمت میں روزی لکھی گئی ہے وہ کھا کر ہی وہ مرے گا...... وہ صرف اپنے نصیب کی روزی ہی کھائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا (اسرائیل: ۳۱) اور اپنی اولاد کو بھوک کے ڈر سے قتل نہ کرو ہم ان کو اور تم کو (دونوں کو) رزق دیتے ہیں...... بے شک ان کو مار ڈالنا بہت بڑا گناہ ہے۔ (یہ فیملی پلاننگ ان کو مار ڈالنا ہی تو ہے)

4- انسان جس کو اللہ نے تخلیق کیا ہے، وہ اپنے ذمے اتنا ہی کام لیتا ہے جتنا وہ کرسکتا ہے ایک کارخانہ دار اپنے کارخانے میں اتنے ہی مزدور رکھے گا جن کو وہ سنبھال سکے...... ایک پرنسپل اپنے کالج میں اتنے طلبہ کو ہی داخلہ دے گا جن کا وہ بندوبست کرسکتا ہے تو کیا نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ جو تمام انسانوں کا خالق ہے اور ان کو ایسی ذہنی وجسمانی صلاحیتیں عطا کرنے والا ہے، وہ خود اس اہلیت سے عاری ہے کیا وہ صرف بندے پیدا کرنا جانتا ہے مگر ان کی روزی اور وسائل کا بندوبست نہیں کرسکتا؟ ...... کیا یہ ممکن ہے؟ ہمارا تو ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ رزّاق ہے وہ خیر الرّازقین ہے کیسے ہوسکتا ہے کہ اس نے دنیا میں آنے والے بندوں کا رزق پیدا نہ فرمایا ہو؟ آبادی کی نہیں وسائل کی صحیح منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ رزق اس نے پیدا کیا مگر یہاں چالاک اور مکار لوگوں نے اس پر قبضہ کرلیا ہے...... اور دنیا میں یہی دوسری صورت نمودار ہو رہی ہے۔

ہمارے وسائل اہلِ یورپ لوٹ کر لے گئے:

1- اہلِ مغرب یعنی امریکہ اور یورپ دنیا کی کل آبادی کا 20% ہیں مگر دنیا کے اسّی فیصد سے زیادہ وسائل ان کے پاس ہیں اور جو 20% باقی کے وسائل ہیں،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان پر بھی قبضہ کرنے کے لیے ہلکان ہوئے جارہے ہیں۔ وہ مسلم ممالک کے تمام معدنی وسائل پر سازش کے تحت، مکاری سے منصوبہ بندی سے قبضہ کرنا چاہتے ہیں...... اور پھر مسلم ممالک کو تمام تر فوجی اور ایٹمی قوت سے بھی محروم کردینا چاہتے ہیں۔ چنانچہ عراق، افغانستان اور پاکستان پر ان کی حالیہ جارحیت اسی ندیدے پن کا نتیجہ ہے اس طرح ملٹی نیشنل کمپنیاں، آئی۔ایم۔ایف اور ورلڈ بینک سب مل کر مسلمانوں کے وسائل لوٹ رہے ہیں۔

ہمارے اسلامی عقائد متزلزل کردیئے گئے:

2- انہوں نے مسلم ممالک کے سارے وسائل لوٹنے اور یہاں کی فوجی اور ایٹمی قوتوں کو ختم کرنے کے لیے مسلم ضمیر فروش حکمرانوں کو استعمال کیا ہے وہ ان پر ڈالروں کی بارش کرکے کمیشن کی رشوت پیش کرکے، ان کے ممالک کے تمام وسائل لوٹ رہے ہیں اور بے ضمیر مسلم حکمران اس سازش میں ان کے ساتھ برابر شامل ہوگئے ہیں...... وہ صرف اپنے کمیشن پر خوش ہیں۔ اس عالمی یومِ آبادی کی تحریک نے مسلمانوں کو ان کے اہم عقیدے سے محروم کردیا کہ ''رزق دینے والا اللہ تعالیٰ ہے'' ان کے ایمان کو کمزور کردیا۔ اوپر سے شور مچادیا۔ تمہارے ہاں بچوں کے حقوق پورے نہیں ہورہے۔ مزدوروں کے حقوق نہیں دیئے جارہے، عورتوں کو ملازمتوں کا پورا کوٹہ نہیں دیا جارہا...... اور جو تم نے خود کشمیر، بھارت، عراق، افغانستان میں اور اب پاکستان کے قبائلی علاقوں کی عورتوں اور بچون کے ساتھ بے انصافیاں کی ہیں، بچوں کو یتیم بنایا، بھوک سے مارا، ادویات کی کمی سے مارا، عورتوں کو بیوہ کیا۔ ان کی عصمتیں برباد کیں۔ ان کو گھروں سے نکالا باپردہ عصمت مآب خواتین کو ذلیل اور بے عزت کیا، کیا ان مسلمانوں کے کوئی حقوق نہیں ہیں......؟ ان بچوں کے، ان عورتوں کے کوئی حقوق نہیں...... پاکستان، عراق اور افغانستان کے جن انتہائی قابل، بہادر جری اور مجاہد لوگوں کو تم نے اپنے ٹارچر سیلوں میں پھینکا، ڈرون حملے کرکے نہتے مظلوم مرد،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورتوں، بچوں، علماء اور طلبہ کو شہید کیا۔ کیا ان کے کوئی حق نہیں؟ کیا 2003ء سے لے کر 2008ء کے عالمی یومِ آبادی نے تمہیں عافیہ صدیقی جیسی عصمت مآب مظلوم خاتون کے حقوق کی کبھی یاد دلائی......؟

بہرحال عالمی یومِ آبادی منانا مسلمانوں کے لیے ممنوع ہے کیونکہ

1- یہ تشبہ بالکفار ہے۔

2- یہ کفار کے غلبہ کو قبول کر لینے کی ایک علامت ہے۔

3- یہ اللہ کے رب العالمین اور خیر الرازقین کے عقیدے کو کمزور اور پامال کرتی ہے۔

4- مانع حمل ادویات کے استعمال سے بہت سی جسمانی بیماریاں جنم لیتی ہیں۔ عورتوں کی بہرصورت ان سے صحت برباد ہوتی ہے۔ چھاتی کا کینسر عام ہوتا جارہا ہے۔

5- زنا اور بے حیائی کو فروغ ملتا ہے۔ بہت سی کنواری لڑکیاں مانع حمل ادویات استعمال کر کے عیش و مستی میں شامل ہو جاتی ہیں......اور دشمن یہی بے حیائی مسلم ممالک میں پھیلانا چاہتا ہے۔

6- وہ عورتوں کو ملازمتوں کے بہانے باہر نکالنا چاہتا ہے ان کا دعویٰ یہ ہے کہ عورت بچوں سے فارغ ہوگی تو ملازمت کر کے قوت حاصل کر سکے گی۔ مگر یہ پراپیگنڈہ دراصل ہمارے خاندانی نظام کو برباد کرنے کی سازش ہے۔

7- ہمارے دین کا پیغام یہ ہے کہ تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ الْوَلُودَ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ (ابوداؤد، نسائی) ایسی عورتوں سے نکاح کرو جو شوہر سے محبت کرنے والی اور زیادہ بچے پیدا کرنے والی ہوں بے شک میں تمہاری کثرت کی بنا پر (روزِ قیامت) دوسری امتوں پر فخر کروں گا......لہٰذا ہمیں اپنے مسلمان بھائیوں کی تعداد میں اضافہ کرنا ہے۔ ان کی دینی و اخلاقی تربیت کر کے ان کو صحیح مسلمان بنانا ہے۔ ان کے عقیدوں کو مضبوط کرنا ہے۔ ان کو رسول اکرمﷺ کا وفادار بنانا ہے۔ ان کو قرآن و سنت کی تعلیم دینا ہے۔ ان کو مجاہد بنانا ہے تاکہ وہ کفار کے مقابلے میں صف بستہ ہو کر ان کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقابلہ کر کے ان کو سبق سکھا سکیں اور دین حق کو دنیا میں غالب کر سکیں۔

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے: "لَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ" (سورۃ الانعام) کہ اپنی اولاد کو قتل نہ کرو...... اولاد کا قتل دو طرح سے ہے۔ مادی اور جسمانی...... دوسرا قتل ہے معنوی، روحانی جس طرح ظاہری طور پر اولاد کو قتل کرنا جرم ہے اور کل اللہ کے ہاں اس کی باز پرس ہوگی۔ اسی طرح جس شخص نے بھی جان بوجھ کر اپنی اولاد کو بگاڑا۔ اسے مسلمان بنانے کے بجائے مغربی تہذیب کا خوگر بنایا۔ معدے اور نفس کی خواہشات کو پورا کرنے والا بنایا۔ وہ یقیناً بدترین سزا کا مستحق ہوگا...... جس نے محض غفلت کی وجہ سے اپنی اولاد کے بگاڑ کی طرف توجہ نہ دی وہ بھی سزا سے نہیں بچ سکے گا۔ ایک مسلمان معاشرے کو اس بات کی فکر کرنی چاہیے کہ اگر مسلمان امت کو باقی رکھنا ہے تو اس میں قتل اولاد کا جرم نہ ہونے پائے اور اگر امت مسلمہ کی اسلامی زندگی کو باقی رکھنا ہے تو اس میں اسلامی تربیت کا ایسا نظام ہونا چاہیے جس کے نتیجے میں ایک صالح مسلمان نسل تیار ہو۔ (درس قرآن سورۃ الانعام از مولانا محمد اسلم صدیقی)

8- باقی رہ گئی بات ہماری معاشی کمزوری کو تو ہم جتنا جلد ادراک کر لیں کہ ہمارے معاشی وسائل کی منصوبہ بندی غلط ہو رہی ہے۔ اس کو ٹھیک کرنا ضروری ہے۔ آدھے سے زیادہ وسائل تو ملٹی نیشنل کمپنیاں اور ورلڈ بینک آئی۔ ایم۔ ایف وغیرہ لوٹ رہے ہیں باقی کے وسائل میں ہمارے کرپٹ حکمران اپنی عیاشیوں میں مگن ہیں اور غریب عوام مہنگائی کے ہاتھوں مارے جا رہے ہیں۔ ہر روز غربت و فاقہ کے ہاتھوں کئی لوگوں کی خودکشی کی خبریں شائع ہو رہی ہیں...... جاگیردار مزارعین کو لوٹ کر لے گئے۔ کارخانہ دار اپنے ملازموں کو مالی تحفظ فراہم نہیں کرتے۔ بارسوخ طبقہ عیش کر رہا ہے۔ غرب طبقہ لٹ رہا ہے۔

دراصل ہمارے وسائل کو سود کھا رہا ہے، ملک کے اندر سود، ملک کے باہر سود، ہر جگہ سودی قرضوں نے ہمیں رسوا کیا ہے۔ امریکہ جو اتنا دلیر ہو کر پاکستان میں سفاکانہ کارروائیاں کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہا ہے، اس کی وجہ بھی یہ سودی قرضے اور ہمارے حکمرانوں کی عیاشیاں ہیں......

اگر اہلِ پاکستان معاشی خود کفالت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اپنے حکمرانوں کا احتساب کریں تو اس کا ایک ہی طریقہ ہے۔ آج بھی اگر چیف جسٹس پاکستان ایک کام کر دکھائے جن لوگوں نے بینکوں سے بھاری قرضے لیے ہیں اور پھر معاف کرا لیے ہیں کچھ "NRO" کی وجہ سے قرضے معاف ہوئے، وہ سارے قرض ان لوگوں سے واپس لیں اور سب لوگ جنہوں نے اپنی دولت بیرونی بینکوں میں رکھی ہے۔ واپس لے آئیں تو اس سے عوام کی ساری ضرورتیں پوری ہو جائیں گی۔ طبقاتی تقسیم ختم ہو جائے، عوام کی معاشی ضرورتیں پوری ہونے لگیں، تو یہ ''بچے دو ہی اچھے'' جیسے نعرے خود بخود دم توڑ جائیں۔ یہ نعرے حقیقتاً بڑے گمراہ کن ہیں۔

میرا اپنا یہ خیال ہے کہ وہ گھر کتنا محروم ہے جس میں صرف دو ہی بچے ہوں وہ کس طرح اپنے مسائل حل کر سکتے ہیں بلکہ میرے خیال میں دو بچے تو ہر وقت ماں باپ کو یرغمال بنائے رکھتے ہیں، بے جا مطالبے، ضدیں کرتے رہتے ہیں اور ماں باپ ان کی ہر جائز و ناجائز خواہش پوری کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اس طرح یہ بچے مستقبل میں کوئی بلند نصب العین اختیار کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں جہاں آٹھ، دس بچے ہوں، وہ سب اپنے لیے خود محنت کرتے ہیں۔ بچپن سے وہ اپنے سارے کام خود کرنے کے عادی ہوتے ہیں، بے جا لاڈ پیار بھی ان کے حصے میں نہیں آتا۔ اس طرح وہ Selfmade ہوتے ہیں یعنی اپنی محنت سے اپنے مسائل حل کرنے کے شروع سے عادی ہو جاتے ہیں، بنا بنایا نوالہ لینے والے بچوں کے مقابلے میں خود زندگی بنانے والے زندگی میں بہتر کارکردگی دکھاتے ہیں...... محنتی اور جفاکش ہونے کی بنا پر وہ قوم کے لیے زیادہ تعمیری ثابت ہوتے ہیں...... دو بچے خود غرض اور اپنی منوانے والے ہوتے ہیں جبکہ زیادہ بچے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے والے اور ایثار کرنے والے، مل جل کر کھانے والے ہوتے ہیں اور مل کر دشمن کا مقابلہ کرنے والے ہوتے ہیں سچی بات تو یہ ہے کہ

بڑا خاندان...... برکت، رحمت اور اطمینان

بڑا خاندان...... جہاد آسان، دشمن کے لیے پردھان

بڑا خاندان...... اللہ و رسول کا مان، مسلم امۃ کی شان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیملی پلاننگ کے تحت ایک نیا خطرہ سروں پر منڈلا رہا ہے۔

تمام غیر مسلم قوتیں تو اپنی اولاد کو کنٹرول کرتی ہیں۔ چین میں سرکاری طور پر صرف ایک بچے کی اجازت ہے تو ماؤں کی کوشش ہوتی ہے کہ لڑکا پیدا ہو۔ اگر لڑکی ہو تو ابارشن کروالیں...... چنانچہ الٹرا ساؤنڈ کے ذریعے پتہ چلا کر بچی کو پیدائش سے پہلے ہی ختم کر دیا جاتا ہے۔ بھارت میں بھی اور خصوصاً صوبہ بہار میں یہ رسم بہت عام ہے۔ مغربی ممالک میں بھی ایسا ہی معاملہ ہے۔ جبکہ مسلمانوں کی عموماً شرح پیدائش غیر مسلموں سے زیادہ ہوتی ہے اور عموماً لڑکیوں کی تعداد زیادہ ہو رہی ہے۔

دوسری طرف ان مغربی معاشروں نے دوسری شادی کو ایک بہت بھیانک جرم بنا کر رکھ دیا ہے۔ کوئی مسلمان دوسری شادی کر لے تو اس کو نکّو بنا کر رکھ دیا جاتا ہے۔ اس سب کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان لڑکیاں مجبور ہو کر ہندو عیسائی اور یہودی مردوں سے شادی کرنے پر مجبور ہو جائیں...... جبکہ دین اسلام نے مسلمان عورت پر مشرک سے نکاح نہ کرنے کی پابندی لگائی ہے۔ غیر مسلم چاہتے ہیں کہ یہ پابندی ختم ہو جائے اور مسلمان عورتیں مذہب کی تمیز کے بغیر غیر مسلموں سے شادیاں کر لیں۔ اس طرح مسلمانوں کا الگ تہذیبی تشخص ختم ہو کر رہ جائے گا۔ ان کا خاندانی نظام تباہ و برباد ہو۔ ان کی شرم و حیا بھی پامال ہوگی...... پھر ان کی اولادیں عیسائی اگر ہوں یا نہ ہوں کم از کم مسلمان تو نہ رہیں گی...... غیر مسلم دنیا اس طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرتی ہی رہتی ہے۔ مثلاً بوسنیا اور کسووا پر یوگوسلاویہ کے حملوں کے درمیان دو ہزار سے زائد بوسنی مسلمان بچے مغربی ممالک نے آپس میں تقسیم کر لیے تاکہ ان کو عیسائی بنا سکیں، پھر جبر و تشدد کے ذریعے بھی انہوں نے بوسنی خواتین سے اپنی اولاد حاصل کی تاکہ عیسائیوں کی تعداد میں اضافہ ہو سکے۔

اب مسلمان خواتین کو جو غیر مسلم مردوں سے شادی کرنے پر مجبور بنا دینے والا ماحول بن رہا ہے۔ بہت بڑا دجالی فتنہ ہے...... اس کا تدارک بھی اسی شکل میں ممکن ہے کہ مسلمان قرآن و سنت پر عمل کرنے والے ہوں۔ دشمنوں کے پراپیگنڈے سے مرعوب نہ ہو۔ ایسے وقت میں مسلمان مردوں پر ذمہ داری عاید ہوتی ہے کہ وہ ایسی مجبور خواتین کو اپنی زوجیت میں لے لیں اور ان کی پہلی بیویوں کو بھی اسلامی مفاد کی خاطر یہ قربانی دینے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب دہم

ہیپی نیوایئر......کرسمس ڈے، نیو ملینیم......سالگرہ اور گولڈن جوبلی وغیرہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَدْ اَبْدَلَكُمُ اللّٰهُ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا فرمان نبویؐ (سنن نسائی:1465)

اللہ تعالیٰ نے (مشرکوں کے تہوار سے بہتر) دو دن تمہیں عطا فرما دیئے ہیں۔
عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ

اِجْتَنِبُوْا اَعْدَاءَ اللّٰهِ فِيْ اَعْيَادِهِمْ فرمان نبویؐ (البیہقی الکبریٰ)

اللہ کے دشمنوں کے تہواروں میں شرکت سے اجتناب کرو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب دہم

ہپی نیوایئر......کرسمس ڈے، نیوملینیم......سالگرہ اور گولڈن جوبلی وغیرہ

1۔ ہپی نیوایئر
2۔ ہمارا سال عیسوی نہیں بلکہ ہجری ہے
3۔ ہمارا سال یکم محرم الحرام سے شروع ہوتا ہے
4۔ نیا چاند دیکھنے پر مسنون دعا
5۔ عالم اسلام کی سلامتی کے لیے اور خیر خواہی کے لیے کیا کیا جائے؟
6۔ گزشتہ سال کا احتساب اور جائزہ
7۔ کرسمس
8۔ ایسٹر
9۔ سالگرہ
10۔ نیوملینیم
11۔ گولڈن جوبلی
12۔ غیر اسلامی تہواروں کو منانے کے نقصانات سے نوجوان نسل کو آگاہ کرنا ضروری ہے
13۔ اللہ نے ہمیں خوشی کے دو تہوار خود عنایت فرمائے ہیں
14۔ ہمارے قومی تہوار
15۔ کفار کے تہواروں پر ان کو مبارکباد دینا جائز نہیں ہے
16۔ یہود و نصاریٰ کی نقالی اور مشابہت کی ممانعت
17۔ ہمارے دو تہوار
18۔ کافروں کے تہواروں میں زیادہ رنگینی کیوں ہے؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیپی نیوایئر:

مختلف اقوام اپنے نئے سال کے آغاز کو مختلف تقریبات کے ذریعے مناتی ہیں۔ جشنِ نوروز اور مہر جان وغیرہ جاہلیت کے دور کے عربوں کے تہوار تھے اسی طرح ایک تہوار ہیپی نیوایئر بھی ہے۔ دراصل یہ تہوار اسی انگریزی نام سے ہی معروف چلا آتا ہے۔ نیا سال شروع ہونے پر ایک جشن منایا جاتا ہے۔ دسمبر کی 31 دسمبر تاریخ کو لوگ جاگتے رہتے ہیں ارو نیا سال آنے کی خوشی میں جشن کی تیاریاں کرتے رہتے ہیں، جونہی رات کے بارہ بجتے ہیں اور اگلے سال کا پہلا گھنٹہ شروع ہوتا ہے تو اس کے حساب سے تقریبات شروع ہوجاتی ہیں، لوگ گھروں سے نکل آتے ہیں۔ مال روڈ پر خوب چہل پہل ہوجاتی ہے۔ ہوٹل بک ہوتے ہیں، رقص وسرور کے مختلف پروگرام، ہاؤ وہو کی محفلیں، شراب وکباب، جام چھلکتے ہیں......تھرکتے جسم نئے سال کو خوشی کا نذرانہ پیش کرتے ہیں......اس طرح آنے والے سال کو گویا خوش آمدید کہا جاتا ہے اور جانے والے سال کو رخصت کیا جاتا ہے۔

آج کل یہ تقریب ناسعید جو عیسائیوں کی ایک رسم ہے۔ مسلمانوں میں بھی قبول عام حاصل کرچکی ہے سخت سردی میں بھی منچلوں کا مال روڈ پر رقص ہوتا ہے۔ آتش بازی ہوتی ہے۔ مختلف پوش علاقوں میں خوب رش ہوتا ہے۔ پولیس کا رویہ بھی نرم رہتا ہے۔ گویا اس کا منانا قرآن وسنت ہی کا حکم ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ یہ خوشی کس بات کی منائی جارہی ہے۔ کیا اپنی زندگی کا ایک قیمتی سال کم ہونے کی......؟ کیا اپنی موت ایک سال قریب آجانے کی......؟ بے حیائی کا عروج پر ہونا، بے ہودہ اور غیر اخلاقی پروگراموں کا انعقاد سرکاری سرپرستی میں ہونا کہیں بھی ان میں رب کا حوالہ نہیں ہوتا ایک انجوائے منٹ کا سماں ہوتا ہے۔

ہر کوئی مستِ ذوقِ تن آسانی ہے
تم مسلمان ہو یہ اندازِ مسلمانی ہے

پرنٹ میڈیا، ریڈیو، ٹی وی، ڈش کیبل، موبائل ہر جگہ "نیا سال مبارک" کا شوروغوغا برپا ہوتا ہے اور جانے والے سال کے مختلف انداز سے جائزے پیش کیے جاتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر یہ تہوار ہر لحاظ سے غیر شرعی ہے۔اس کا اسلامی جمہوریہ پاکستان کی تہذیب و ثقافت سے کوئی تعلق نہیں...... یہ ہماری اقدار کے منافی ہے۔جس کا آغاز بھی رب کی نافرمانی سے ہوتا ہے اور انجام بھی رب کی نافرمانی پر ہوتا ہے......عیسوی سال ہمیں سرکاری مجبوری سے اختیار کرنا پڑا۔مگر یہ ہمارا اصل سال نہیں۔ ہمارا اصل سال تو محرم الحرام سے شروع ہونے والا ہجری سال ہے۔ چنانچہ سعودی عرب اور کچھ عرب ممالک میں سارا کاروبارِ زندگی اسی ہجری سال کے مطابق انجام پاتا ہے۔ جب عوام کو بتایا جاتا ہے کہ ہمارا اصل سال تو ہجری ہے۔ ہمیں نئے سال کا استقبال محرم الحرام کے آغاز پر کرنا چاہیے......تو عموماً لوگ ناک بھوں چڑھاتے ہوئے کہتے ہیں ''محرم تو ہے ہی غم کا مہینہ، تو کیا ہم اس غم کے ماہ سے اپنے سال کا آغاز کریں پھر سارا سال غم ہی سمیٹتے رہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ محرم الحرام سال کا پہلا مہینہ ہے جبکہ ذی الحجہ سال کا آخری ماہ ہے دونوں ماہ حرام ہیں یعنی یہ امن کے مہینے ہیں۔ان میں لڑائی جھگڑا اور جنگ وجدل حرام کر دیئے گئے ہیں۔اسلام امن ہی امن ہے۔سلامتی ہی سلامتی ہے۔اس طرح گویا اسلامی سال کا آغاز بھی امن سے ہوتا ہے اور انجام بھی امن پر ہوتا ہے......لہٰذا اس میں غم اور سوگ کا تصور کہاں سے آ گیا۔

اصل میں شیعہ حضرات نے حضرت امام حسینؓ کی شہادت جو 64ھ میں دس محرم کو ہوئی تھی......کو ایک مبالغہ انگیز شکل دے کر پورے ماہ بلکہ اگلے ماہ کے 20 دن بھی غم اور سوگ کی نذر کر دیئے ہیں...... یہ حادثہ چونکہ 64ھ میں رونما ہوا۔جبکہ دینِ متین تو نبی کریمؐ کے ہاتھوں 11ہجری تک مکمل ہو چکا تھا......اس لیے بعد والے کیے گئے خود ساختہ اضافے دین میں بدعت کی حیثیت رکھتے ہیں۔لہٰذا ان کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔اگر حضرت امام حسینؓ اور ان کے اہل و عیال کی مظلومانہ شہادت کو پیشِ نظر رکھا بھی جائے تب بھی اسلامی تعلیمات کی رُو سے کسی کا سوگ صرف 3 دن تک منانے کی اجازت ہے اور وہ بھی صرف اسی موقع پر۔ بعد میں ہر سال اس کو یادگار بنا لینے کی ہمیں شریعت اجازت نہیں دیتی۔مگر افسوس یہ ہے کہ شیعہ حضرات تو اپنی مجالس عزا مناتے اور مرثیہ خوانی کرتے ہی ہیں بعض اہل سنت حضرات بھی ان سب بدعات میں ان کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ شامل ہو جاتے ہیں۔ ریڈیو اور ٹی وی پر اور اخبارات میں بھی اس سوگ کو برابر منایا جاتا ہے۔اور محرم کے پہلے دس دن ریڈیو ٹی۔وی پر گانے نشر نہیں ہوتے (احترام کے طور پر) جبکہ یہ احترام رمضان المبارک کے محترم اور مبارک ماہ میں مفقود ہوتا ہے۔اس سے لوگوں میں ایک فاسد خیال پیدا ہو چکا ہے کہ ہم ماہ محرم کو''نیا سال مبارک'' کیسے قرار دیں۔ ہمارے لیے ہر سال کی یکم جنوری ہی''نیا سال مبارک'' کا مقام رکھتی ہے۔یکم محرم آتا ہے تو لوگ اس طرح سوگ میں ڈوب جاتے ہیں، نوحہ کی کیفیت اپنا لیتے ہیں، کالے کپڑے پہن لیتے ہیں...... یہ سب کچھ دین میں خودساختہ اضافے ہیں جن کو بدعت کہا گیا ہے اور ہمارے دین میں ان بدعتوں کی کوئی گنجائش نہیں......ہمیں اپنا یہ تصور واضح کر لینا چاہیے کہ نئے سال کا تہوار منانا بت پرستوں کی شرکیہ رسم ہے۔اسلام کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

ہمارا سال یکم محرم الحرام ہی سے شروع ہوتا ہے

محرم امن و امان کا مہینہ ہے خود اللہ تعالیٰ نے اسے حرام مہینہ قرار دیا ہے۔ہمیں اس وقت اللہ تعالیٰ سے خاص دعا کرنی چاہیے۔ جو پیارے پیغمبرؐ نے ہر نیا ماہ شروع ہونے سے پہلے ہمیں سکھائی ہے۔آپ ہر ماہ کا نیا چاند دیکھ کر یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔تمام اخبارات اس دعا کی اشاعت کریں ہر ایک کو یہ دعا ازبر کرائی جائے۔ بڑا ہو یا چھوٹا سب کو یہ دعا یاد ہو:

اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّكَ اللّٰـہُ (ترمذی) اے اللہ اس چاند کو ہمارے لیے امن اور ایمان کے ساتھ، سلامتی اور اسلام کے ساتھ طلوع فرما۔اے چاند! میرا اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔گویا ایک طرف اللہ تعالیٰ سے اس چاند کو امن وایمان اور سلامتی واسلام کے ساتھ نکالنے کی دعا ہے تو دوسری طرف یہ اظہار ہے کہ چاند بھی اللہ کی مخلوق ہے اور میں بھی اسی کی مخلوق ہوں۔ ہم دونوں اس کے حکم کے پابند اور اس کے فرمانبردار ہیں۔

ہمارے لیے خوشیوں اور مسرت کا باعث سال نو نہیں بلکہ خود''ہجرت کا واقعہ'' ہے جو مکہ کے کافروں کی تیرہ سالہ جبر وتشدد کے دور کا خاتمہ تھا۔لہٰذا محرم کو اللہ کا مبارک حرام مہینہ سمجھ کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا شایانِ شان استقبال کیا جائے۔ ہجرت کے عظیم الشان واقعہ کی اہمیت بیان کی جائے۔ اخبارات ایڈیشن نکالیں۔ مسلمان سربراہوں کو مبارکبادی کے پیغام دیئے جائیں اپنی بخشش اور پوری امت کی کامیابی وکامرانی کے لیے خصوصی دعائیں مانگی جائیں۔ عوام الناس کو اس موقعہ پر اپنے گناہوں کی استغفار کرنے اور بلند عزائم اپنانے کی ترغیب دی جائے۔ عالمِ اسلام کے حالات کا انفرادی طور پر جائزہ لیا جائے اور جو کسی قسم کی فوجی، مالی، اخلاقی اور تعلیمی امداد کے مستحق ہوں۔ ان کو وہ مدد سرکاری اور انفرادی سطح پر فراہم کی جائے۔ تعلیمی اور ثقافتی طائفے (جو مسلمانوں کے تشخص، تہذیب اور انفرادیت کو اجاگر کرنے والے ہوں) مسلمان ممالک کے درمیان آتے جاتے رہیں۔ مسلمانوں کے مابین رابطے مستحکم کرنے کے لیے عملی اقدامات بھی اٹھانے ضروری ہیں بلکہ ہر ہجری ماہ کے آغاز میں اس دعا کا اہتمام کیا جائے ایک دوسرے کو مبارک باد دینے، اپنا ذاتی احتساب کرنے اور استغفار کی ضرورت ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ کے بے شمار سنہری کارناموں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ نے سن ہجری کا اجرا کیا اور اس کا آغاز محرم الحرام سے کیا جس کو خود اللہ تعالیٰ نے امن کا مہینہ قرار دیا ہے۔ اس مبارک ماہ کا حق تبھی ادا ہوتا ہے کہ زنجیرزنی، سینہ کوبی، نوحہ کرنے گریباں چاک کرنے کے بجائے رکوع وسجود اور قیام وصیام سے اس کا شاندار استقبال کریں۔ اسلام نے امت مسلمہ کو قیصر وکسریٰ کے جاہلی تہواروں، نوروز، مہرجان اور نصاریٰ کے مغربی تہواروں ہیپی نیو ایئر، ویلنٹائن ڈے، کرسمس وغیرہ کے بجائے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے بہترین تہوار دیئے ہیں تاکہ ان میں مسلمان اپنی خوشی مسرت اور شادمانی کا اظہار کرسکیں۔

ان دونوں عیدوں پر مسلمان نئے کپڑے پہنتے، خوشبو لگاتے اور کھلے میدان میں نماز عید پڑھنے کے لیے نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ کیا ہم یہ نہیں سوچتے کہ یہ ہیپی نیو ایئر اور کرسمس وغیرہ تو ان لوگوں کے تہوار ہیں جو ہمارے قرآن کی توہین کرتے ہیں ہمارے رسولؐ کے کارٹون اور گستاخانہ خاکے چھاپ چھاپ کر آپؐ کی توہین کا ارتکاب کرتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمیں جائزہ لینا چاہیے کہ گزشتہ سال کتنے مسلمان کفار کے ہاتھوں تہ تیغ ہوئے، گرفتار ہوئے، خواتین و بچے مصائب میں مبتلا ہوئے

پھر خود ہم نے گزشتہ سال کتنے لوگوں کے جنازے اٹھائے، کتنے عزیز پیارے اس سال کے دوران ہم سے رخصت ہوگئے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے کہ اس نے یہ سال مجھے دے دیا تاکہ اس میں اپنی عاقبت کے لیے کچھ کام کرسکوں۔ موت تو جوتی کے تسمے سے بھی زیادہ انسان کے قریب ہے۔ نامعلوم یہ جو نیا سال ہمیں نصیب ہوا ہے اس کے کتنے لمحے ہماری قسمت میں ہوں۔ لہٰذا گزشتہ سال کے اپنے اعمال کا احتساب کریں۔ جو گناہ ہوئے ان کی تلافی کی کوشش کریں۔ جو نیکی کرنا نصیب ہوئی۔ اس پر رب کا شکر ادا کریں اور آئندہ سال کے لیے پوری منصوبہ بندی کریں کہ کس طرح ہم نے خود اپنی ذات کی اصلاح کرنی ہے۔ اپنے گھر والوں کو کس طرح اللہ کے قریب لانا ہے اور اپنے عزیز و اقارب اور دوست و احباب کے حلقے میں کس طرح رب کے پیغام کو پہنچانا ہے کیسے قرآن و سنت کی تعلیم کی اشاعت کرنا اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینا ہے...... اور کس طرح ہم نے اپنے موجودہ سال کو گزشتہ سال کے مقابلے میں نیکی اور تقویٰ کے لحاظ سے بہتر بنانا ہے۔ اللہ رب العزت کے حکم ''تم میں سے ہر کوئی یہ دیکھے کہ اس نے اپنے آنے والے کل یعنی قیامت کے لیے آگے کیا بھیجا ہے'' (الحشر:18)

پہ کس طرح عمل پیرا ہونا ہے اور صلیبی، کفار اور مشرکین کے مقابلے کے لیے کس طرح منصوبہ بندی کرنی ہے۔ چنانچہ اب ہم نئے عزم، نئے حوصلے کے ساتھ اٹھیں اور نئی سحر کی بنیاد رکھیں۔ یہ احتساب تو مسلمان کو ہر ماہ کے آغاز میں، ہر روز، بلکہ ہر لمحہ جاری رکھنا چاہیے۔ زندگی بہت قیمتی اور ان مول چیز ہے یہ صرف ایک بار ملتی ہے۔ نامعلوم میری عمر عزیز کے کتنے لمحے باقی رہ گئے ہیں...... ان گزرتے لمحوں کو ہم اس طرح بہتر منصوبہ بندی سے گزاریں کہ جب ہماری موت آئے تو وہ ہمیں مسلمان پائے، اپنے رب کا فرمانبردار، قرآن کے احکام پر چلنے والا اور پیارے پیغمبر کی سنت کے مطابق زندگی گزارنے والا پائے۔ آمین

اسی طرح کرسمس، ایسٹر اور سالگرہ کا معاملہ ہے۔ یہ تینوں تہوار عیسائیوں کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔کرسمس کے موقع پر یعنی 25 دسمبر کو عیسائی لوگ خصوصی خوشی کا اہتمام کرتے ہیں۔وہ گویا اس دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی خوشی میں عید مناتے ہیں......اپنے گھروں کو خصوصی طور پر سجاتے ہیں۔ان میں کرسمس ٹری بناتے ہیں یعنی درختوں سے سجاتے اور ان پر چراغاں کر کے روشنی کا اہتمام کرتے ہیں......لوگوں کو کرسمس کارڈ بھیجے جاتے ہیں......گویا کرسمس ڈے کے ساتھ ساتھ کرسمس ٹری اور کرسمس کارڈ بھی اس دن کا خصوصی حصہ سمجھے جاتے ہیں۔

انگریز برصغیر میں جب آئے تو مسلمان جو پہلے ہی اپنے دین سے ناواقفیت کی بنا پر ہندوانہ تہوار منا رہے تھے۔دیکھتے دیکھتے انہوں نے بغیر سوچے سمجھے عیسائیوں کے تہوار بھی منانا شروع کر دیئے......عیسائی ان کو اپنا کرسمس کارڈ بھیجنے لگے،تو مسلمان دیکھا دیکھی میں عیسائیوں کو جواب میں اپنے عید کارڈ بھیجنے لگے......حالانکہ اس سے قبل مسلمانوں میں عید کارڈ بنانے یا ارسال کرنے کا کوئی رواج نہیں تھا......

اس وقت صورت حال یہ ہے کہ پاکستان جو اسلام ہی کے نام پر وجود میں آیا تھا۔مگر یہاں کے مسلمان کرسمس میں بڑی دلچسپی لیتے ہیں۔اس موقعہ پر ریڈیو ٹی۔وی پر اپنے ملک کے عیسائیوں کے لیے (جن کی تعداد ملک میں تیزی سے بڑھ رہی ہے) خصوصی پروگرام نشر کرتے ہیں۔حکمران طبقہ ان کے پروگراموں میں سرکاری طور پر شامل ہوتا ہے اور ان کو مبارکباد پیش کرتا ہے۔سینکڑوں کی تعداد میں کرسمس کارڈ خریدتے بلکہ خود تیار کرتے ہیں اور ان کو اس موقعہ پر خیرسگالی کے طور پر پیش کرتے ہیں......اخبارات خصوصی ایڈیشن شائع کرتے ہیں۔پھر ان کی دیکھا دیکھی اپنی عید الفطر کے موقع پر لاکھوں کے عید کارڈ تیار ہونے لگے اور مسلمانوں کو بھیجے جانے لگے......غیروں کی نقالی بھی......اور وقت و پیسے کا زیاں بھی اور ان کارڈز پر ننگی فحش تصویریں بنا دی جاتی ہیں۔لہٰذا یہ عریانی وفحاشی کا پرچار بھی ہیں۔

یہی معاملہ عیسائیوں کی ایک اور عید "ایسٹر" کا ہے۔اصل لفظ "عید قیامت المسیح" ہے یعنی (Resurrction of Jesus) قیامت سے مراد حضرت عیسیٰ کا سولی پانے کے بعد تیسرے روز جی اٹھنا۔اسی موقع کو "عید قیامت المسیح" کہا جاتا ہے مگر چونکہ مغرب کے اینگلوسیکسن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گورے قبائل جنہوں نے عیسائیت کو قبول کیا تھا۔ انہوں نے اس کو ایسٹر ہی کہا۔ لہٰذا اس عید کا نام ایسٹر پڑ گیا۔ یہ عید 21 مارچ تا 25 اپریل کی چودھویں رات کے اتوار کو منائی جاتی ہے۔ (2009ء میں یہ عید 12 اپریل کو منائی گئی تھی) یورپی قبائل نے اس موقع پر اپنی پرانی روایات کو بھی اس عید میں شامل کر دیا۔ مثلاً ایسٹر کے رنگیلے انڈے، چاکلیٹ، خرگوش، سفید پھول وغیرہ خریدنا اور تحفہ دینا اور خوشی منانا وغیرہ۔ ہمارے ہاں عیسائیوں کو خیر سگالی کے طور پر اس موقع پر مبارکباد دیتے ہیں اور ریڈیو ٹی۔ وی اخبارات میں اس کو کوریج دیتے ہیں۔

اسی طرح سالگرہ والے تہوار کو بھی دیکھنا ضروری ہے۔ سالگرہ جسے عام طور پر بچے برتھ ڈے کہہ کر مناتے ہیں۔ برتھ ڈے کا لفظ خود ہی بتا رہا ہے کہ یہ تہوار بھی عیسائیوں ہی سے مستعار لیا گیا ہے۔ اس کے خصوصی کارڈ بنتے ہیں۔ کیک لائے جاتے ہیں۔ موم بتیاں سجائی جاتی ہیں۔ غبارے سجتے ہیں۔ تالیوں کی گھن گرج میں کیک کاٹا جاتا ہے اور سب موجود دوست احباب مل کر متعلقہ شخص کو گا گا کر "ہیپی برتھ ڈے ٹو یو" کی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ پوری ویڈیو بنتی ہے، تحفے تحائف دیئے جاتے ہیں پھر اسی ہلے گلے اور شور شرابے میں مجلس برخاست ہو جاتی ہے۔

میری ایک معصوم سی نواسی پوچھنے لگی...... امی جان! یہ تو بتائیں یہ سالگرہ کیا ہوتی ہے؟ کیا ایک سال ہماری عمر میں سے گر جاتا ہے؟

واقعی اس معصوم نے کتنی سچی اور صحیح بات سوچی۔ کیا عمر عزیز میں سے ایک قیمتی سال کم ہونے پر ایک مسلمان کو خوشی منانی چاہیے یا غم اور صدمہ کی کیفیت اس پر طاری ہو جانی چاہیے۔

انگلش میڈیم سکولوں کے طلبہ و طالبات تو لازماً اپنی برتھ ڈے مناتے ہیں جبکہ دوسرے نوجوان بھی پیچھے نہیں رہتے۔ جوانوں کا کیا ذکر ہمارے ہاں تو پیر پگاڑا جیسے بوڑھے گدی نشین بزرگ بھی بڑے شوق سے اپنی سالگرہیں مناتے ہیں اور اس میں کوئی شرعی یا قومی قباحت نہیں سمجھتے اور پھر ٹی وی پر اخبارات میں اپنی برتھ ڈے کی پوری تفصیل دیتے ہیں۔ اس طرح ان غیر شرعی تہواروں کو فروغ دینے کا باعث بنتے ہیں۔

یہ تینوں تہوار اپنی خبر، بنیاد اور اساس کے لحاظ سے مغربی ہیں۔ عیسائیوں کے ہیں اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کو ان سے کوئی تعلق نہیں ہونا چاہیے......مگر افسوس یہ ہے کہ ہم پاکستان میں رہنے والے مسلمان (ہاں وہی پاکستان جو اسلام ہی کی خاطر وجود میں آیا تھا......جس نے دوقومی نظریہ کی بنیاد پر یہ نعرہ لگایا تھا، ''پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ) ان تہواروں میں اتنے جوش وخروش سے کیوں حصہ لیتے ہیں۔ کیا یہ کفار سے مشابہت نہیں؟ کیا یہ انہی کا حصہ بن جانے والی بات نہیں؟

نیو ملینیم:

اسی طرح مسئلہ نیو ملینیم کو منانے کا ہے۔ جب سن ننانوے اپنے اختتام کو پہنچا اور اب سن دو ہزار کا سورج طلوع ہونے والا تھا تو ساری دنیا میں اکیسویں صدی کی آمد پر جشن منانے کے اہتمام ہو رہے تھے۔ ہر طرف اس کا چرچا تھا۔ مسلم ممالک اور پاکستان میں بھی یہ بات بڑے جوش وخروش سے کہی جاتی رہی کہ ہمیں اکیسویں صدی میں داخل ہونا اور کس سج دھج سے ہونا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ ہمارا اکیسویں صدی سے آخر کیا تعلق ہے اور ہمیں اس سے کیا لینا دینا جیسے بہت سے سال بیت گئے یہ بھی ایک ایسا ہی سال ہے ہم کیوں مارے خوشی کے بے قرار ہوئے جا رہے ہیں اور جشن منانے پر تلے بیٹھے ہیں۔ مغربی دنیا اس کو Millenium کے نام سے پکار رہی ہے۔ جس کا مطلب ہے ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حکومت کا ہزار سالہ دور حکومت۔ وہ دور جس میں شیطان ناامید ہوگا۔'' پچھلے دو ہزار سالوں میں شیطان ناامید نہیں ہوا تھا اگلی صدی میں وہ کیوں ناامید ہوگا۔ شیطان نے تو جو چاہا سو حضرت انسان نے کیا بلکہ اس کی امیدوں سے بھی بڑھ کر کیا۔ لہٰذا وہ جتنا جشن منائے کم ہے۔

البتہ ہم مسلمانوں کے لیے تو پچھلا ہزار سالہ دور بھی کوئی اچھا نہیں گزرا۔ اگر سچے دل و دماغ سے سوچیں اور غور کریں تو شاید آنسو نہ تھم سکیں۔

★ اسپین میں آٹھ سو سالہ دور حکومت ختم ہوا اور وہ یوں وہاں سے ختم ہوئے کہ اسلام کا نام لیوا کوئی نہ رہا۔

★ افریقہ اور ایشیا میں مسلمانوں نے شکست کھائی اور یورپ کی نوآبادیوں میں تبدیل ہوگئے۔ وسیع وعریض اسلامی مملکتوں پر عیسائی جھنڈا لہرانے لگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

★ خلافت عثمانیہ جیسی بھی ٹوٹی پھوٹی تھی مسلمانوں کا مرکز، ان کی قوت وشوکت کی علامت تو تھی ہی مگر اس کا خاتمہ ہوگیا۔

★ ہندوستان مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گیا۔ وہاں بھی سلطنت مغلیہ کا خاتمہ ہوگیا۔

★ مسلمانوں کے عین دل میں اسرائیل نامی یہودی بستی قائم کی گئی جو ایک ناسور کی طرح ہے۔ اسی طرح برصغیر میں کشمیر کا ''ناسور'' پیدا کیا گیا۔

★ کروڑوں مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا اور مسلمانوں کا لہو پانی کی طرح بہتا رہا اور ہزاروں مسلمانوں کو صلیب پر چڑھا کر زندہ جلا دیا گیا۔

★ ہمارے علمی ورثے اور لاکھوں کتابوں کو جلا کر خاکستر کر دیا گیا۔

★ افریقی مسلمانوں کو امریکہ نے غلام بنا کر فروخت کیا اور ان کی نسلوں کو عیسائی بنا ڈالا۔

غرضیکہ کیا کیا المناک قصے سنائے جائیں

تن ہمہ داغ داغ شد
پنبہ کجا کجا نہم

اور اب جو عیسوی سن کی نئی صدی شروع ہو رہی ہے اس میں ہم کس طرح جشن مناتے ہوئے داخل ہو سکتے ہیں۔ کیا ہم بھول گئے ہیں کہ کشمیر کے مرغزاروں میں کیا ہو رہا ہے۔ وہاں بھارتی درندے کون سا جشن منا رہے ہیں۔

کیا چیچن مسلمانوں کے اجڑے گھر، بے کفن لاشے، برف کے میدانوں میں معصوم بچے گھر کی چھت، خوراک اور حرارت کے لیے ترس رہے ہیں کیا ہم بوسنیا اور کوسوا کو بھول گئے ہیں؟

ہمارے لیے اکیسویں صدی کون سے پھولوں کے ہار لے کر آ رہی ہے۔ اراکان، فلسطین، فلپائن، الجزائر، عراق اور داغستان میں ذبح ہونے والے مسلمان کا سوگ منائیں یا قاتلوں کے ملینیم کی خوشیاں منائیں۔

یہ ہماری صدی نہیں ہے۔ ہماری صدی تو ہجری صدی ہے اور یہ چودہ سوتیں 1430 ہجری ہے ہم دعا کرتے ہیں پندرھویں صدی سے پہلے پہلے مسلمان اس ذلت، پائمالی، زبوں حالی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور غلامی سے نکل آئیں۔ ان میں پھر سے روحِ جہاد بیدار ہو جائے ہمیں پھر کوئی محمود غزنوی، محمد بن قاسم، احمد شاہ ابدالی یا صلاح الدین ایوبی مل جائے تاکہ واقعی اکیسویں صدی میں شیطان ناامید ہو جائے اور مسلمان پھر سے اپنی عظمت رفتہ کو حاصل کر لیں اور یہود و ہنود اور نصاریٰ کی سازشوں کے جال سے نکل کر ان کو عبرت ناک شکست دیں۔

وقت ضائع کرنا ممنوع ہے:

کیا ہم یہ نہیں سوچتے کہ اپنے وقت کو بیکار ضائع کرنا اور غیر شرعی تہواروں میں صرف کرنا اسے "گزارنے اور ٹائم پاس کرنے" کے لیے ناولوں، فلموں، ڈش کیبل، موبائل وغیرہ کا سہارا لینا اللہ کے بندوں کے کام نہیں، یہ تہذیب اسلامی کا کھلے بندوں مذاق اڑانے والے، عریاں و فحش نظارے، بیہودہ اور غیر اخلاقی پروگرام تو ہماری تباہی و بربادی کا اعلان کر رہے ہیں۔ ان کی بنا پر ہم سے حیا چھن گئی۔ ہم میں بے حیائی اور بے غیرتی پیدا ہو گئی۔ اب ہمارا یہ حال ہو گیا کہ بے جان لاشے ہیں جو ایمان سے خالی ہیں، کان ہیں مگر سنتے نہیں، آنکھیں ہیں مگر دیکھتے نہیں، ہمارے جسم و جان کو بے ایمان کر دیا...... ہمارے دلوں سے احساسِ زیاں تک چھین لیا ہمیں بیکری کی لذتِ کام و دھن سے نکلنا ہو گا۔ الیکٹرانک کے پُرتعیش سامان سے، کاسمیٹک اور بیوٹی پارلر کی دنیا سے نکلنا ہو گا...... اس بے غیرتی، بے شرمی اور بے حیائی سے نفرت و بیزاری کا اظہار کرنا ہو گا، ان کے خلاف اعلانِ بغاوت کرنا ہو گا......

علمی دانش گاہیں جو علم کی تعلیم اور تربیت کے لیے مخصوص ہوتی ہیں۔ ان میں اگر رقص و سرود کی کلاسیں ہونے لگیں۔ طاؤس و رباب کے مقابلے ہونے لگیں اور ہوں بھی الحمراء ہال میں، تو پھر ہماری تعلیم و تربیت بلکہ ہمارے دین کا بھی اللہ حافظ۔ ایک الحمراء سپین کا الحمراء تھا جس کی عظمت و پیشانی اللہ رب العزت کی عظمت کی گواہی دیتے ہوئے اعلان کر رہی تھی...... "لا غالب الا ھو" اور ایک آج کا الحمراء ہے جو ثقافت اور روشن خیالی کے نام پر پاکستان کی سب سے بڑی یونیورسٹی جامع پنجاب کے زیر اہتمام دس کالجوں کے درمیان الحمراء ہال میں مخلوط گانے اور ڈانس مقابلے کرواتا ہے اور پھر اس کے بعد وہاں مسلسل میوزک کی کلاسیں شروع ہو گئی ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(یہ مقابلہ 4 دسمبر 2006 کو ہوا تھا) انا للہ وانا الیہ راجعون۔

برکت اسی کے گھر میں ڈیرہ ڈالتی ہے جو اپنے وقت کو سوچ سمجھ کر استعمال کرتا ہے اور اسے روپیہ پیسے سے زیادہ قیمتی سمجھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود بھی توَ الْعَصْرِ فرما کر اسی ''وقت'' ہی کی قسم کھائی ہے اور ہم اس وقت کو کتنی بے دردی کے ساتھ فضول کاموں میں صرف کر کے رب کی ناراضی مول لیتے ہیں......

غیر اسلامی تہواروں کو منانے کے نقصانات:

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم نوجوان نسل کو محنت کے ساتھ اسلامی اقدار کی اہمیت سے آگاہ کریں تاکہ وہ صحیح مسلمان بن کر اپنی اسلامی انفرادیت کو اجاگر کر سکیں۔ چنانچہ ان غیر شرعی تہواروں کے بجائے اصل اسلامی تہواروں کی اہمیت بھی اجاگر کی جائے۔

1- اللہ نے بے حیائی و فحاشی کے فروغ سے منع کیا ہے جبکہ یہ تہوار بے حیائی اور فحاشی کے فروغ کا بڑا ذریعہ ہیں۔ سورۃ النور کی آیت نمبر 19 میں بے حیائی کے فروغ سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔

2- یہ کافروں اور غیر مسلموں کے ساتھ مشابہت ہے جس سے ہمیں سختی سے منع کیا گیا ہے۔ نبی کریمؐ کا ارشاد ہے: ''جس نے کسی قوم سے مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہے۔'' (ابوداؤد، کتاب اللباس)

3- وقت اور مال اللہ کی بہت بڑی نعمتیں ہیں جو ان غیر اسلامی تہواروں میں پڑتا ہے وہ ان نعمتوں کی بے قدری کرتا ہے۔ وہ بہت فضول خرچی کرتا ہے اور شیطان کا بھائی بنتا ہے۔ دوسری طرف عمر عزیز کے قیمتی لمحات خواہ مخواہ اللہ کی نافرمانی اور عصیان و گناہ میں گزار دیتا ہے۔ ہوائی فائرنگ، عزت و عصمت کی پامالی وغیرہ میں مشغول ہو کر اللہ کے غیظ و غضب کو بھڑکاتا اور عذاب کو خود دعوت دیتا ہے اس طرح بے شمار اخلاقی اقدار کی پامالی کا مرتکب ہوتا ہے۔

4- عید کارڈوں اور کرسمس کارڈوں پر بے شمار فضول خرچی کرتا ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ ساتھ غیروں کی نقالی میں پھولوں کے بڑے بڑے بے شمار گلدستے ''بوکے'' بھی پیش کرتا ہے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس طرح بے تحاشا پیسہ فضول اڑا کر اللہ کی نعمتِ دولت کی ناقدری کرتا ہے۔ گناہ کے کاموں میں ان کی تقلید کرنا اور ان کے ساتھ تعاون کرنا اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (المائدة:2) یعنی نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں تو ایک دوسرے سے تعاون کرو مگر گناہ اور نافرمانی کے کاموں میں دوسروں سے تعاون نہ کرو...... بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

5- اللہ نے خوشی کے تہوار ہمیں خود عطا فرمائے ہیں: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اکرم مدینہ میں آئے تو مدینہ والوں کو دو تہوار مناتے دیکھا جس میں وہ کھیل کود اور ہنسی مذاق کیا کرتے تھے۔ آپؐ نے ان سے دریافت فرمایا تو انہوں نے عرض کیا یہ ہمارے دو تہوار ہیں جن میں ہم ہنسی مذاق کرتے اور کھیلتے کودتے ہیں......تو آپؐ نے فرمایا: اب اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس سے بہتر خوشی کے دو دن دے دیئے ہیں......یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔ (سنن نسائی۔ کتاب العیدین)

ان دونوں تہواروں کا تعلق کسی انسان کی موت یا حیات سے نہیں بلکہ نیک اعمال کے ساتھ ہے۔ عید الفطر رمضان المبارک کے روزوں کے بعد اور عید الاضحیٰ حج وعمرہ کی ادائیگی کے ساتھ وابستہ ہے......اس موقعہ پر بھی عید کارڈز کا مسئلہ قابلِ غور ہے۔

اس موقعہ پر عموماً کرسمس کارڈز کی دیکھا دیکھی مسلمانوں میں بھی عید کارڈ بڑی کثرت سے شائع ہوتے اور فروخت ہوتے ہیں بچے بڑے سب ایک دوسرے کو کارڈز بھیجنے میں بڑی دلچسپی رکھتے ہیں۔ یہ عید کارڈ چونکہ کرسمس کارڈز کی نقل ہے۔ اس لیے غیر شرعی کام ہے۔ دوسری قابلِ اعتراض بات یہ ہے کہ عموماً ان پر انتہائی فحش تصاویر بنی ہوتی ہیں اور معصوم بچے ان کارڈز کو اپنے جیب خرچ سے بآسانی خرید سکتے ہیں لہٰذا وہ بکثرت ان کو خریدتے ہیں۔ جس سے نئی نسل میں مزید بے حیائی پھیلتی ہے۔ لہٰذا ان عید کارڈز کا رواج ختم کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے بجائے کوئی مفید اچھی کتاب، پنسل، پین، ٹافی بسکٹ وغیرہ کا تحفہ دیا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔ زندہ قومیں اپنے ملّی وقومی تہوار بڑے جوش وجذبے سے مناتی ہیں۔ ہمیں بھی اس وقت بھرپور خوشی کا اظہار کرنا چاہیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان دونوں تہواروں کی بنیاد خالصتاً روحانی ہے یہ اللہ و رسول کے احکام کی فرمانبرداری میں منائی جاتی ہیں بہرحال یہ بات یاد رکھنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے کہ ان عیدوں کے علاوہ ایام و مواقع منانا، نیا سال، سالگرہیں، برسیاں منانے، گولڈن جوبلی منانا، کیک کاٹنے ایسی فضول و مسرفانہ اور بت پرستانہ حرکات و رسوم کی دین حق میں گنجائش نہیں ہے...... ہمارے لیے محرم سالِ نو کے طور پر خوشی کا باعث نہیں بلکہ خود "واقعہ ہجرت" خوشی و مسرت کا باعث ہے، کہ اس کے ساتھ مکہ مکرمہ کے مشرکوں کی بے بسی اور مسلمانوں پر جبر و تشدد کی تحریک ختم ہو کر رہ گئی تھی (سال نو، سالگرہیں، اور برسیاں وغیرہ مشرکانہ رسوم ہیں از ڈاکٹر محمد اسلم رانا۔ "ماہنامہ المذاہب" لاہور دسمبر 1998ء)

ہمارے قومی تہوار:

اسی طرح ہمارے قومی تہواروں کا معاملہ ہے۔ اگست کا مہینہ آتے ہی ہر طرف جشنِ آزادی منانے کا اہتمام شروع ہو جاتا ہے۔ اس طرح کے قومی دن منانا حقیقتاً اہم قومی تقاضا ہے کہ اپنی نئی نسل اپنے وطنِ عزیز کی تاریخ، اسبابِ تشکیلِ پاکستان اور اس کے تمام مقاصد و تقاضوں سے واقف ہو سکے۔ چنانچہ ان موقعوں پر جلسے جلوس، جھنڈے جھنڈیاں، چراغاں اور قمقمے، نعرے، تقریریں، ریلیاں، سیمینار، کھیلوں کے مقابلے، فلمیں ڈرامے اور مختلف فنکشنز ہوتے ہیں۔ ہر شخص اپنے اپنے ذوق کے مطابق یومِ آزادی مناتا ہے۔ گلی کوچوں میں رقص و سرور کا سامان ہوتا ہے۔ غرض اربوں روپے اس جشن کے موقع پر لٹا دیئے جاتے ہیں...... حالانکہ پاکستان جیسے غریب ملک میں، بال بال قرضوں میں جکڑے پاکستان میں اتنی رقم فضول اڑا دینے کا کوئی جواز نہیں بنتا...... کیا یہ جشن آزادی سادگی سے نہیں منایا جا سکتا...... اور اس رقم سے کسی یتیم بچی کی شادی، کسی غریب بچے کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنا۔ کسی بیمار شخص کے دوا دارو کا بندوبست کرنا ممکن نہیں؟ وطنِ عزیز میں پاکستان کی گولڈن جوبلی منائی گئی 1997ء میں مگر اسی کافرانہ انداز میں وہ بھی اغیار ہی کی رسم تھی......

ہم بنیادی طور پر ایک نقال قوم ہیں۔ جس طرح دوسروں کو اپنا جشنِ آزادی مناتے دیکھا۔ وہی طور طریقے اور انداز اپنا لیے۔ مثلاً اپنے شہداء کے لیے مسنون طریقے سے دعا اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استغفار کرنے کی بجائے ''ایک منٹ کی خاموشی اختیار کرنا'' ان کو توپوں کی سلامی دے کر خراجِ عقیدت پیش کرنا قومی ترانہ کے احترام میں کھڑا ہونا وغیرہ۔ بالکل یہی معاملہ ہمارے ہاں 23 مارچ والے دن یعنی یومِ قراردادِ پاکستان کے موقع پر ہوتا ہے، 6 ستمبر کا دن ہم نے ویسے ہی منانا چھوڑ دیا ہے۔ 28 مئی 1998ء کا عظیم الشان یومِ تکبیر بھی ہم نہیں منا سکتے۔ کیونکہ اس سے ہمارے بعض دوستوں کو پرخاش ہے اور ہم تو وہی کرنے کے پابند ہیں جس کی اجازت ہمیں ہمارے مغربی اور بھارتی آقا دیں۔ کجا یہ بات کہ ہم یومِ تکبیر کو اور 6 ستمبر کو اپنے نصابات میں شامل کرتے۔ استغفراللہ۔ ہمارا یومِ آزادی پہلے فوجی پریڈ وغیرہ دیکھنے میں صرف ہوتا تھا بچوں میں جوش و ولولہ پیدا ہوتا تھا۔ مگر مشرف دور سے 23 مارچ اور 14 اگست والے پروگرام بھی رقص و سرود کی نذر ہونے لگے ہیں۔ 2005 میں تو 14 اگست ایوانِ صدر کے اندر منایا گیا......اپنے سرپرست آقاؤں کے خوف سے کمانڈ و صدر کو باہر کھلے میدان میں منانے اور فوجی پریڈ کروانے کی ہمت ہی پیدا نہ ہوسکی، وہاں رقص و سرود کے پروگرام منعقد ہوئے، صدرِ پاکستان نے خود بھی ''رقص'' کیا اور اس طرح بیرونی دنیا کے سامنے پاکستان کا ''خوشگوار تاثر'' soft image پیش کیا......گزشتہ 55 سالوں سے ہمارے قومی دن اسی کافرانہ ادا اور طور طریقوں کے ساتھ منائے جاتے رہے مگر پھر بھی کم از کم ان میں ایک تمکنت اور وقار تھا......جبکہ جنرل مشرف کے دور سے ان کا وہ وقار بھی رخصت ہوا اور صرف ''آزادی میلہ'' بن کر رہ گیا اور یومِ قراردادِ پاکستان بھی رقص و سرود کے پروگراموں کی نذر ہو کر کر رہ گیا......پھر ان پروگراموں میں صرف ایک مخصوص طبقہ اشرافیہ ہی شامل ہوتا ہے۔ ان موقعوں پر چند گنے چنے لوگوں کو میڈل بھی دیئے جاتے ہیں......مگر عوام میں سے کوئی میڈل یا انعام کا حقدار بھی نہیں ہوتا۔ تحریک پاکستان میں حصہ لینے والے عوام میں سے کون کون ان پروگراموں میں مدعو ہوتا ہے۔ کیا ان کی قربانیوں کو اجاگر کرنے اور ان کی حوصلہ افزائی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں؟ یہ سماجی بے انصافیاں کیوں؟ ویسے بھی بل صرف عوام ادا کریں اور طبقہ خواص بلوں کی ادائیگی سے مستثنیٰ کیوں وہ انہی کی خون پسینے کی رقم پر عیش کرتا رہے آخر اس کی وجوہات کیا ہیں؟ پھر ہر سال 16 دسمبر آتا ہے جب ہمارا آدھا بازو ہم سے کٹ گیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ مگر کبھی اس دلدوز واقعہ کا بھول کر بھی کوئی ذکر نہیں کرتا۔

پاکستان بناتے وقت تو اللہ سے عہد کیا تھا کہ پاکستان میں ہم اسلامی نظام قائم کریں گے بانیانِ پاکستان علامہ اقبال اور قائداعظم نے اپنے سینکڑوں اقوال میں اس بات کی وضاحت بھی کی تھی کہ وہ اسلام کی ایک تجربہ گاہ بنانے چلے ہیں، جو دنیا کے دوسرے ممالک کے لیے رول ماڈل ثابت ہوگی اور ان کو اسلام کی فیوض و برکات سے بہرہ مند کرے گی۔ جہاں ظلم و جبر نہیں ہوگا بلکہ عدل و انصاف اور سماجی مساوات کا دور دورہ ہوگا۔ مگر عملاً کیا ہوا؟ یہ تھرکتے ناچتے جسم، یہ انڈین فلمیں اور گانے، یہ رقص و سرود، یہ شراب و کباب، یہ سود، بے حیائی...... یہ بے پردگی و عریانی، یہ فحاشی و عیاشی، کیا یہی تھا پاکستان کی جدوجہد کا مقصد...... سیاچن چھن گیا۔ مشرقی پاکستان گیا۔ ایٹم بم بنا کر بھی ہم دشمنوں کا آلہ کار ہی رہے!

آیئے ہم یومِ آزادی پاکستان کو یومِ تشکر کی حیثیت سے منائیں یا پھر یومِ حساب کی حیثیت سے منائیں۔ 14 اگست کے بجائے 27 رمضان المبارک کو منائیں۔ جس مبارک رات...... لیلۃ القدر...... میں ہمیں قرآن کریم کا تحفہ دیا گیا۔ چودھویں صدی ہجری میں پھر اسی رات ''پاکستان'' عطا کیا گیا...... لہٰذا ہم رمضان اور پاکستان دونوں کو جڑواں بنا دیں۔ گزشتہ گناہوں پر اجتماعی توبہ ہو، آئندہ کے لیے صراطِ مستقیم پر چلنے کا عہد ہو گا اس دن شکرانے کے نوافل ادا کیے جائیں۔ صدقہ و خیرات کیا جائے۔ قیامِ پاکستان کے مقاصد پر روشنی ڈالی جائے، بچوں کو دو قومی نظریہ کی اہمیت بتائی جائے۔ خود کفالت حاصل کرنے اور سادگی و قناعت اختیار کرنے کا عہد ہو کاسہ گدائی کو توڑ دینے اور پاکستان کے اپنے ذاتی وسائل کے اندر گزارا کرنے کا عہد ہو...... اپنی تقریبات کو غیر اسلامی طور طریقوں کو چھوڑ کر اسلام کے مطابق منانے کا عہد ہو۔ جس میں اپنا نظامِ زندگی قرآن و حدیث کے مطابق بنانے کا عہد ہو...... ایسے موقعوں پر نئی فلموں کا افتتاح کیسے جائز ہو گیا۔

ہمیں یہود و ہنود سے مستعار لیے تمام طور طریقے اور نصاریٰ کے اختیار کیے ہوئے تمام آداب و ضابطے ترک کر کے دورِ نبوی کے منائے گئے جشنوں کی طرف رجوع کرنا ہو گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1- خود واقعہ ''ہجرت'' (مکہ سے مدینہ کی طرف) یکم ہجری 12 ربیع الاوّل بروز جمعتہ المبارک۔

2- غزوہ بدر کی فتح کا دن 17 رمضان المبارک 2 ہجری بہت بڑی کامیابی و کامرانی کا دن ہے۔

3- غزوہ خندق میں کفار و مشرکین مکہ کے محاصرے سے آزادی کا دن۔ آخر ذی قعد 5 ہجری۔

4- یومِ فتح مکہ، پورے نظام جاہلیت پر فتح حاصل کرنے کا دن۔ 20 رمضان المبارک 8 ہجری۔

5- یوم حجتہ الوداع انسان کی انسان سے مکمل آزادی کا دن 10 ذی الحجہ 10 ہجری جب انسان اپنے جیسے انسانوں کی چنگل سے چھوٹ کر الٰہ واحد کی بندگی تلے آ گئے۔

یہ سب حقیقتاً نبوی دور کے بڑے بڑے جشن تھے پھر ہر سال عید الفطر اور عید الاضحیٰ آتی تھی پھر جمعہ کا دن بھی عید کا دن شمار ہوتا تھا۔ یہ تھے مسلمانوں کے عظیم ترین تہوار۔ ان سب موقعوں پر اسوۂ رسول مقبولؐ، اسوۂ صحابہ و صحابیات رضوان اللہ علیہم اجمعین ہمارے سامنے ہے۔ کس موقعہ پر رقص و سرود کی محفلیں برپا ہوئیں، کہاں ڈھول تماشے ہوئے......؟ ہر موقعہ پر اللہ کی عبادت تھی، اس کے سامنے بندگی کا اقرار تھا۔ اس کے احکام پر چلنے کا عہد تھا، دعا تھی۔

چاہیے تو یہ کہ 14 اگست کے موقع پر مرکز میں فیصل مسجد میں، اور چاروں دارالحکومتوں میں صبح سویرے شکرانے کے نفل ادا کیے جائیں پھر اجتماعی توبہ و استغفار اور دعا کا اہتمام کیا جائے۔ پھر حکومتیں عوام کے مفاد کے لیے کچھ ''اقدامات'' کا اعلان کریں۔ جس طرح حضور اکرمؐ دونوں عیدوں کا آغاز عید کی نماز پڑھ کر کیا کرتے تھے......پھر خطبہ دیتے جس میں حسب ضرورت سیاسی و اخلاقی ہدایات دیتے اور آخر میں اپنے لیے گھر والوں کے لیے، اسلام اور عالم اسلام کی کامیابی کے لیے دعا فرماتے۔ چنانچہ اس دن قیدیوں کو کچھ ریلیف دیا جائے۔ جن کو آزاد کرنا مناسب ہو، ان کو آزاد کر دیا جائے، میرٹ پر اہل اور باصلاحیت اساتذہ اور طلبہ کو میڈل اور وظائف دیے جائیں۔ اصحاب خیر طلبہ، یتامیٰ و مساکین کے لیے کچھ مختص کریں......جس طرح عید الفطر پر فطرانہ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذریعے اور عید الاضحیٰ پر قربانی کے گوشت کے ذریعے غریبوں کو فیض یاب کرنے کا حکم ہے۔ اسی طرح حکومت بھی ان عیدوں کے موقع پر لوگوں کو ریلیف دے کچھ مراعات کا اعلان کرے۔

عزیز و اقارب میں جہاں جہاں چپقلش اور کشیدگی ہو۔ اس کو دور کرنے کا اہتمام کیا جائے۔ تاکہ محبت، ایثار اور اخوت کا دور دورہ ہو اور بے شمار مقدمات خوشی و مسرت کے موقع کی مناسبت سے احساسِ اخوت سے سرشار ہو کر بغیر رقم خرچ کیے نمٹا دیئے جائیں۔

اصل بات یہ ہے کہ مومن اپنی دنیا کی آسائشوں اور زیب و زینت کے بجائے ہر وقت فکر آخرت میں مصروف ہوتا ہے۔ اس لیے وہ عید کی تیاریوں میں مگن ہو کر اس قدر غافل نہیں ہو جاتا کہ وہ اپنے فرائض کو بجالانا ہی بھول جائے۔ مگر افسوس ہمارا رویہ اپنے اصل ملی تہواروں کے بارے میں سنجیدہ نہیں رہا۔ عیدوں کی رات تو شاپنگ مہندی، چوڑیوں، کپڑوں اور میچنگ کی فکر میں بازار کے چکر لگاتے گزر جاتی ہے جبکہ مرد چاند رات کو فلموں، ویڈیوز، تاش اور شطرنج جیسے کاموں میں گزار دیتے ہیں۔ حالانکہ دونوں عیدوں کی راتوں میں عبادت کرنے کا خصوصی ثواب ہے۔ جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی رات اللہ کی عبادت میں گزار دیتا ہے۔ اس کا دل روز قیامت مردہ نہیں ہوگا جبکہ دوسروں کے دل مردہ ہو جائیں گے۔

ہمارا طرز عمل یہ ہے کہ عید والے دن مرد نماز پڑھ کر آئے، اور سو گئے۔ عورتوں نے کھانا بنایا، کھایا اور سو گئیں۔ پچھلے پہر اٹھیں گے۔ اس وقت نئے کپڑے پہن کر دوست احباب کو ملنے چلے جائیں گے۔ اس طرح انہوں نے اپنے تہواروں کی کوئی قدر نہیں کی، جبکہ غیروں کے تہوار وہ بڑے جوش و جذبے سے مناتے ہیں...... حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شعروں میں کہا تھا:

عید ان کی نہیں جو کھانے پینے میں مشغول ہو گئے، عید تو ان لوگوں کی ہے جنہوں نے اپنے اعمال میں خلوص پیدا کیا۔

عید ان لوگوں کی نہیں جو دنیاوی زینت کے ساتھ نکلے، عید تو ان لوگوں کی ہے جنہوں نے تقویٰ اور پرہیز گاری کو اپنا شعار بنایا......

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افسوس ہے کہ ہم اپنے اصل خوشی کے موقعوں کو بے وقعت سمجھتے ہیں ان میں پریشان ہوتے ہیں، محظوظ نہیں ہوتے، جبکہ غیروں کے تہواروں پر خوشی محسوس کرتے ہیں...... اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی عید سے ہمکنار فرمائے اور اپنی اصل خوشی کے موقعوں پر خوشی کا اظہار کرنے کی توفیق دے۔

نقالی کی سزا:

یہ تو واضح بات ہے کہ اپنے تہواروں کو مغربی انداز میں منانا اور اہلِ مغرب کے تمام تہوار اسی روح اور انداز کے ساتھ منانا تو کافرانہ اعمال ہیں۔ جس کی سزا ہمیں مختلف انداز میں ملتی ہی رہتی ہے۔ اقوامِ عالم میں ہم کتنے بے وقار اور ہلکے ہو گئے ہیں، ذلت وخواری اس طرح مقدر بن کر رہ گئی ہے کہ امریکہ برطانیہ اسرائیل بھارت سب نے مل کر وطنِ عزیز کو کس طرح دہشت گردی کے نام پر میدانِ جنگ بنا دیا ہے۔ پورا مغربی بازو میدان جنگ ہے جس میں مرنے والے بھی اپنے، مارنے والے بھی اپنے۔ طرفہ تماشا یہ بھی ہے کہ ہمارے تیس لاکھ قبائلی (دنیا کی معلوم تاریخ میں نقل مکانی کرنے والی سب سے بڑی تعداد) اپنے ہی ملک میں بے گھر، بے در، خیموں میں زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں...... اللہ رب العزت کا فرمان کتنا سچا ہے "کیا یہ لوگ کافروں کے ہاں عزت کی تلاش میں جاتے ہیں، حالانکہ تمام تر عزت تو اللہ (کی فرمانبرداری میں) کے ہاں موجود ہے۔ (النساء:139)

کفار کے تہواروں پر ان کو مبارکباد دینا بھی جائز نہیں ہے:

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (المجادلہ:22) اے پیغمبرؐ! جو لوگ اللہ پر اور روزِ آخرت پر یقین رکھتے ہیں، ان کو تو ایسا نہ دیکھے گا کہ وہ ان لوگوں سے دوستی رکھیں جو اللہ اور اس کے رسول کے دشمن ہیں۔

سعودی علماء کی کمیٹی نے فتویٰ دیا ہے کہ مسلمانوں کے لیے کافروں سے دوستی رکھنا اور ظاہری امور میں ان سے مشابہت اختیار کرنا ایمان کے منافی ہے۔ اسی وجہ سے ان کے تہواروں پر ان کو مبارکباد کہنا بھی جائز نہیں ہے۔ امام ابن قیمؒ اپنی کتاب "احکام اہل الذمۃ" میں لکھتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جہاں تک کافروں کے مخصوص شعائر پر ان کو مبارکباد پیش کرنے کا تعلق ہے تو یہ بالاتفاق حرام ہے۔ مثلاً ان کے تہواروں یا روزوں کے موقع پر ان کو مبارکباد کے طور پر کوئی یوں کہے: ''تمہیں تہوار مبارک ہو یا اس تہوار کی تمہیں مبارک ہو۔'' اگرچہ ان کلمات کا کہنے والا کافر نہ بھی ہو تو بھی اس کے لیے یہ کہنا حرام ہے۔ کیونکہ ایسا کہنا دراصل کافر کو صلیب پر سجدہ کرنے پر مبارکباد دینے کے مترادف ہے بلکہ یہ عمل اللہ کے نزدیک کسی کو شراب پینے، قتل کرنے اور زناکاری پر مبارکباد دینے سے بھی سخت گناہ ہے لیکن اکثر لوگ جن کو دین کی قدر نہیں ہوتی، وہ اس غلطی کا ارتکاب کرتے ہیں اور اس فعل کی قباحت نہیں جانتے، پس جس نے کسی کو گناہ پر یا بدعت پر یا کفر پر مبارکباد دی اس نے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غضب مول لیا ہے۔''

اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ فرماتے ہیں: ''جو شخص عجمیوں کے شہروں میں گھر تعمیر کرے، اور ان کے نوروز و مہرجان (جشن و تقریبات) منائے اور تاحیات ان کی مشابہت اختیار کرے تو وہ انہیں جیسا ہے، قیامت کے دن اس کا حشر بھی انہی کے ساتھ ہوگا......(اقتباس از سعودی مرکزی ادارۂ تحقیق وافتاء، ریاض کی طرف سے فتویٰ (2000 پر جشن منانے اور خصوصی اہتمام کرنے کے سوال کے جواب میں) ماہنامہ محدث جنوری 2000 ص 29 مترجم غازی عزیر) چنانچہ انہوں نے 2000 کے نیوملینیم میں بھی مسلمانوں کو شامل ہونے یا اس کی مبارکباد پیش کرنے سے روک دیا تھا۔

سوچنے کا مقام یہ بھی ہے کہ کیا ہندو، عیسائی یا یہودی بھی مسلمانوں کی ثقافتی اقدار کو اختیار کرتے ہیں، ''کیا وہ ہمارے جشن مناتے ہیں؛ یا ہمیں ان پر مبارکباد دیتے ہیں'' وہ تو ہمیں برباد کرنے پر تلے بیٹھے ہیں۔ یہود و ہنود و نصاریٰ کا خبیث اتحاد ثلاثہ مسلم ممالک کے خلاف لنگوٹ کس کر ان کے ممالک پر باری باری حملہ آور ہو رہے ہیں۔ وہ لاکھوں کی تعداد میں، ہمارے مسلمانوں کو خاک و خون میں لوٹائیں لاکھوں کو مہاجر بنائیں۔ بے خانماں ہونے پر مجبور کریں۔ اور ہم ان کو پھولوں کے تحفے پیش کریں۔ ان کے تہوار منائیں اور ان کے تہواروں پر گرم جوش مبارکبادیں پیش کر کے اپنا دین و ایمان غارت کریں اور دنیا بھی تباہ و برباد کریں۔ آخر ہم اتنے نادان کیوں بن رہے ہیں۔ دین و دنیا کا خسارہ کیوں اپنے ہاتھوں خرید رہے ہیں؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہود ونصاریٰ کی نقالی کی ممانعت:

انہی وجوہات کی بنا پر ہمارے دین نے ان کے طور طریقوں سے مکمل طور پر برأت کا سبق دیا ہے ہر جگہ کہیں حکم ہے "ان کے خلاف کرو" مثلاً

★ خَالِفُوا المجوس، آتش پرستوں کی مخالفت کرو۔ پوری حدیث یوں ہے مونچھیں کترواؤ، داڑھیاں بڑھاؤ اور مجوس کی مخالفت کرو۔ (مسلم)

★ خَالِفُوا الیھود، یہود کی مخالفت کرو۔ وہ جوتوں اور موزوں میں نماز نہیں پڑھتے۔ (ابوداؤد)

★ خَالِفُوا المشرکین، حضرت عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں حضورؐ نے مجھے زرد لباس پہنے دیکھا تو فرمایا یہ کفار کا لباس ہے اسے مت پہنو۔ (صحیح مسلم)

★ حج کے موقع پر کفار مکہ کی مخالفت میں عرفات سے غروب آفتاب کے بعد نکلنے کا حکم دیا اور مزدلفہ سے طلوعِ آفتاب سے پہلے نکلنے کا حکم دیا۔

کہیں حکم دیا گیا کہ ان کی مشابہت نہ اختیار کرو:

فرمان نبویؐ ہے: مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (ابوداؤد، کتاب اللباس)

یعنی جس نے کسی دوسری قوم کی مشابہت اختیار کی تو وہ انہی میں سے ہے۔ یہ مشابہت عقائد میں ہو یا عبادات میں، طرزِ معاشرت میں ہو یا تہواروں میں، بہرحال حرام ہے۔ اس کے برعکس نبیؐ کا فرمان ہے خیر الھدی ھدی محمد کہ ہر معاملے میں بہترین ہدایت نبیؐ کی ہدایت ہے (صحیح مسلم) مسند احمد بن حنبل کی روایت ہے: "جو شخص کسی دوسری قوم سے مشابہت اختیار کرے گا وہ انہی میں شمار ہوگا" اس حدیث کی روشنی میں امام تیمیہ نے فتویٰ دیا کہ تشبہ بالکفار حرام ہے۔

اور کہیں حکم دیا گیا کہ ان کی پیروی نہ کرو اور پیروی کرنے کے بدانجام سے ڈرایا گیا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا تم لوگ اپنے سے پہلی امتوں کے طور طریقے اختیار کرو گے، اگر وہ ایک بالشت چلیں گے تو تم بھی ایک بالشت چلو گے، اگر وہ ایک ہاتھ چلیں گے تو تم بھی ایک ہاتھ چلو گے اگر وہ دو ہاتھ چلیں گے تو تم بھی دو ہاتھ چلو گے، اگر وہ گوہ کے بل میں داخل ہوں گے تو تم بھی اس میں داخل ہو جاؤ گے، حتیٰ کہ اگر کوئی ان میں سے اپنی ماں سے زنا کرے گا تو تم بھی اپنی ماں سے زنا کرو گے (بزار بسند صحیح)

اسی طرح صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے: نبی کریمؐ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک میری امت پہلی امتوں کے طور طریقے اختیار نہ کرلے۔ اگر وہ ایک بالشت چلیں گے تو یہ بھی ایک بالشت چلے گی اگر وہ ایک ہاتھ چلیں گے، تو میری امت بھی ایک ہاتھ چلے گی عرض کیا گیا ''کیا اگلی امتوں سے مراد آتش پرست اور عیسائی ہیں......؟'' آپؐ نے فرمایا ''تو اور کون؟'' مراد یہی ہے کہ تم یہود و نصاریٰ اور آتش پرستوں کی پوری پوری نقالی اور پیروی کرو گے...... (صحیح بخاری) اور حاکم کی روایت میں تو یہ بھی ہے کہ ''یہ بھی (پہلی امتوں کے طریقے پر چلتے ہوئے) اپنی ماں کے ساتھ علانیہ نکاح کریں گے۔ (استغفر الله من ذلك)

یاد رکھئے:

1- شریعت میں ہمارے تہوار دو ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ یہ قرب الٰہی کا ذریعہ ہیں۔

2- ان تہواروں کو سنت طریقے کے ساتھ منانے کا حکم ہے۔ عید کی نماز ادا کرنا یعنی عبادت کرنا......اور مسنون طریقے سے عید کی خوشی منانا اس میں غریبوں کو شامل کرنا۔ ان کی بھلائی کے لیے دل کھول کر خرچ کرنا، فطرانہ کی ادائیگی کے ذریعے قربانی کے گوشت کے ذریعے......اور بھی جس طریقے سے کسی کو فیض پہنچا سکیں۔ پہنچانے کی کوشش کی جائے۔

3- بہرصورت ان میں ہلا گلا، لہو ولعب، کھیل تماشا، رقص و سرود، ڈھول بناشے، باجے گاجے نہیں ہے کیونکہ یہ سب تو کافروں اور غیر مسلموں کا خصوصی امتیاز ہیں...... مسلمان تو ہر وقت تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ وَالْحِقْنَا بِالصّٰلِحِيْنَ (یا اللہ ہمیں حالتِ اسلام میں فوت کرنا اور روزِ قیامت بھی ہمیں صالحین کے ساتھ اٹھانا) کی دعائیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے رہتے ہیں وہ ہر نماز کی ہر رکعت میں دعا کرتے ہیں، اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ o (الفاتحہ:6,7) یعنی ہمیں سیدھا راستہ دکھا، ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا؛ جن پر تیرا غضب نازل نہیں ہوا اور جو بھٹکے ہوئے نہیں ہیں......

یہ کیا بات ہوئی کہ ہر نماز کی ہر رکعت میں اللہ تعالیٰ سے ان مغضوب علیہ (یہود) اور ضالین (گمراہ اور عیسائی) لوگوں کی راہ سے بچانے کی اللہ سے دعا کرتے رہے مگر نماز کے فوراً بعد انہی لوگوں کے تہوار منانے شروع کر دے، بلکہ زبان، لباس، طرز تکلم، بودوباش اور رہائش غرض ہر معاملہ میں ان کی اتباع شروع کردے اور ان کے تمام گناہوں کی ہو بہو پیروی شروع کردے...... بلکہ عملاً ہر موقع پر ان کی وفاداری کا دم بھرے اور مسلمانوں کی صلاحیتیں کفار کے کام آئیں۔ یہ بہت زیادہ توجہ طلب معاملہ ہے ان کے تہوار مناتے مناتے مسلمان اپنی صلاحیتوں سے انہی غیر مسلموں کو فائدہ پہنچا رہے ہیں۔ انہی کے ہاں ملازمتیں کر رہے ہیں اور انہی کے کام سنوار رہے ہیں بلکہ ان کے کام سنوارتے ہوئے خود مسلمانوں کو اور امت مسلمہ کو بہت زیادہ نقصان پہنچا رہے ہیں......

کافروں کے تہواروں میں رنگینی کیوں ہے؟

کافروں کے تہوار میں جو سرگرمی، لہوولعب، خوشی و مسرت کا پہلو ہے۔ Fun، Entertainment and enjoyment اس کی وجہ یہ ہے کہ کافروں کو سب کچھ اسی دنیا میں دے دیا گیا......اور دنیا کافر کی جنت بنادی گئی انہوں نے جتنی عیش کرنی ہے اسی دنیا میں کرنی ہے جبکہ آخرت میں ان کا کوئی حصہ نہیں۔ جبکہ مسلمانوں کا معاملہ اس کے برعکس ہے، دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے، ہر لحہ اللہ و رسول ﷺ کی پیروی کا احساس اس پر غالب رہتا ہے۔ اللہ کی نافرمانی سے بچنے کے لیے وہ جائز و ناجائز اور حلال و حرام کا خیال رکھتا ہے......مومن کے لیے بہت سی چیزیں یہاں حرام ہیں مگر آخرت میں اس کو دنیاوی چیزوں کے مقابلے میں بہت اچھی اشیاء جنت میں ملیں گی۔ مثلاً سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا، ریشم، شراب وغیرہ۔ جبکہ آخرت میں یہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نعمتیں بہترین انداز میں اس کو جنت میں مہیا کی جائیں گی۔

جس کسی نے ان دو تہواروں کے بعد خود کوئی تہوار ایجاد کیا یا یہود و نصاریٰ اور ہندوؤں کی نقالی میں کوئی تہوار منایا...... اس نے مسلمانوں والا راستہ ترک کر دیا۔ مسلمان کے لیے لازم ہے کہ وہ ہر اس عقیدہ، عمل، عبادت اور تہوار کی نفی کرے جسے بجالانے کی اجازت نہیں ہے۔ جسے خود نبی اکرمؐ نے نہیں کیا اور خلفائے راشدین نے نہیں کیا۔ ایک مسلمان صرف اللہ و رسول کے بتائے ہوئے طریقے سے ہی اللہ کی رضا و خوشنودی حاصل کر سکتا ہے کفار کے کسی تہوار کے موقعہ پر ان کے ساتھ شامل ہونا شرعی لحاظ سے جائز نہیں ہے بلکہ ان کو مبارکباد کہنے سے بھی اجتناب کرنا چاہیے......

کاش ہم بحیثیت مسلمان اپنی تہذیب اور شناخت کو پہچانیں۔ اپنا مسلم تشخص برقرار رکھنے کی بھرپور کوشش کریں۔ اپنا شاندار ماضی اور تابناک تاریخ کا لحاظ کریں اسلام کی دی ہوئی شان و شوکت پر فخر کرنا سیکھیں۔ اللہ اور رسولؐ کی طرف سے عاید ہونے والی ذمہ داریوں کا احساس کریں اور اپنی تمام تر وقت، پیسہ، قوت، صلاحیت اسلام اور مسلمانوں کی بالادستی کے لیے صرف کر سکیں۔ آمین

کاش ہم اپنی وفاداریاں عالمِ کفر کے ہاتھ فروخت نہ کریں بلکہ اپنی صلاحیتیں صرف مسلمانوں کے لیے اور اسلام کے لیے مخصوص کر سکیں۔

❁❁❁❁❁

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب یازدہم

آپ کا یہ ہفتہ کیسا رہے گا؟
(شریعت کی روشنی میں ایک جائزہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا
بِهَا فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الانعام:97)

اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ستاروں کو پیدا کیا تاکہ تم خشکی اور
سمندر کی تاریکیوں میں ان سے راستہ معلوم کرسکو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب یازدہم

آپ کا یہ ہفتہ کیسا رہے گا؟

(شریعت کی روشنی میں ایک جائزہ)

1۔ برکت اور نحوست کی حقیقت

2۔ نجوم پرستی کیسے رائج ہوئی؟

3۔ بذریعہ وحی انسان کو ہدایت دی گئی

4۔ یونان۔ ہندوستان میں نجوم پرستی

5۔ آٹھواں فلک

6۔ نجوم پرستی کی انتہاء

7۔ ہفتے کے دنوں کے نام

8۔ مہینے کے نام

9۔ اہلِ ہند کا اضافہ

10۔ اسلام کی تعلیم

11۔ علم ہیئت کی ترغیب

12۔ آپ کا یہ ہفتہ کیسا رہے گا؟

13۔ ایمان اور احتساب کے لمحات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کا یہ ہفتہ کیسا رہے گا؟
”شریعت کی روشنی میں“

آج ریڈیو، ٹی وی، اخبارات وجرائد میں زیرِ بحث موضوع میں ایک موضوع بڑی آن بان اور طمطراق سے زیر بحث بنا رہتا ہے اور وہ ہے ”آپ کا یہ ہفتہ کیسا رہے گا“ کسی روزنامہ میں عنوان ہوتا ہے ”آپ کا آج کا دن کیسا رہے گا؟“ اور پھر علم نجوم کی رو سے ہر ایک کو مشورے دیے جاتے ہیں آج آپ کا دن مبارک ہے لہٰذا اپنے اہم اور ضروری کاموں کی ابتداء کر سکتے ہیں یا آج آپ کا ستارہ نحوست میں ہے۔ اس لیے آپ کو کسی بھی نئے کام سے گریز کرنا چاہیے۔

آجکل ہمارے چھوٹے بچے اس طرح آپس میں گفتگو کرتے ہیں۔ بھئی تمہارا اسٹار کیا ہے میرا تو فلاں سٹار ہے وغیرہ۔ مارکیٹ میں مختلف اشیاء سٹار کی مناسبت سے بنائی جاتی ہیں اور پھر بچے بڑے ہر ایک کو ترغیب دی جاتی ہے کہ وہ چیز اپنے اپنے ستارے کے مطابق خریدے۔ مثلاً بیگ، پنسل، فائل، کاپی وغیرہ اپنے اپنے سٹار کی لے بلکہ قیمتی گاڑیوں کے اوپر بھی مختلف سٹارز کے نام لکھے جانے لگے ہیں اور پھر ان کو فخریہ ہر ایک کو دکھایا اور سنایا جاتا ہے۔

ان دنوں یہ رجحان یعنی ستاروں کی مدد سے اپنی قسمت معلوم کرنے کی عادت مسلمانوں میں بڑھتی جاتی ہے۔ اگرچہ ضعیف الاعتقادی اور توہم پرستی شروع سے انسان کی طبیعت میں پائی جاتی رہی ہے۔ مگر یہ سب باتیں مشرک اور بت پرست اقوام میں موجود ہوتی ہیں۔ ایک اللہ کو ماننے والے توحید پرست لوگوں کا اس شرک اور نجوم پرستی سے تو کوئی واسطہ نہیں ہونا چاہیے، ہماری شریعت نے ہمیں ستاروں سے حال معلوم کرنے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔

برکت اور نحوست کی حقیقت:

کسی دن کو، کسی گھڑی کو، کسی چیز کو اپنے لیے منحوس سمجھ لینا یا مبارک سمجھ لینا ہی ضعیف الاعتقادی اور توہم پرستی کہلاتا ہے۔ حالانکہ برکت یا نحوست کا انحصار کسی وقت، مہینے، دن یا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیارے کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ اس کام کی وجہ سے ہے جو اس گھڑی یا ماہ میں طے پایا۔

مثلاً ایک مقدمہ کے دو فریق ہیں فیصلے کے مطابق ایک جیت گیا، دوسرا ہار گیا جو جیت گیا اس کے لیے وہ دن بڑا مبارک ثابت ہوا اور جو ہار گیا اس کے لیے وہ دن بڑا منحوس بن گیا۔ اگر وہ دن بذاتِ خود منحوس ہوتا تو پھر دونوں کے لیے منحوس ہونا چاہیے تھا یا اگر وہ دن بذاتِ خود مبارک تھا تو دونوں کے لیے مبارک ثابت ہونا چاہیے تھا۔ مگر ایسا نہیں ہوا اس سے ثابت ہوا کہ دن بذاتِ خود نحوست یا برکت کا کوئی پہلو اپنے اندر نہیں رکھتا۔

اسی طرح لوگ اپنے بچوں کی سالگرہیں مناتے ہیں۔ ان کی پیدائش کے دن کے حساب سے یہ سلسلہ چلتا ہے۔ حالانکہ بچے کی پیدائش تو ایک مخصوص سال کے مخصوص مہینے، مخصوص دن اور مخصوص گھڑی میں ہوتی ہے۔ فرض کیا اسلم کی پیدائش 29 جولائی 1989ء کو صبح پانچ بجے ہوئی اب یہ تاریخ اور یہ گھڑی بلاشبہ ہر سال آتی ہے مگر وہ دن اور وہ گھڑی جس میں پیدائش ہوئی وہ صرف ایک ہی ہے۔ یعنی 1989ء کی 29 جولائی اور صبح پانچ بجے ہی تھی۔ باقی رہ گئی ہر سال اس کی سالگرہ منانے کی بات یہ تو صرف کیلنڈر کے حساب سے اس دن منائی جاتی ہے، حقیقت یہ ہے کہ وہ بابرکت گھڑی جس میں اس کی پیدائش ہوئی صرف ایک دفعہ اور ایک وقت میں ہی آئی تھی۔

نجوم پرستی کیسے رائج ہوئی؟

ستاروں کی گردش کا باقاعدہ مشاہدہ کرنا اہلِ عراق کی ابتدا سے عادت رہی ہے۔ وہ راتوں کو ستاروں کی چال اور حرکات کا مطالعہ بڑے شوق سے کرتے اور اس میں دلچسپی رکھتے تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام کے دور سے بہت پہلے وہ یہ جان چکے تھے کہ سورج اور چاند کی طرح اور بھی کچھ سیارے مشرق سے مغرب کی طرف مصروفِ سفر رہتے ہیں۔ چنانچہ ان کو سورج اور چاند کی طرح مزید پانچ سیاروں یعنی عطارد، زہرہ، مریخ، مشتری اور زحل کا بھی پتہ چل چکا تھا۔ وہ ان ستاروں کی حرکات سے رات کو وقت کا صحیح تعین کر سکتے تھے۔ وہ یہ بھی جان چکے تھے کہ سورج کی وجہ سے ہمارے پھل فصلیں پکتے ہیں، سورج ہی سے ہمیں حرارت اور روشنی حاصل ہوتی ہے یا چاند اور دیگر سیارے رات کو روشنی دیتے ہیں اور سفر کے دوران صحیح سمت معلوم کرنے میں مدد دیتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ ان اجرام فلکی کا یہ اثر بھی انہیں معلوم ہو چکا تھا کہ جب چاند بدر بنتا ہے تو پھلوں میں رس تیزی سے بڑھنے لگتا ہے اور جب اس کی روشنی میں کمی واقع ہوتی ہے تو پھلوں کے رس کے پکنے میں سستی واقع ہونے لگتی ہے۔ آہستہ آہستہ وہ اپنی زندگی کے دوسرے بہت سے امور مثلاً: صحت، بیماری، زندگی، موت، خوشحالی، تنگی کو بھی ان سے منسوب کرنے لگے اور ان کی حرکات سے برکت اور نحوست وابستہ کرنے لگے۔ مثلاً یہ تصور کہ جب تک چاند کی روشنی بڑھتی رہتی ہے ہم جو کام کریں وہ برکت کا باعث ہوگا اور جب چودھویں رات کے بعد چاند کی روشنی آہستہ آہستہ کم ہونے لگے تو ہمارے شروع کیے گئے کاموں میں برکت نہیں رہے گی۔

بذریعہ وحی انسان کو ہدایت دی گئی:

ان توہمات کو دور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی انسان کی ہدایت کا بندوبست کیا۔ حضرت نوح علیہ السلام کو بہت سے علوم کے ساتھ ساتھ علم نجوم بھی دیا گیا تھا۔ آپؑ علمِ نجوم کی ماہیت، سیاروں کی گردش اور ان کی کشش وغیرہ سے واقف تھے۔ نیز آپ علم ہندسہ اور علم حساب کے بھی بڑے ماہر تھے۔ آپؑ نے لوگوں کے باطل اوہام کی پرزور تردید کی اور انہیں سمجھایا کہ یہ اجرام فلکی تو انسان کی خدمت کے بہت سے کام بجا لاتے ہیں۔ یہ انسان کے خادم ہیں اس کی خدمت کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور کیے گئے ہیں۔ انسان کی پیدائش سے بہت پہلے پیدا کیے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ فرائض ادا کرنے کے پابند اور مجبور و بے بس ہیں۔ وہ انسان کی قسمت بنانے یا اس کے اوپر اثر انداز ہونے کی اہلیت بالکل نہیں رکھتے نہ ہی وہ رب ہو سکتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام:

حضرت ادریس کی رحلت کے کچھ عرصہ بعد انسان پھر نجوم پرستی اور توہمات کا شکار ہو گیا۔ ستاروں کو دیکھ کر اپنی قسمت کا حال معلوم کرنا اہل عراق میں بڑی شدومد سے راسخ ہو چکا تھا۔ حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام (2500 سال قبل مسیح) مبعوث ہوئے۔ آپؑ کے دور میں نمرود عراق کا حکمران تھا۔ حضرت ابراہیمؑ کا اپنا والد آزر بہت بڑا بت پرست بلکہ بت تراش تھا اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مندروں میں بتوں کے ساتھ سیاروں کے دیوتاؤں کے خیالی مجسمے رکھے جاتے تھے اور ان کی باقاعدہ پرستش ہوتی تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم کی نجوم پرستی اور بت پرستی سے سخت بیزار تھے۔ سیاروں کے اثرات انسانی زندگی پر اثر انداز ہونے کی طرف آپ کی طبیعت بالکل مائل نہ ہوتی تھی۔ چنانچہ قرآن پاک میں سورہ انعام میں بڑی وضاحت سے بتایا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہلے ستاروں کا پھر چاند کا پھر سورج کا بغور مطالعہ کیا تو آپ اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ اجرام تو مجبور ہیں کسی کے حکم کے پابند ہیں کبھی غروب ہوتے ہیں کبھی طلوع ہوتے ہیں تو اس طرح غائب ہو جانے والی اور نظروں سے اوجھل ہو جانے والی چیز میری حفاظت کیسے کر سکتی ہے؟ چنانچہ آپؑ ہر وقت اس جستجو میں رہتے کہ کس طرح قوم کو ان اوہام باطلہ سے بچائیں اور اس ذات کی طرف راہنمائی فرمائیں جو صرف انسان کی نہیں بلکہ خود ان سیاروں کی بھی خالق، مالک اور نگران ہے بالآخر اللہ تعالیٰ نے بذریعہ نبوت آپ کی راہنمائی فرمائی۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَكَذٰلِكَ نُرِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ (الانعام:75)

اور حضرت ابراہیم کو ہم اسی طرح زمین اور آسمانوں کا نظام سلطنت دکھاتے تھے اور اس لیے دکھاتے تھے کہ وہ یقین کرنے والوں میں سے ہو جائیں۔

اس طرح آپؑ کو علم ہیئت کی حقیقت سے (حضرت نوح علیہ السلام کے بعد) بذریعہ وحی مکمل طور پر آگاہ کیا گیا پھر آپؑ نے اپنی قوم کو علی الاعلان بت پرستی اور ستارہ پرستی سے روکا۔ بتوں کی بے بسی و مجبوری سے آگاہ کرنے کے لیے آپؑ نے ایک دن جبکہ قوم جشن نو روز منانے شہر سے باہر گئی ہوئی تھی، بت خانہ کے سارے بت توڑ ڈالے اور سب سے بڑے بت کے کندھے پر کلہاڑا رکھ دیا۔ واپسی پر جب قوم نے اپنے بتوں کا یہ حال دیکھا تو حضرت ابراہیمؑ سے پوچھا۔ آپ نے جواب دیا یہ سب سے بڑا بت، جس کے کندھے پر کلہاڑا ہے اس سے پوچھو، کہ چھوٹے بتوں کے اوپر کس طرح یہ سب کچھ بیت گیا؟ اس طرح وہ قوم ذہنی طور پر بتوں کی مجبوری کی قائل تو ہو گئی۔ مگر اپنی پسپائی کو ماننے کو تیار نہ تھی۔ حضرت ابراہیمؑ کو آگ کے بہت بڑے الاؤ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ڈال دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے آپ کو اس آگ سے زندہ سلامت نکال لیا۔

تاہم وہ لوگ اپنی انفرادی زندگیوں پر سیاروں کے اثرات کے عادی ہو چکے تھے اور بت پرستی کے اتنے خوگر کہ آپ کی تبلیغ ان پر اثر انداز نہ ہو سکی۔ بالآخر آپ عراق چھوڑ کر فلسطین کی طرف ہجرت کر گئے۔ آپؑ نے ساری زندگی بت پرستی اور نجوم پرستی کے خلاف جہاد جاری رکھا۔ جس سے یہ غلط عقائد کچھ حد تک ختم ہو گئے اور اس کی جگہ توحید رائج ہو گئی۔ مگر مرور زمانہ کے بعد یہ خرابیاں پھر انسانوں میں بڑھتی گئیں۔ 2000 ق۔م میں بابل میں ستاروں کے علوم کا بہت ارتقا ہوا اور یہ سلسلہ بڑھتا ہی چلا گیا۔

یونان، ہندوستان:

عراق کی طرح یونان بھی ستارہ پرستی کا بہت بڑا مرکز تھا۔ ہندوستان میں دور قدیم سے مشرکانہ عقائد اور بت پرستی رائج رہی ہے۔

یونانی فلسفی بطلیموس نے اپنی کتاب میں علم نجوم کی حقیقت اس طرح بیان کی کہ یہ ساتوں سیارے سات آسمانوں پر ہیں۔

۱۔ پہلے آسمانِ فلک پر چاند
۲۔ دوسرے پر عطارد
۳۔ تیسرے پر زہرہ
۴۔ چوتھے آسمان پر سورج
۵۔ پانچویں آسمان پر مریخ
۶۔ چھٹے آسمان پر مشتری
۷۔ اور ساتویں آسمان پر زحل ہے

آٹھواں فلک:

ان سات آسمانوں کے اوپر ایک آٹھواں فلک ہے جسے ''فلک الافلاک'' بھی کہا جاتا ہے اور ''فلک البروج'' بھی۔ اس میں بارہ برج ہیں۔ (برج ستاروں یا سیاروں کے جھرمٹ کا نام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے) اس جھرمٹ کو دیکھنے سے ایک مخصوص شکل ذہن میں آ جاتی ہے، چنانچہ ان برجوں کے نام اوران کی شکلیں اس طرح ہیں۔

آٹھویں فلک والے 12 برجوں کے نام

	عربی نام	ہندی نام	انگریزی نام	معنی	شکل
1	برج حمل	میکھ	Aries	مینڈھا	شکل مینڈھے جیسی ہے
2	ثور	برکھ	Taurus	بیل	شکل بیل کی طرح کی ہے
3	جوزا	متھن	Gemini/Twins	جڑواں لڑکیاں	دونوعمر لڑکیاں اکٹھی کھڑی ہیں
4	سرطان	کرک	Cancer	کیکڑا	کیکڑے کی شکل ہے
5	اسد	سنگھ	Leo-Lion	شیر	شیر کی شکل ہے
6	سنبلہ	کنیا	Virgo/Virgin	کنواری	ایک کنواری عورت ننگے سر جبہ پہنے دکھائی گئی ہے
7	میزان	تلا	Libra-Balance	ترازو	ایک طرف سے ترازو کی شکل
8	عقرب	برچھک	Scorpio	بچھو	بچھو کی شکل
9	قوس	دھن	Sagitarius, Archor	کمان	دھڑ گھوڑے کا سر انسان کا جس نے تیر کمان پکڑ رکھی ہو
10	جدی	مکر	Goat/Capricorn	بکری	سیدھے سینگھوں والی بکری
11	دلو	کنبھ	Aquarius	ڈول	ماشکی یا سقہ کی شکل
12	حوت	مین	Pisces	مچھلی	مخالف سمت میں دو مچھلیاں

نوٹ: یہ نقشہ بطلیموس کے نظریات کے مطابق پیش کیا گیا ہے۔ آج کل اخبارات و رسائل/ٹی وی وغیرہ پر ''آپ کا ہفتہ کیسا رہے گا'' کا حال بیان کرتے وقت ان تمام برجوں کی شکلیں دکھائی جاتی ہیں۔

ہر سیارہ ان برجوں کے سامنے سے گزرتا ہے اور اسی حرکت سے لوگ اپنی قسمتوں کا حال معلوم کرتے ہیں۔ پھر چاند کی بھی اٹھائیس منزلیں یا درجے ہیں۔ گویا چاند ایک ماہ میں آسمان کا اپنا چکر پورا کرتا ہے، وہ ہر روز ایک منزل یا ایک درجہ پورا کر لیتا ہے، جبکہ سورج ہر برج میں ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک ماہ گزار کرایک سال میں اپنا چکر پورا کرتا ہےاورزحل ستارہ تیس سال کے اندراپنا آسمان والا ایک چکر پورا کرتا ہے۔

نجوم پرستی کی انتہا:

تھوڑے بہت فرق کے ساتھ یونانی فلسفی بطلیموس کا مندرجہ بالانظریہ مصر، ہندوستان، عراق، یونان غرض ہر جگہ مقبول ہو گیا۔ یورپ میں مدتوں تک یہ نظریہ مقبول رہااور ہندوستان میں آج تک یہ رائج چلا آ رہا ہے۔ یعنی ان بارہ برجوں اوران سیاروں کے مخصوص اثرات انسانی زندگی پر ہروقت مؤثرتسلیم کیے جاتے رہے بلکہ بعض ممالک میں توان سات سیاروں کودیوتاؤں کا درجہ بھی دے گیااور پھران کوخوش کرنے کے لیےان کے حضورنذرونیاز اورقربانیاں بھی پیش کی جانے لگیں اورلوگ ان کی ناراضی سے بھی ڈرنے لگے۔ پھر ہفتے کے دنوں اورمہینوں کے نام بھی انہی کے نام پر رکھنے جانے لگے۔ پھرمختلف قسم کےتہواربھی ان دیوتاؤں سے منسوب کیے گئے۔

ہفتے کے دنوں کے نام:

جس دن کسی سیارہ کی پوجا ہوتی تھی اس دن کووہی نام دے دیا گیا۔

1۔ سنڈے (اتوار) سورج دیوتا کا دن

2۔ منڈے (پیر) یہ اصل میں مون ڈے ہے یعنی چاند دیوتا کا دن۔

3۔ ٹیوزڈے (منگل) مریخ کے دیوتا کا دن

4۔ وینزڈے (بدھ) عطارد کے دیوتا کا نام Weden رکھا گیا۔ اسی نسبت سے بدھ کو وینزڈے کہا گیا۔

5۔ تھارس ڈے (جمعرات) بادلوں کی گرج کے دیوتا کا نام تھار (Thor) تھا۔ یہ مشتری کا دیوتا تھا۔ چنانچہ یہ دن تھار سے منسوب ہو گیا۔

6۔ فرائیڈے (جمعہ) زہرہ سیارہ کی دیوی فرائیگا کا دن۔ فرائیگا محبت کی دیوی سمجھی جاتی ہے۔ چونکہ سیارہ بہت خوبصورت ہے اس لیے اسے مونث یعنی دیوی کہا گیا۔

7۔ سیٹرڈے (ہفتہ) زحل کے دیوتا Sattern کا دن۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہینے کے نام:

ہفتے کے دنوں کی طرح مہینوں کے ایام بھی کچھ تو دیوی دیوتاؤں کے نام پر رکھے گئے اور کچھ مشہور اشخاص کے نام پر، کچھ اعداد کے لحاظ سے تھے۔ یاد رہے دیوی دیوتاؤں کا سارا سلسلہ ان سیاروں اور برجوں ہی سے ملتا تھا۔

جنوری: رومن دیوتا ''جینس'' کی یاد تازہ کرتا ہے۔

فروری: دیوتا ''فیبر وا'' کی۔

مارچ: رومنوں کے جنگ کے دیوتا ''مریخ'' (Mars) کی

اپریل: دیوتا ''اپی رائز'' کی۔

مئی: رومنوں کی نشوونما کی دیوی ''میئیا'' کی۔

جون: رومی دیوی ''جونو'' سے ہے یہ شادی کی دیوی کہلاتی تھی۔

جولائی: رومی بادشاہ ''جولیس سیزر'' سے منسوب ہے

اگست: ''اگسٹس سیزر'' سے منسوب ہے۔ یہ بھی ایک رومی بادشاہ تھا۔

ستمبر، اکتوبر، نومبر، دسمبر: یہ تمام الفاظ لاطینی ہیں ان کا مطلب بالترتیب، ساتواں، آٹھواں، نواں اور دسواں کا ہے۔ (یاد رہے پہلے شمسی سال دس ماہ کا ہوتا تھا۔ شروع کے دو ماہ کا بعد میں اضافہ کیا گیا)

اہل ہند کا اضافہ:

اہل ہند اس نجوم پرستی میں سب سے آگے نکل گئے تھے۔ انہوں نے ہر انسان کی تاریخ پیدائش اور نام کی بنا پر کسی مخصوص ستارے سے اس کی نسبت قائم کر دی اور پھر اسی لحاظ سے اس کے ساتھ نحوست یا برکت منسوب کی جانے لگی۔ مثلاً زحل ستارہ کا تعلق ہفتہ کے روز سے ہے اور زحل ستارہ منحوس سمجھا جاتا ہے۔ تو جس کے نام کی نسبت زحل سیارہ سے ہوگی۔ اس کے لیے ہفتہ کا دن منحوس ثابت ہوگا۔

اتوار: سورج کا دن ہے اس سے تعلق رکھنے والا شخص پرشکوہ اور بہادر سمجھا جاتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیر: یہ دن چاند سے منسوب ہے اس سے تعلق رکھنے والے میں نرمی و جمال پایا جاتا ہے۔

منگل: یہ مریخ کا دن ہے جو جنگ کا دیوتا ہے۔ لہٰذا منگل کا چڑھنے والا سورج مریخ کا غیظ و غضب لے کر طلوع ہوتا ہے اور اسے بڑا منحوس سمجھا جاتا ہے۔

بدھ: عطارد کو ہندی میں بدھ کہا جاتا ہے گویا اس سیارہ سے تعلق رکھنے والا انسان علم و دانش سے بہرہ ور ہوگا۔ (بدھ سے ہندی زبان میں مراد عقل و دانش ہے جیسے گوتم بدھ)

جمعرات: یہ مشتری سیارہ کا دن ہے۔ یہ بڑا امبارک سمجھا جاتا ہے بلکہ اسے سعد اکبر کہا جاتا ہے۔

جمعہ: یہ زہرہ سیارہ کا دن ہے۔ جو بہت خوبصورت ہے۔ اس دن سے تعلق رکھنے والے کا تعلق محبت، خوبصورتی اور جمال سے ہے۔

وعلی ہذا القیاس انہوں نے مہینوں کے اثرات بھی اپنے اپنے نام، برج اور تاریخ پیدائش کے لحاظ سے انسانی زندگیوں پر تسلیم کر لیے۔ علاوہ انفرادی اثرات کے علاوہ، اہل ہند نے ان سیاروں کے زمین اور اہل زمین پر کئی اجتماعی اثرات بھی تسلیم کیے مثلاً خوشحالی کے ذمہ دار تمام عناصر مثلاً دولت، زراعت، معدنیات اور کپڑے وغیرہ کا مالک سورج کو تسلیم کر لیا۔ سیلاب، بادل، طوفان، آندھی وغیرہ کا مالک مشتری سمجھا جانے لگا۔ پھلوں کے رس کا مالک مریخ کو۔ غلہ کا مالک زحل کو، تمام پھلدار پودوں اور پھلوں کا مالک عطارد کو (جو بدھ کا دیوتا ہے) سمجھا جانے لگا۔

بعد ازاں یہ نجوم پرستی یا علم جوتش لوگوں میں بہت زیادہ مقبول ہونے لگا۔ ہر بادشاہ کے پاس نجومیوں کی کثیر تعداد ملازم ہوتی تھی۔ کسی سفر یا مہم پر جانے سے پہلے نجومیوں سے زائچے بنوا کر معلوم کر لیتے تھے کہ ان کا جانا ناکامی پر منتج ہوگا یا فتح و ظفر پر۔ اس سے پیشہ ور نجومیوں کی ایک بہت بڑی تعداد وجود میں آ گئی۔ جس کا کام ہی ان کے قول کے مطابق غیب کی خبریں مہیا کرنا اور قسمت کا حال بتانا تھا۔ چنانچہ بہت سے ایسے محاورے وجود میں آ گئے۔ مثلاً ستارہ گردش میں آنا، فلک کج رفتار کے ظلم و ستم، گردش زمانہ، گردش دوراں وغیرہ۔ شاعروں، ادیبوں نے بے شمار ایسے محاورے استعمال کیے۔ مثلاً غالب کا شعر ہے۔

رات دن گردش میں ہے آسمان
ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام اور علم نجوم

مسلمان سائنسدانوں نے علم ہندسہ، اور علم حساب کو بہت ترقی دی۔ وہ علم ہیئت کے بھی بڑے ماہر تھے۔ انہوں نے ہیئت کے میدان میں بیش قیمت مشاہدات و تجربات کیے۔ مگر انہوں نے ستاروں کے اس پہلو (یعنی علم جوتش یا ستاروں کا انسان کی انفرادی و اجتماعی زندگی پر اثر) کو بالکل نظر انداز کر دیا۔ کیونکہ اسلام خالص توحید کا قائل ہے اور اس میں ستارہ پرستی وغیرہ کی قطعاً گنجائش نہیں۔ علاوہ زیں قرآن پاک میں بار بار وضاحت کی گئی ہے کہ غیب کا علم صرف اللہ کو ہے۔ اس کے علاوہ کوئی غیب نہیں جانتا۔

اسلام میں ہفتے کے دنوں کے ناموں کا ستاروں سے کوئی تعلق نہیں۔ اسی طرح عربی تقویم میں بھی ستارہ پرستی یا علم جوتش کا قطعاً عمل دخل نہیں۔

اسلام کی تعلیم:

نبی اکرمؐ کے دور میں بھی ایسے عقائد عام تھے۔ ہر اچھی بات کو ستاروں کی گردش سے منسوب کیا جاتا تھا۔ لہٰذا اسلام نے لوگوں کو درست نکتہ نظر دیا کہ قرآنِ پاک کی سورۃ الانعام میں ارشاد ہوتا ہے: هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ستاروں کو پیدا کیا تاکہ تم خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں ان سے راستہ معلوم کر سکو۔ (اس طرح تمہارے لیے منزل مقصود کا تعین کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ اسی طرح رات کے اوقات معلوم کر کے نماز کے لیے اٹھنا بھی آسان ہو جاتا ہے پھر سمندروں اور جنگلوں میں ان ستاروں کی وجہ سے جنوب شمال مشرق مغرب کی جہت کا پتہ لگ سکتا ہے اور مسافر آسانی سے اپنے سفر میں رواں دواں رہتے ہیں۔ لہٰذا وہ علم نجوم جس سے تجربہ اور مشاہدہ کے بعد زوال و غروب شمس اور قبلہ وغیرہ معلوم کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ علم نجوم کا یہ پہلو سیکھنا تو ٹھیک ہے مگر وہ علمِ نجوم جس سے انسانوں کی قسمت پر اثر مرتب ہونا ثابت ہو وہ خواہ کم ہو یا زیادہ اس کا سیکھنا یا اس کا اعتقاد رکھنا حرام اور باطل ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنحضورؐ نے ستارہ پرستی کے خلاف موثر تبلیغ کی۔ مثلاً آپؐ کا فرمان مبارک ہے۔

1۔ تین شخص جنت میں نہیں جائیں گے۔ عادی شرابی، جادوٹونے کو سچ ماننے والا (نجوم پرستی بھی اس کی ایک قسم ہے) اور رشتہ داروں سے قطع تعلقی کرنے والا۔ (مسند احمد، صحیح ابن حبان)

2۔ صحیح بخاری میں حضرت قتادہ کا قول بیان ہوا ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے ستاروں کو تین باتوں کے لیے پیدا فرمایا ہے (1) آسمان کی زینت کے لیے، (2) شیطانوں کو رجم کرنے کے لیے۔ (3) بحروبر میں راستوں کی رہنمائی کے لیے۔ جو شخص ان سے کوئی اور مطلب نکالتا ہے وہ غلطی کرتا ہے اور اپنے دین کا حصہ ضائع کرتا ہے وہ اپنے آپ کو ایسے کام کی تکلیف دیتا ہے جس کا اسے علم نہیں ہے۔

3۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر بارش ہوئی (جو عرب جیسے علاقے میں بڑی نعمت تھی اور اس وقت صحابہ کرامؓ کو پینے، وضو کرنے اور غسل کرنے کے لیے پانی کی بڑی ضرورت بھی تھی۔ وہ پانی نہ ہونے کی بنا پر بڑے پریشان ہو رہے تھے تو بارش سے ایک دم وہ خوش ہو گئے) تو آپؐ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ (بارش ہونے میں مختلف اعتقاد رکھنے کی بنا پر) آج صبح میرے بندوں میں سے کچھ مومن ہو گئے اور کچھ کافر۔ جس نے کہا کہ ہم پر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بارش ہوئی اس نے مجھے مانا اور ستاروں کے موثر ہونے کا انکار کیا اور جس نے کہا کہ فلاں ستارے کے اثر سے بارش ہوئی ہے اس نے میرا انکار کیا اور ستاروں پر ایمان لے آیا۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

4- آپؐ کا ارشاد ہے: "جس شخص نے کسی نجومی کے پاس جا کر کچھ پوچھا پھر اس کی تصدیق بھی کی تو اس کی چالیس روز تک نماز قبول نہ ہو گی۔ (صحیح مسلم)

5- حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا جو شخص کسی کاہن یا نجومی کے پاس گیا اور اس کی بات کی تصدیق کی تو اس نے شریعت محمدیہؐ کا انکار کر دیا۔ (ابوداؤد)

6- حضرت ابن عباس نے ان لوگوں کے بارے میں جو حروف ابجد یعنی حروف یا اعداد کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدد سے حساب کتاب لگاتے ہیں یا ستاروں کی تاثیر کے قائل ہیں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جو شخص ایسا عمل کرے اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

علم ہیئت کی ترغیب کیوں دی گئی؟

قرآن پاک میں بار بار آسمان وزمین میں غور کرنے اور کائنات کے بارے میں تدبر سے کام لینے کی تلقین کی گئی ہے۔ انسان جوں جوں کائنات اور اجرامِ سماوی کا مطالعہ کرتا ہے۔ اللہ کی قدرت، عظمت، بزرگی اور جلال کا نقش دل میں جاگزیں ہوتا چلا جاتا ہے۔ اللہ کا ارشاد ہوتا ہے:

ان فی خلق السموات والارض و اختلاف الیل والنھار لا یت لاولی الالباب ० الذین یذکرون اللہ قیاماً و قعوداً و علی جنوبھم ویتفکرون فی خلق السموات والارض ربنا ما خلقت ھذا باطلاً (سورہ آل عمران، آیات ۱۹۰، ۱۹۱)

زمین اور آسمانوں کی پیدائش میں اور رات اور دن کے باری باری سے آنے میں ان اہل عقل کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں جو اٹھتے، بیٹھتے اور لیٹتے ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں اور زمین وآسمانوں کی ساخت میں غور وفکر کرتے رہتے ہیں۔ (وہ بے اختیار بول اٹھتے ہیں) ''پروردگار! یہ سب کچھ تو نے بے کار اور بے مقصد نہیں بنایا ہے تو پاک ہے اس سے کہ عبث کام کرے پس اے رب ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے!''

گویا آسمان وزمین میں غور وفکر کرنا ان کی پیدائش اور خلقت کے اسرار ورموز جاننا، علم اشیاء کی ماہیت کو سمجھنا اور پھر ان سے ضرورت کے مطابق فائدہ اٹھانا اللہ کے نزدیک مستحسن اور پسندیدہ ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعًا (البقرہ: ۲۹)

''وہی تو ہے جس نے تمہارے لیے زمین کی ساری چیزیں پیدا کیں''۔

اسی طرح سورہ ابراہیم آیت ۳۳ میں ارشاد ہوتا ہے: **وَسَخَّرَ لکم الشمس وَالقَمَرَ دَائِبَیْنَ وَسَخَّرَ لَکُمُ اللَّیْلَ والنَّھار**: سورج اور چاند تمہارے لیے مسخر کیا کہ لگاتار چلے جا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے ہیں اور رات اور دن کو بھی تمہارے لیے مسخر کیا۔

گویا آسمان وزمین کی ہر چیز یہ سیارے یہ ستارے ہمارے خادم ہیں ہماری خدمت پر مامور ہیں۔ اس کائنات میں اصل حاکمیت اللہ تعالیٰ کی ہے۔ وہ نفع نقصان کا مالک ہے۔ اس کائنات میں قادر وکارفرما اور کارساز قوت صرف اللہ وحدہ کی ہے اور انسان اس کی تمام تر تخلیقات میں سے بہترین مخلوق ہونے کی بنا پر اشرف المخلوقات کہلانے کا حقدار ہے۔ سورج، چاند، ستارے، بحر وبر، پہاڑ وسمندر، دشت وجبل سب اس اللہ واحد کی مخلوق ہیں جبکہ وہ انسان کے خادم ہیں۔ معاملہ صرف عقیدے کی پختگی کا ہے۔ اگر عقیدہ درست ہو جائے تو مومن کی دنیا یکسر بدل جاتی ہے۔ عقیدہ کمزور ہو تو وہ سورج، چاند سیاروں، ستاروں کو قسمت بنانے والا اور کارساز سمجھ لیتا ہے اور یہی عقیدہ جب مضبوط ہو تو وہ ان کو ایک عاجز اور بے بس مخلوق سمجھ لیتا ہے۔ جس کا کام اللہ کی طرف سے عائد ہونے والے فرائض کو طوعاً وکرہاً ادا کرنا ہوتا ہے۔ ایک سچے راسخ العقیدہ مسلمان کو فلسفیوں کی بھول بھلیوں، علم جفر، جوتش اور علم رمل کی چیرہ دستیوں اور سائنسدانوں کی قیاس آرائیوں سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں رہتی۔ وہ اللہ واحد کی کارفرما قوت پر ایمان رکھتا ہے۔ اس کی صبح وشام، رات دن اسی یقین افروز قوت میں گزرتا ہے۔

یہ سحر جو کبھی فردا ہے کبھی ہے امروز
نہیں معلوم کہ ہوتی ہے کہاں سے پیدا

رہا وہم پرست لوگوں کا یہ خیال کہ ہر آدمی کی قسمت احکام نجوم کے تحت خاص خاص ستاروں کے طلوع وغروب اور زوال وکمال سے وابستہ ہے۔ سو اس کے متعلق آنحضورؐ کے احکامات گزر چکے ہیں کہ ایسا سمجھنے والا شخص ستاروں کو ماننے والا اور اللہ کا منکر ہوتا ہے۔ اس لیے ان ستاروں کے اثرات تسلیم کرنا ایمان صادق کے منافی ہے

ستارہ کیا میری تقدیر کی خبر دے گا
وہ آپ گردش افلاک میں بے زار و زبوں

اللہ کی جملہ مخلوقات میں سے صرف انسان ہی وہ واحد مخلوق ہے جو صاحب شعور اور باعقل ہے۔ پھر وہ بااختیار بھی ہے۔ اپنے ارادہ اور نیت سے اچھے برے اور جائز و ناجائز کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتخاب کر کے اس کے مطابق محنت اور جدو جہد کر سکتا ہے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک با اختیار انسان بے اختیار اجرام سماوی کا شکار اور نشانہ ستم بن جائے؟ یہ مسجود ملائک سورج، چاند سے خوف کھانے لگے؟ اور ان کے آگے سپر انداز ہو جائے؟

غیب دان صرف اللہ تعالیٰ ہے:

غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ انبیاء کرام کو ان کی نبوی ضروریات کے مطابق علم دیا گیا تھا۔ مگر یہ بات کہ کل کیا ہوگا وہ بھی نہیں جانتے تھے۔ اللہ کے علاوہ کسی کو غیب دان سمجھنا عقیدۂ توحید کے منافی ہے۔ غیب کا علم صرف اللہ کے پاس ہونے میں خود انسان کے لیے بے پناہ فوائد اور حکمتیں پنہاں ہیں۔ اگر انسان کو پہلے سے آنے والے حادثات کا علم ہو جائے تو وہ مارے پریشانی کے بے موت مر جائے...... علم ہیئت سے غیب کا حال معلوم کرنا یا آنے والے حالات کی سُن گُن لینا انسان کو مسلمان نہیں رہنے دیتا۔ پھر اس ضعیف الاعتقادی اور توہم پرستی کی وجہ سے مسلمانوں میں عقیدہ و عمل کی بہت سی خرابیاں جنم لینے لگتی ہیں۔

ملکی اثرات:

برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کا معاملہ تو اور بھی نازک ہے۔ ہندوستان علم جوتش ستارہ پرستی اور بت پرستی کا گہوارہ رہا ہے۔ یہاں اگرچہ مسلمانوں نے ہزار سال تک حکومت کی مگر انہوں نے نومسلموں کے عقائد کی اصلاح اور اخلاقی تربیت کی طرف توجہ نہیں دی تھی۔ اس لیے جب یہاں لوگ صوفیاء و علماء کی تبلیغ سے مسلمان ہوتے تو اپنے قدیم مشرکانہ عقائد اسلام میں ساتھ ہی لے آتے۔ صرف ان کے نام تبدیل ہوتے اور وہ اسلامی عبادات بجالانے لگتے۔ مگر اسلام مکمل ضابطہ حیات بن کر برصغیر میں نافذ نہ ہو سکا ان کی معاشی اور معاشرتی زندگی بہت حد تک ویسی ہی رہی جیسے اسلام سے قبل تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری زندگی میں بے شمار ہندوانہ غلط عقائد اور رسوم و رواج آج تک شامل چلے آتے ہیں۔

ان نجومیوں اور قیافہ شناسوں نے ملکی زندگی میں بڑی اہمیت حاصل کر لی ہے۔ اسی سے توہم پرستی بڑھ رہی ہے۔ یہ عرس، یہ چراغاں، میلے ٹھیلے، جہیز، شادی، بیاہ، رسم قل، چہلم اور برسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وغیرہ غرض ہماری بے شمار رسمیں ایسی ہیں، جن کی جڑ ہندوانہ معاشرت سے جا ملتی ہے۔ اپنے اپنے ستار کا خیال رکھنا اور اس کے اثرات تسلیم کرنا بھی انہی ہندوانہ اثرات کا نتیجہ ہے۔ ان اثرات سے آپ اپنے کو بچانے کا ایک ہی حل اور طریقہ ہے اور وہ بڑا معقول اور آسان ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات پر مضبوط و محکم ایمان لانا اور ان ستاروں سیاروں کو اللہ کی مجبور مخلوق تسلیم کرنا۔ یہ مخلوق بنی نوع انسان کی خدمت کے لیے پیدا کی گئی ہے اور آسمانوں کی زینت کے لیے بنائی گئی ہے۔

اب دیکھئے آنحضرتؐ کا فرمان مبارک۔

حضرت موسیٰ اشعری سے روایت ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جاہلیت کی چار باتیں ایسی ہیں جسے میری امت ترک نہیں کرے گی۔

۱۔ اپنے خاندان پر فخر و غرور

۲۔ دوسرے کے نسب پر طعن و تشنیع

۳۔ بارش ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں ستاروں کے موثر ہونے کا اعتقاد رکھنا۔

۴۔ میت پر نوحہ کرنا۔ (صحیح مسلم۔ کتاب الایمان)

مراد یہ ہے کہ یہ چاروں امور جاہلیت کے کام ہیں اور ہر مسلمان کو ان چاروں کاموں سے حتیٰ الامکان گریز کرنا چاہیے تاکہ وہ صحیح مسلمان بن سکے اور جاہلیت کے غیر پسندیدہ کاموں سے بچ کر دنیا و عقبیٰ میں فلاح پا سکے۔

آپ کا یہ ہفتہ کیسا رہے گا؟

آپ کا یہ ہفتہ اور اس سے اگلا ہفتہ اور اس سے اگلا ہفتہ، اسی طرح یہ لمحہ، اس سے اگلا لمحہ کیسا رہے گا۔ اس کا مختصر جواب تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جیسا چاہے گا ویسا رہے گا۔ اس بارے میں ہمیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں بالفرض یہ اندازے درست بھی ہوں جو پوچھے اور بتائے جاتے ہیں۔ پھر بھی یہ اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ یہ پریشانی میں اضافے کا باعث بنتے ہیں۔ ہوتا وہی ہے جو اللہ چاہتا ہے۔ لہٰذا ہمیں اس سوال کی ضرورت ہے کہ ہماری زندگی کا یہ لمحہ، اس سے اگلا لمحہ، یہ دن اور اس سے اگلا دن، یہ ہفتہ اور اس سے اگلا ہفتہ، یہ مہینہ اور اس سے اگلا مہینہ الغرض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندگی کی آخری سانسوں تک کیسے گزارنا چاہیے؟ یعنی اللہ جل مجدہ، اور اس کے رسولِ معظمؐ کی اطاعت میں یا ان سے بے نیازی میں؟ اللہ ہمیں اپنی فرمانبرداری والا ہفتہ گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور نجومیوں اور مخبروں سے رابطہ کرنے سے بچائے (آمین) اور ان پر یقین کرنا یوں بھی کبیرہ گناہ ہے اس سے بھی محفوظ فرمائے۔ آمین ثم آمین

ایمان اور احتساب کے لمحات:

ہمیں ہر لمحہ اپنے ایمان کا اور اپنی دینداری کا جائزہ لیتے رہنا چاہیے کہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے یَا یُّھا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّ مَتْ لِغَدٍ (الحشر:۱۸) ''اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور ہر نفس کو دیکھتے رہنا چاہیے کہ اس نے اپنے آنے والے کل (یعنی قیامت کے لیے) آگے کیا (عمل) بھیجے ہیں۔

اور پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا:

''جو لوگ رمضان کے روزے ایمان اور احتساب کے ساتھ رکھیں گے ان کے سب گذشتہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے اور ایسے ہی جو لوگ ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان کی راتوں میں نوافل (تراویح وتہجد) پڑھیں گے ان کے بھی سب پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے اور اسی طرح جو لوگ شب قدر میں ایمان اور احتساب کے ساتھ نوافل پڑھیں گے ان کے بھی سارے پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ (بخاری ومسلم)

ہمارے ذمہ یہ ہے کہ ہم ہر وقت ہر کام رضائے الٰہی کے لیے نبی اکرمؐ کے سنت طریقے کے مطابق انجام دینے کی کوشش کریں اور مستقبل کا معاملہ اللہ کے حوالے کر دیں۔ اپنی پوری کوشش کرنے کے بعد معاملہ اللہ پر چھوڑنا اور اس پر توکل کرنا ہی ہمارے لیے موزوں ترین راستہ ہے۔ یقیناً وہ ہمارا بہترین دوست ہے اور بہترین کارساز ہے۔ ہم اسی پر بھروسہ رکھیں گے وہ ہمارے کام بہترین بنا دے گا اور ہمارے تمام کاموں میں برکت ڈالے گا۔

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی و نعمِ النَّصِیْرُ.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب دوازدہم

2005ء کا ہنگامہ پرور سال و مابعد

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡا بِطَانَةً مِّنۡ دُوۡنِكُمۡ لَا يَاۡلُوۡنَكُمۡ خَبَالًا ؕ وَدُّوۡا مَا عَنِتُّمۡ ۚ قَدۡ بَدَتِ الۡبَغۡضَآءُ مِنۡ اَفۡوَاهِهِمۡ ۖ ۚ وَمَا تُخۡفِىۡ صُدُوۡرُهُمۡ اَكۡبَرُ ؕ قَدۡ بَيَّنَّا لَـكُمُ الۡاٰيٰتِ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ (آل عمران:118)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اپنی جماعت کے لوگوں کے سوا دوسروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ وہ تمہاری خرابی کے کسی موقع سے فائدہ اٹھانے میں نہیں چوکتے۔ تمہیں جس چیز سے نقصان پہنچے۔ وہی ان کو محبوب ہے۔ ان کے دل کا بغض ان کے منہ سے نکلا پڑتا ہے اور جو کچھ وہ اپنے سینوں میں چھپائے ہوئے ہیں وہ اس سے بھی شدید تر ہے۔ ہم نے تمہیں صاف صاف ہدایات دے دی ہیں اگر تم عقل رکھتے ہو (تو ان سے تعلق رکھنے میں احتیاط برتو گے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب دوازدہم

2005ء کا ہنگامہ پرور سال و مابعد

1۔ عالمی بہبود کانفرنس اسلام آباد میں

2۔ امامت زن کا فتنہ

3۔ ایل کے ایڈوانی کی پاکستان آمد

4۔ نئی تعلیمی پالیسی اور آغا خاں بورڈ کا قیام

5۔ یومِ آزادی کی شب

6۔ ڈنمارک کے توہینِ رسالت پر مبنی خاکے

7۔ فرقان الحق۔ قرآن کا یہودی و عیسائی چربہ (ایڈیشن)

8۔ سپورٹس پر بے تحاشا زور

9۔ صدر مشرف کا خطاب

10۔ گوانتانا موبے کے مسلمان

11۔ ہمارا منافقانہ طرزِ عمل

12۔ 2005ء کا قیامت خیز زلزلہ

13۔ فتنوں کا مسلسل نزول

14۔ کردار کا بحران

15۔ 2007ء کا لال مسجد اور جامعہ حفصہ کا سانحہ

16۔ اپریل 2009ء سے شروع ہونے والا سوات و مالا کنڈ کا ''راہِ حق'' آپریشن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

2005ء کا ہنگامہ پرور سال و مابعد

اس بیرونی نقالی اور مغربی مرعوبیت میں یوں تو مدتوں سے برابر پیش قدمی جاری تھی مگر 2005ء میں تو ان سب سرگرمیوں میں بے شمار اضافہ ہو گیا۔ مثلاً

1۔ بسنت بڑے زور شور سے منائی گئی۔

2۔ ویلنٹائن ڈے مع اپنی تمام خرافات کے بڑے جوش سے منایا گیا۔

3۔ میراتھن ریس ماہ اپریل اور مئی 2005ء میں زور شور سے ہر بڑے شہر میں منانے کے پروگرام بنائے گئے۔ مگر اس کی شدید مزاحمت ہوئی اور اگلے سال منانے کے پروگرام پڑے رہ گئے۔

4۔ اسی سال اسلام آباد میں 4 تا 6 مئی 2005 عالمی بہبود کانفرنس ہوئی۔ جو دراصل نام نہاد علماء و مشائخ کو باضابطہ سرکاری ملازم بنا کر ان کو ضبط ولادت کے پروگرام میں معاون بنانا مقصود تھا۔ تا کہ وہ وعظ و خطبے کی طاقت سے، منبر و محراب کی مدد سے لوگوں کو اپنی آبادی کنٹرول کرنے کے لیے تیار کر سکیں۔ افسوس کہ اب علماء کو یہ ٹاسک دیا گیا کہ وہ لوگوں کو باور کرائیں کہ وہ فطرت کے نظام پیدائش میں دخل دے کر اپنی اولاد کی تعداد کو حسب خواہش و منشا خود کنٹرول کر لینے کی قوت و صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہ کہنا غلط ہے کہ اولاد اللہ کی دین ہے جتنی چاہے دے، لڑکا دے، لڑکی دے، معاملہ اس طرح نہیں بلکہ اس طرح ہے کہ انسان جتنی اولاد چاہے لے، یہ اس کے اپنے اختیار میں ہے۔ استغفر اللہ من ذلك

5۔ اِسی سال امامتِ زن کا فتنہ رونما ہوا۔ (اگرچہ یہ پاکستان میں نہیں ہوا) یعنی 18 مارچ 2005ء کو امینہ ودود نے مغربی آقاؤں کی خواہش پر نام نہاد مسلمان خاتون نے اسلام کا من مانا ایڈیشن پیش کرنے کی غرض سے نیو یارک کے چرچ میں جمعہ کی نماز پڑھائی۔ اللہ کی شان دیکھیے کہ کسی مسجد میں وہ مردوں عورتوں کی مخلوط صف (جب کہ وہ خود امام بن کر آگے کھڑی تھی، مردوں کی طرح) جماعت نہ کروا سکی۔ نہ کسی مسلمان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اس کو ایسا کرنے کی اجازت دی۔ اس غرض کے لیے اس کو چرچ کا انتخاب کرنا پڑا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کام اس سے کن قوتوں نے انجام دلوایا تھا۔ پھر اس سے اگلے جمعہ کو کینڈا میں سلیمہ علاؤ الدین نے اسی طرح مرد و خواتین کی مخلوط صف کو نماز جمعہ پڑھائی تھی۔ عورتوں کے سر ننگے تھے اور وہ ستر کی پابندیوں سے آزاد، فرض نمازوں سے غافل صرف میڈیا کو دکھانے کے لیے نماز جمعہ کی ادائیگی میں مشغول تھیں۔ اس طرح اسلام کا مذاق تو اڑایا ہی گیا مگر دراصل عیسائیت کا بھی ایک جدید ایڈیشن تیار ہو گیا تھا کیونکہ عیسائیت میں بھی عورت امام نہیں بن سکتی۔ نیز عیسائیت بھی عورت کو پورے ساتر لباس کی تلقین کرتی ہے۔ اس کو ہم صرف شعائرِ الٰہی کا مذاق اڑانا سمجھتے ہیں۔

6۔ اسی سال ایل۔ کے ایڈوانی نے ہندوستان کی متعصب سیاسی پارٹی بی۔ جے۔ پی کے سربراہ کی حیثیت سے پاکستان کا دورہ کیا۔ یاد رہے کہ یہ وہی شخص ہے جو ہندوستان میں مسلمانوں کی بابری مسجد 1992 میں توڑنے والا اصل کردار ہے۔ 30 مئی سے 6 جون 2005ء تک اس کے ہفتہ بھر کا پاکستان کا سرکاری دورہ تھا۔ اس دوران اس نے پاکستان میں چکوال کے مقام پر ایک مندر کا سنگ بنیاد بھی رکھا۔ لاہور میں اس کا استقبال اس گرم جوشی سے کیا گیا کہ سیفما کے اجلاس میں منتظمین نے پروگرام میں سے قرآن کریم کی تلاوت حذف کر دی۔ کہ کہیں ایڈوانی اس سے ناراض نہ ہو جائے۔ وہ یہاں آ کر اپنی آؤ بھگت سے اتنا خوش ہوا کہنے لگا ''اب حالات بدل گئے ہیں۔ پاکستانی حکمران خود مجھے دعوت دے کر، ترلے کر کے بلاتے ہیں۔'' (حوالہ نوائے وقت سرراہے: 4 جون 2005ء) لہٰذا اب مجھے بابری مسجد توڑنے کے قصور پر اہلِ پاکستان سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں رہی......

7۔ 2004 کی ایس۔ ڈی۔ پی۔ آئی رپورٹ کے نتیجے میں تعلیمی میدان میں قائم ہونے والے آغا خاں بورڈ کا قیام بھی اسی سال عمل میں لایا گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1۔ اس غرض کے لیے پہلے تو دینی مدارس کے نظام تعلیم پر دہشت گردی کا الزام لگا کر ان کے بیخ و بن سے اکھاڑنے کی کوشش کی گئی اور ان مدارس دینیہ سے تمام غیر ملکی مسلم طلبہ کو نکال دیا گیا اور ان کو سرکاری طور پر رجسٹریشن کروانے کا پابند کیا گیا ان کے نصاب میں تبدیلیاں کرنے کا حکم دیا گیا......

2۔ پھر عصری تعلیمی اداروں کے نصاب کو بھی فرسودہ اور دہشت گردی کی طرف مائل کرنے والا قرار دیکر ایک نئے روشن خیال اور جدید نصاب تعلیم کی ضرورت پر زور دیا گیا۔

3۔ پھر نصاب تعلیم سے قرآنی آیات و احادیث کو نکال دیا گیا اور وہ تمام حوالے اور مضامین بھی نکال دیئے گئے جو مسلمانوں کو اپنے قابل اور صالح ہیروز سے آگاہ کرتے تھے یا جوان کو اپنی شاندار تابندہ و درخشندہ روایات والی تاریخ یاد دلاتے تھے۔

4۔ اگلے قدم پر اس کی جگہ یہود و نصاریٰ کا آلہ کار آغا خاں تعلیمی بورڈ یہاں قائم کر دیا گیا۔ جس کا چیرمین اسماعیلی نظریات اور ملحدانہ عقائد کا حامل آغا خاں اسماعیلی ہے۔ اس کی سرپرستی امریکی حکومت خود کر رہی تھی۔ اس بورڈ کو یہی ذمہ داری سونپی گئی کہ وہ فی الفور پاکستان کے نصاب کو اس طرح تبدیل کرے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان، اسلامی ہونے کے بجائے سیکولر ریاست بن کر رہ جائے۔ اس بورڈ کو پاکستان کے چھوٹے بڑے تمام تعلیمی اداروں کا الحاق آہستہ آہستہ اپنے ساتھ کرنے اور پاکستان کے پورے نظام امتحانات کو کنٹرول کرنے کا ہدف مل گیا۔ اس طرح امریکہ نے پاکستان کے دینی و عصری ہر قسم کے تعلیمی اداروں کے نصاب پر شب خون مار کر پاکستان کے پورے تعلیمی نظام کو سیکولر بنانے کی راہ ہموار کی۔

یوم آزادی کی شب:

ایوان صدر کے سبزہ زار پر 2005 کا 14 اگست مناتے ہوئے پاکستان کا صدر اور دوسرا طبقہ اشرافیہ بیگمات، بہو بیٹیوں سمیت تشریف فرما تھے۔ نغمے اور گانے، ہلا گلا، موسیقی کا پروگرام جاری تھا۔ صدر مملکت نے خود بھی رقص کیا۔ خواتین خراماں خراماں آتیں کیٹ واک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتیں۔ جسم کے نشیب و فراز دکھاتی چلی جاتیں۔ سب ان کو تالیوں کے ساتھ داد دیتے۔ پروگرام ختم ہونے پر صدر نے کہا ساری دنیا کو ہمارا "Soft Image" خوشگوار تصور معلوم ہونا چاہیے۔ یہ پروگرام بہت اچھا ہوا۔ جس کو نہیں منظور، میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ان کی آنکھوں اور عقلوں سے پردہ اٹھا دے۔ یہ پروگرام اگر چار دیواری کے اندر ہوتا تو اور بات تھی۔ مگر یہ تو Live تھا۔ سارے کیمرے اس کی کوریج کر رہے تھے۔

صدر خود اپنے ناچ گانوں اور کیٹ واک کو اپنی اعتدال پسندی اور روشن خیالی کی بھینٹ چڑھائے ہوئے کہے کہ یہ پاکستان کی حقیقی اور خوشگوار تصویر ہے۔ وہ خود مائیکل جیکسن جیسے پاپ سنگر پر فدا ہو تو پھر عوام کو کیا کہا جائے۔ یا للعجب آخر ہم کدھر جا رہے ہیں۔

خداداد مملکت اسلامیہ پاکستان کے صدر کا اس طرح اللہ کو اور اسلام کو چیلنج کرنا۔ اب پیچھے کیا رہ جاتا ہے۔ (ترجمان القرآن ستمبر 2005ء از مسلم سجاد)

9۔ 2005ء کے ہنگامہ خیز سال ہی میں ڈنمارک کے اخبار نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کرتے ہوئے توہین آمیز خاکے شائع کیے۔ جس سے مسلم ممالک کے عوام تو بہت پریشان ہوئے اور انہوں نے احتجاج بھی کیے مگر مسلم حکمرانوں کی طرف سے (سوائے چند ایک کے) کوئی مؤثر احتجاج نہ کیا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آہستہ آہستہ تمام یورپی حکمرانوں بلکہ امریکہ کے صدر اور یو۔ این۔ او سب نے اس کو اظہارِ رائے کے حق کی آزادی قرار دیتے ہوئے مسلمانوں کے احتجاج کو مسترد کر دیا۔

10۔ اسی سال ایک اور المناک واقعہ رونما ہوا...... جس کی جتنی مذمت کی جائے وہ کم ہے۔ ایک یہودی ڈاکٹر انیس نے سات سال کی ''محنت'' کے بعد ایک کتاب عربی اور انگریزی زبان میں تیار کی جس کا نام اس نے ''فرقانِ حق'' یا "True Quran" رکھا جس میں دراصل اس نے اصل قرآن کا ایک چربہ تیار کیا۔ جس کی 77 سورتیں تھیں اور ہر سورت ''یسوع مسیح'' کے نام سے شروع ہوتی تھی...... اصل قرآنی آیات کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توڑ موڑ کر اہلِ مغرب کا مطلوبہ اسلام کا جدید ایڈیشن پیش کیا گیا جس کے مطابق سود، بے حیائی، مساواتِ مرد وزن وغیرہ سب جائز اور دین اسلام کے تصور جہاد، حیا، یہود و نصاریٰ سے دوستی کی ممانعت سب کو ختم کرنے کی مذموم کوشش کی گئی ہے۔ پھر اس قرآن کو مسلم ممالک کے نصابِ تعلیم میں شامل کروانے کی کوشش کی گئی۔ انٹرنیٹ پر اس کو لایا گیا۔ بیروت یونیورسٹی میں اس کو لگوایا گیا...... پاکستان میں بھی بھیجا گیا...... مگر پاکستانی حکومت نے یہ معاملہ دبا دیا...... اور عوام تک نہ پہنچنے دیا...... بہرحال یہ امریکہ برطانیہ یورپ وغیرہ میں ہر جگہ دستیاب ہے...... مگر اللہ تعالیٰ کے قرآن کو آج تک کون تبدیل کر سکا ہے۔ بڑے بڑے نبوت کے دعویدار آئے اور پھونکوں سے اسلام و قرآن کے چراغ ہدایت کو گل کرنے کی کوشش کرتے رہے مگر ناکام ہوئے...... آج یہ نیا ایڈیشن تیار کرنے والے بھی ناکامی سے دوچار ہوں گے۔ انشاءاللہ۔

11۔ سپورٹس پاکستان میں کتنا اہم مقام حاصل کر چکی ہیں اور تقریباً ہر پاکستانی کرکٹ میچوں کا بڑا شوقین بن چکا ہے۔ نوجوان نسل کو دین کے عقاید سے کوئی آگاہی نہیں۔ کیونکہ نہ گھروں میں اس قسم کی تربیت دی جاتی ہے، نہ سکولوں میں۔ البتہ گھر اور سکول، معاشرہ، دفتر ہر جگہ کھلاڑیوں کی حکومت ہے یا پھر شوبز کی۔ بچے بچے کو اپنے مشہور کھلاڑیوں کے شجرہ نسب اور پوری زندگی کا علم ہوتا ہے۔ بچوں کی تعلیم متاثر ہوئی۔ وقت، پیسہ، قوت، صلاحیت، ذہانت سب کچھ اس کرکٹ کی نذر ہو گیا۔ پھر ساتھ ساتھ ملٹی نیشنل کمپنیوں نے اشتہارات، انعامات اور جوئے کے ذریعے تیسری دنیا کی قوموں کو تباہ کرنا شروع کر دیا۔ فوجی تربیت پہلے ہی ندارد جو تھوڑی بہت این۔ سی۔ سی کی شکل میں طلبہ و طالبات کو تعلیمی اداروں میں مل جایا کرتی تھی، وہ بھی 1997ء میں نواز حکومت میں ختم کر دی گئی۔ اور جہاد کی جگہ مسلم نوجوانوں کو کرکٹ کا شیدائی بنا کر بیکار کر دیا گیا بلکہ اہلِ مغرب کا دفادار بنا لیا گیا۔ جبکہ خود امریکہ اور اسرائیل کی کوئی کرکٹ ٹیم نہیں...... حقیقت یہ ہے کہ اس کرکٹ نے ہمارے جوانوں کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوری زندگی تباہ کردی ہے۔

12۔ صدر مشرف نے اعلان کیا: ''فرسودہ خیالات اور دقیانوسی روایات کی دور جدید میں کوئی گنجائش نہیں۔ عرصہ دراز میں سے زمانہ ترقی کی منزلیں طے کرتے ہوئے اب اس مقام پر پہنچ گیا ہے کہ ماضی سے اس کا رشتہ کٹ چکا ہے۔ سائنس ٹیکنالوجی اور معاشی ترقی کی تیز رفتار دوڑ میں مذہب زمانہ کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ چادر، چاردیواری ،حجاب، سکارف اور داڑھی ملا کا دین اور پسماندگی کی علامت ہے۔ تلوار اور آتشیں اسلحہ سے جنگ اور جہاد کا دور ختم ہو چکا۔ اب اس کے بجائے ڈپلومیسی سے کام لیا جاتا ہے۔ بدکاری ڈکیتی وغیرہ کے خلاف اسلامی حدود کا از سر نو جائزہ لے کر نئے اجتہاد کے دروازے کھولنے پڑیں گے۔ چوروں کے ہاتھ کاٹ کر قوم کو ٹنڈا نہیں کیا جا سکتا۔''

غور سے پڑھیے یہ افکار صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان جنرل مشرف کے ہیں۔ وہ نیکر پوش خواتین کو مخلوط میراتھن کروانا ہی اپنی ترقی پسندی کی علامت سمجھتا ہے اور پاکستانی معاشرے کو اسی نہج پر چلانے کی تگ ودو کر رہا ہے۔ (ماہنامہ محدث مئی 2005ء ص 2)

بعد ازاں حدود قوانین کے خلاف بہت بڑی سرکاری مہم شروع کر دی گئی اور پھر 15 نومبر 2006ء کو اسمبلی پر شب خون مار کر جنرل مشرف نے ایسے ضابطے منوا لیے جس سے حدود قوانین کی پوری روح نچوڑ لی گئی......

13۔ گوانتانا موبے کے قید خانے میں جنرل مشرف کے فروخت کیے ہوئے مسلمان مجاہدین کو اذیت دینے کا ایک حربہ یہ تھا کہ قرآن کریم کے اوراق ان کے سامنے زمین پر پھینک دیئے جائے۔ اس پر وہ امریکی خود رقص کرتے۔ ان پر اپنے ناپاک کتوں کو چڑھا دیتے۔ فلش میں اس کے اوراق کو بہا دیتے۔ اپنے کتوں ان کی بے حرمتی کرواتے۔ مگر افسوس کسی مسلمان حکمران کو ان امریکیوں سے احتجاج کرنے کی توفیق آج تک نہیں ہو سکی۔

کس کس بات پر رویا جائے، احتجاج کیا جائے ''پنبہ کجا کجا نہم'' والا معاملہ ہے۔

ہم ہر نماز میں دعا مانگتے ہیں، یا اللہ ہمیں ان لوگوں کے راستے سے بچا جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور جو گمراہ ہیں۔ مفسرین نے بیان کیا ہے کہ جن پر غضب نازل ہوا سے مراد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہودی ہیں جو عملاً سرکشی کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہیں جبکہ گمراہ ہوئے سے مراد عیسائی ہیں۔ جن کا پورے کا پورا دین ہی بدل دیا گیا اور اب وہ اس غلط دین پر چل کر گمراہ ہو چکے ہیں۔

افسوس ہم ہر نماز میں کئی باران یہود و نصاریٰ کے طریقے سے بچنے کی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں مگر نماز پڑھتے ہی (یا پھر نماز پڑھنا چھوڑ دی ہے) فوراً انہی یہود و نصاریٰ کو خراج عقیدت پیش کرنے لگتے ہیں۔ ان کی ہدایات پر عمل شروع کر دیتے ہیں۔ وہ اگر ہمارے قرآن کی توہین کریں۔ ہمارے رسول کی توہین کریں، ہمارے اسلامی شعائر کا مذاق اڑائیں۔ قرآن وسنت کی تعلیم کو بدل کر ایک گمراہ قسم کا ملغوبہ ہمارے سامنے دین کے نام پر پیش کر دیں۔ ہم آمنا وصدقنا کہہ کر اس کو قبول کرتے ہیں، فدویانہ غلامی کے ساتھ اس کو اختیار کرتے ہیں اور ان کی ہر طرح سے وفاداری کو اپنے لیے ضروری قرار دیتے ہیں۔ اس طرز عمل کو کیا کہا جائے گا؟

14۔ جب اس طرح بار بار اپنی نافرمانیوں اور سرکشیوں کی بنا پر غیرت الٰہی کو چیلنج کیا جاتا رہا تو عذاب الٰہی کا کوڑا یکدم برسا اور عین رمضان میں 8 اکتوبر کو جب کہ روزہ تھا۔ 2005ء کا عبرت بھرا بہت بڑا زلزلہ آیا جس نے آزاد کشمیر کے علاقہ میں بہت بڑی تباہی مچائی۔ اس کے نتیجہ میں 7300 لوگ لقمہ اجل ہوئے جس میں نوجوان نسل کی اموات بہت زیادہ تھیں۔ کیونکہ تمام بچے اس وقت سکولوں میں موجود تھے اور سکول کی عمارتوں اور نوجوان طلبہ وطالبات اس زلزلہ سے سب زیادہ متاثر ہوئے تھے۔

سبق تو دیدہ بینار کھنے والے سیکھتے ہیں مگر افسوس یہاں تو عبرت حاصل کرنے والا خانہ تو بے حسی غفلت اور سنگدلی کی نذر ہو چکا تھا۔ ہوس زر واقتدار نے اس طرح دلوں کے دروازے بند کر رکھے تھے اور ان پر غلاف پڑے ہوئے تھے کہ اتنا بڑا زلزلہ بھی اس میں جنبش پیدا نہ کر سکا اور قوم کو رجوع الی اللہ کی طرف مائل نہ کر سکا۔

اس کے بعد تو یکے بعد دیگرے فتنے اس طرح گھروں میں نازل ہو رہے ہیں۔ جس طرح بارش کے قطرے۔ ہم ایک المیہ پر ابھی غور کر ہی رہے ہوتے ہیں کہ دوسرا اس سے بڑا المیہ رونما ہو جاتا ہے۔ ہم پہلے کو فراموش کر کے نئے حادثے اور المیے کی طرف توجہ کرنے ہی لگتے ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اگلے دن اس سے بڑا حادثہ رونما ہو جاتا ہے۔ کیا کبھی خواب میں بھی سوچا جا سکتا تھا کہ امریکہ اپنی مکروہ سازشوں سے پاکستان میں گھستا ہی چلا جائے گا۔ اس کے ہر حملے کو ہمارے بے غیرت حکمران اپنی ہی جنگ قرار دیں گے اور اب اپریل 2009 سے شروع ہونے والا سوات آپریشن بے شمار امریکی سازشوں کو اپنے دامن میں لیے ہوئے ہے مگر ہمارے حکمران اتنے بھولے اور معصوم ہیں کہ اب خود اپنا پیسہ اور اپنے وسائل لگا کر امریکہ کو سوات میں فوجی اڈہ بنا کر دے رہے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الا بصار

...... کردار کا بحران ہمیں لے ڈوبا ہے۔ کردار مستحکم کرنے کے لیے دو ہی بنیادیں ہیں۔ یہ عقیدہ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر وقت دیکھ رہا ہے۔ 2 وہ قیامت والے دن ہمارے اعمال کا محاسبہ کر کے جزاو سزا سے نوازے گا۔

...... جہاں حاکموں کا فرض ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو پہچانیں، اسلام کو بدل ڈالنے کے بجائے اپنے آپ کو بدلنے پر تیار ہوں۔ وہاں عوام کا بھی فرض ہے کہ وہ آگے بڑھ کر ظالموں کا ہاتھ روکیں، انہیں ظلم کرپشن اور ناانصافی سے باز رکھیں۔ پھر صالح باصلاحیت لوگوں کو آگے لائیں جو خوف خدا سے بھی سرشار ہوں اور عوام کے بھی ہمدرد ہوں۔

...... حقیقت یہ ہے کہ اسلام ہی تمام محروم لوگوں کی واحد امید ہے خود مغربی تھنک ٹینکس کی ہی رپورٹیں ہیں کہ 2025 تک مسلمان دنیا کی کل آبادی کا 30% ہو جائیں گے جبکہ عیسائی 25% رہ جائیں گے۔ جبکہ دنیا میں 13% لوگ ویسے ہی اپنے آپ کو مذہب سے لاتعلق کہتے ہیں۔

...... خود اہلِ مغرب اب دین کی طرف آ رہے ہیں۔ مثلاً اسرائیل میں بے حیائی کو روکنے کے لیے مردوں عورتوں کے فٹ پاتھ الگ الگ کر دیئے گئے ہیں۔ برطانیہ کے ایک مخلوط سرکاری سکول میں لڑکیوں کو سکرٹ پہننے سے روک دیا گیا ہے کہ وہ نیچے سے اور بھی چھوٹے کر لیے جاتے ہیں برطانیہ کے ایک اور کیسگر یو ہائی سکول کے منتظمین نے لڑکیوں کو ٹراؤزر پہننے کا پابند کر دیا ہے۔ منتظمین کا بیان ہے کہ بے حیائی کو روکنے کے لیے ایسا کیا گیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح کینیڈا میں نقل مکانی کرنے والے مسلمان ٹورنٹو اور اوٹاوہ میں تعداد میں بڑھ رہے ہیں۔ان کو اپنے شرعی ٹربیونل قائم کرنے کی اجازت مل گئی ہے۔جس میں وہ اپنی فقہ کے مطابق اپنے معاشرتی قوانین نکاح، طلاق، وراثت، بچوں کی پرورش جیسے مسائل کا فیصلہ کرسکیں گے۔اسی طرح برطانیہ میں مسلمانوں نے اپنے بچوں کے لیے 100 کے قریب مسلم سکول قائم کر رکھے ہیں۔جیسے عیسائیوں اور یہودیوں نے بھی اپنے Faith سکول قائم کرر کھے ہیں۔(ماہنامہ خطیب اپریل 2005 از فرزانہ چیمہ)

......کیا ہم یوم پاکستان منانے کے قابل ہیں کہ ہندوں اور عیسائیوں کی رسمیں منانے میں شاہ سے شاہ کا زیادہ فرمانبردار ثابت ہوئے ہیں۔بھارت کے خلاف تمام باتیں اپنے نصاب سے نکال دی گئی ہیں۔گویا ہم اپنی ساری تاریخ کو بھٹی میں جھونک دیں۔1965ء کی جنگ بھی بھول جائیں۔1947ء کی قربانیوں کو بھی فراموش کردیں۔1971ء میں دولخت ہونے کو بھول جائیں۔ہندو مسلمانوں کا قتل عام کرتے رہیں۔بابری مسجد شہید کریں۔گجرات کے مسلمانوں کو تہ تیغ کریں، گودھرا کے مظلوم مسلمانوں کو ذبح کریں، عورتوں کی عزتیں لوٹیں، گھروں کو جلائیں، پاکستان کے خلاف بھرپور پراپیگنڈہ کریں، میڈیا پران کو ذلیل کریں، پاکستان کا پانی روکیں، ڈیم لگائیں، ان کو دہشت گردی کا الزام لگائیں اور ہم ان کی ناز برداری کرتے چلے جائیں۔

؎ حذر اے چیرہ دستاں کہ سخت ہیں فطرت کی تعزیریں

ہم لڑھکتے ہی چلے گئے۔تعلیمی اداروں میں، این۔سی۔سی کے نام سے تھوڑی سی فوجی ٹریننگ دی جاتی تھی، جس سے بچوں کو پروفیشنل اداروں میں داخلے کے وقت اس کے 20 اضافی نمبر مل جایا کرتے تھے۔وہ بھی نمبر ملکی آقاؤں کے اشارے پر 1997ء میں نواز شریف نے ختم کر دی تھی۔اب قوم بالکل ہی راگ رنگ میں مست کردی گئی۔......اور جہاد کا تصور دین اسلام کی اشاعت ''امت مسلمہ کے قیام کا واحد مقصد'' اس کی نظروں سے اوجھل کر دیا گیا۔2005ء میں حدود الٰہی کے خلاف بہت بڑی میڈیا کی مہم برپا کی گئی۔بالآخر اکتوبر 2006ء کو ان حدود قوانین کو بھی ختم کر دیا گیا۔یعنی چند ترمیموں سے ان کی اصل اسلامی روح کو ختم کر دیا گیا۔یہ پاکستان کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ کا سیاہ ترین دن تھا۔

15۔ 2007 میں لال مسجد اور جامعہ حفصہ کا سانحہ پیش آیا۔ صدر مشرف نے اپنی پاکستانی فوج کے ذریعے جامعہ حفصہ کی چار ہزار معصوم دینی تعلیم حاصل کرنے والی طالبات کو فاسفورس بم کی نذر کر دیا۔ 4000 معصوم شہداء اپنی ہی فوج کے ذریعے، جو اصل میں ان کے جسم و جان اور عزت و آبرو کی رکھوالی تھی، اگلے جہاں پہنچا دی گئیں۔ جس پر امریکہ اور اس کے حواریوں نے صدر مشرف کو بہت شاباش دی۔

16۔ اور پھر اپریل و مئی 2009 آپریشن راہ حق کے ذریعے پاکستانی فوج نے سوات اور مالاکنڈ ایجنسی کے قبائلی علاقوں پر اس طرح دھاوا بولا کہ تیس لاکھ قبائلی اپنے گھر بار چھوڑ کر نقل مکانی پر مجبور کر دیئے گئے۔ سانحہ لال مسجد پہلا ایکشن تھا اور اس کی دوسری قسط قبائلی علاقے پر حملہ تھا۔ مقصد سب کا ایک ہی تھا کہ سب دینداروں کو چن چن کر دہشت گردی کے نام پر بھون دیا جائے اور اس طرح پاکستان کا ایک روشن خیال اعتدال پسند پہلو دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ صدر زرداری سوچ لے وہ قیامت والے دن ان تیس لاکھ ہموطنوں پر کیے گئے مظالم کا حساب اللہ تعالیٰ کی عدالت میں کس طرح دے پائے گا؟

17۔ ایک نئی خبر سن کر تشویش میں مبتلا ہو گئی ہوں جو بی بی سی اردو ڈاٹ کام روزنامہ ایکسپریس نیوز اور دیگر اخبارات میں شائع ہوئی ہے کہ کراچی میں جولائی 2009ء کے آخری عشرے میں اقوام متحدہ کے تعاون سے وہاں کی مقامی این۔ جی۔ اوز نے ایک تین روزہ ورکشاپ کروائی جس میں خواتین سیکس ورکرز (جن کو ہم اپنی زبان میں طوائف کہتے ہیں) کو محفوظ جنسی طریقوں سے آگاہی دی گئی۔ ان کو میل Male اور فیمیل Female کنڈوم کے استعمال کا طریقہ سکھایا گیا۔ ساتھ ترغیب کے طور پر ان میں سے ہر ایک کو ایک ہزار روپیہ یومیہ دیا گیا۔ اس ورکشاپ میں سو خواتین نے شرکت کی۔ جس کو منتظمین نے اپنی ورکشاپ کی کامیابی قرار دیا۔ انہوں نے اگلے سال ایسا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی پروگرام لاہور اور دیگر مقامات میں کروانے کا عندیہ دیا تا کہ ان سیکس ورکرز (طوائفوں) کو میل، فیمیل کنڈوم کے استعمال سے آگاہی دی جا سکے۔

واضح رہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں جسم فروشی پر پابندی عاید ہے۔ لہٰذا یہ کام پہلے چھپ چھپا کر ہوتا رہا لیکن اب اس کو باقاعدہ کاروبار یعنی سیکس ورکرز کا نام دے کر جائز اور قانونی قرار دلانے کی مکروہ سازش کی جارہی ہے۔ جس طرح حقوق نسواں بل کے نام پر حدود آرڈیننس کو منسوخ کروایا گیا اسی انداز میں برسرِ عام زنا، فحاشی اور قحبہ گری کے طریقے سکھا کر اسے قانونی قرار دلایا جائے گا۔ ہماری یہ مغرب نوازی ہمیں کہاں تک پہنچا کر چھوڑے گی اور ذلت کے کس کس گڑھے میں گرا کر اللہ کے عذاب کو علانیہ دعوت دی جائے گی۔ استغفراللہ

پاکستان کی نظریاتی مملکت میں یہ مرحلہ بھی آنا تھا اب یہ این جی اوز تیزی سے خواتین سے متعلق پورا مغربی ایجنڈا پاکستان میں نافذ کروانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ پاکستان ایک نظریاتی مملکت تھی جو مدینہ منورہ میں قائم ہونے والی پہلی نظریاتی مملکت یکم ہجری 622 عیسوی کے بعد دوسرے نمبر پر وجود میں آئی۔

اس کے باسیوں نے ابتدا ہی سے پاکستان کو اسلام کا قلعہ قرار دیا تھا، جس کا مقصد پورے عالمِ اسلام کے مفادات کی حفاظت اور دفاع کرنا تھا۔

یہ نظریاتی ریاست اپنی ابتدا ہی سے دشمنوں کے دل میں کانٹے کی طرح کھٹکتی تھی اور وہ اس کے قیام کے ساتھ ہی اس کو ختم کرنے کے پروگرام پر سرگرمِ عمل تھے۔ مثلاً متنازعہ کشمیر کے ذریعے پاکستان کو ہر وقت پریشان رکھنا، پاکستانی دریاؤں پر دھیرے دھیرے بھارت کا کنٹرول، مغربی نظامِ تعلیم کے فروغ اور میڈیا کے ذریعے تہذیبی یلغار کر کے پاکستان کے نظریاتی تشخص کو ختم کرنا۔ سودی قرضوں کے ذریعے اسے جال میں پھنسا کر اپنے شکنجے میں کسنا، آئینی طور پر اس کے آئین میں سے اسلامی جمہوریہ کا لفظ نکلوا کر اسے سیکولر ریاست بنوانا وغیرہ یہ سب اقدام اسی نوعیت کے ہیں کہ پاکستان کا اسلامی تشخص ختم ہو کر رہ جائے۔

بدقسمتی سے ہمارے مغرب نواز حکمرانوں کی وفاداریوں کی وجہ سے اہلِ مغرب،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امریکہ یو۔این۔او اور بھارت اپنے مقصد میں کامیاب ہو رہے ہیں۔ ہمارے یہ حکمران چونکہ مغربی اداروں سے ہی فارغ التحصیل ہیں۔اس لیے مغربی تہذیب کی مرعوبیت ان کے رگ و پے میں سرایت کر چکی ہے۔ جبکہ یہ لوگ اسلامی تعلیم سے قطعاً نابلد تھے۔قرآن پاک کی تعلیم سے ان کو کوئی واقفیت نہ تھی۔ان کے پاس وہ قلب سلیم اور چشمِ بصیرت نہ تھی جو قرآن پاک میں غور و تدبر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ان کے قلب و ذہن میں صرف ایک بات سرایت کیے ہوئے ہے کہ دنیا میں عزت، شہرت، مال، اقتدار، عیاشی و فحاشی اور دیگر تمام خواہشات صرف مغربی آقاؤں کی وفاداری سے ہی ان کو میسر آسکتی ہیں۔کاش وہ قرآن پاک کو...... اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے پیغام کو پڑھتے اور نبی کریمؐ کی سیرت اور سنت سے آگاہی حاصل کرتے تو ان کو اسلام کے تقاضوں سے آگاہی ہوتی۔ عالم اسلام کے مسائل سے ہمدردی ہوتی، مسلمانوں کی ترقی اور عروج کے بارے میں وہ حساس ہوتے، وہ اپنے عوام کے شفیق، ہمدرد اور مہربان ہوتے۔ان کے دکھ سکھ میں ان کے ساتھ کھڑے ہوتے۔ اس طرح اصل عزت، ناموری، خوشحالی اور کامیابی سے ہمکنار ہوتے اور مسلمان بھی دنیا میں اس طرح۔ بے توقیر و بے وقار نہ ہوتے۔

اب اللہ رب العزت کا فرمان سنیے: ’’جو منافق اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا رفیق بناتے ہیں۔انہیں یہ مژدہ سنا دو کہ ان کے لیے دردناک سزا تیار ہے۔کیا یہ لوگ عزت کی طلب میں ان کے پاس جاتے ہیں؟ حالانکہ عزت تو ساری کی ساری اللہ ہی کے لیے ہے۔(النساء:138,139)

دوسری جگہ سورۃ المنافقون میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’عزت تو صرف اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور مومنین کے لیے ہے مگر منافق جانتے نہیں...... (المنافقون:8)

امت مرحوم کا جب تک تھا قرآن پر عمل
اس کی شوکت ساری دنیا میں رہی ضرب المثل
چھوڑ کر قرآن کو مسلم، حق سے بیگانہ ہوا
دین بھی رسوا کیا اور آپ بھی رسوا ہوا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب سہ از دہم

لہو ولعب میں مبتلا ہونے کے نتائج وعواقب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ
عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا
اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (لقمان:6)

لوگوں میں سے کوئی ایسا ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے غافل کرنے والی بات خرید کر لاتا ہے تاکہ بغیر سمجھے بوجھے اللہ کے بندوں کو اس کی راہ سے بھٹکائے اور اس کا مذاق اڑائے۔ ایسے لوگوں کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب سہ ازدہم

لہو ولعب میں مبتلا ہونے کے نتائج وعواقب

1۔ شراب کے نقصانات
2۔ ایسا شخص صرف ذاتی مفادات کا اسیر بن کر رہ جاتا ہے
3۔ وہ حلال وحرام اور جائز وناجائز کا خیال نہیں کرتا
4۔ دین کو بازیچہ اطفال بنا دیتا ہے
5۔ ایسا شخص تن آسان اور کاہل ہو جاتا ہے
6۔ صرف ایک ہی مقصد رہ جاتا ہے۔ کھاؤ، پیو، عیش کرو
7۔ شیطان کی کارکردگی
8۔ فحاشی پر مبنی بڑے بڑے پوسٹر
9۔ کرکٹ فوبیا
10۔ شراب
11۔ پتنگ بازی
12۔ ٹی۔وی
13۔ موسیقی وغنا
14۔ ٹونٹی ٹونٹی ورلڈ کپ جیتنے والوں کو سرکاری دادو دہش
15۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہو ولعب میں مبتلا ہونے کے نتائج وعواقب

1- شراب پینے والا آدمی نشہ کی حالت میں بڑی بڑی بڑھکیں مارتا ہے اور دشمن کو مارنے کے لمبے چوڑے وعدے کرتا ہے، مگر جب عمل کی باری آتی ہے تو بالکل صفر ہوتا ہے، اس کی بڑھکیں دشمن کو ان کے عزائم سے خبردار کر دیتی ہیں۔ مگر عملی میدان میں مسلسل پسپا ہوتے رہنے کی وجہ سے وہ دشمن کا تر نوالہ بن جاتے ہیں۔ پاکستانی حکمرانوں کی یہ کمزوری ہمیشہ ہی قوم کو نقصان پہنچانے کا باعث ثابت ہوتی رہی...... یحییٰ خاں نے شرابی کیفیت میں فوج کو سیز فائر کا حکم دیا اور اس طرح بنگلہ دیش بنانے کا سبب بنا...... پرویز مشرف بارہا شراب کے نشے سے مخمور قوم کو خطاب کرتا رہا اور ان کے سامنے دشمن کے عزائم کو بالکل اپنے عزائم بنا کر پیش کرتا رہا اور پھر وہ ملک وقوم تباہ حال اور خستہ ونامراد قوم کی حیثیت سے چھوڑ کر اقتدار سے رخصت ہوا۔

2- لہو ولعب میں مبتلا ہونے والا آدمی صرف ذاتی مفادات کا اسیر بن کر رہ جاتا ہے اپنی دولت اور اپنے اقتدار کی خاطر وہ ہر چیز کو داؤ پر لگا دیتا ہے۔

چنانچہ سابق صدر پرویز مشرف اور موجودہ صدر اس حقیقت کی زندہ مثال ہیں۔ پرویز مشرف اپنی ہوس زر کے لیے قوم کے کتنے قیمتی، متدین، محبّ وطن، قابل، دردمند وخیر خواہ افراد پکڑ پکڑ کر دشمن کو بیچتا رہا۔ اور اس سے اپنے ڈالر کھرے کرتا رہا ڈاکٹر عبدالقدیر جیسے محسن پاکستان اور بے نظیر سائنسدان کو اپنے اقتدار کی خاطر کس طرح ذلیل وخوار کیا، جسٹس افتخار چودھری کو اپنے اقتدار کی بھینٹ چڑھایا۔ لال مسجد اور جامعہ حفصہ کی چار ہزار، معصوم دین کا فہم حاصل کرنے والی، حفظِ قرآن اور حدیث پڑھنے والی طالبات کو اپنی فاسفورس بھٹی میں کس بے رحمی سے جھونک دیا۔ پھر قبائلی علاقوں میں جو آگ لگائی۔ اپنے اقتدار کی خاطر سترھویں ترمیم منظور کروائی، این۔آر۔او جیسا بدنام زمانہ قانون پاس کیا، حدود قوانین کو پامال کیا اور اب صدر زرداری، تو یہ مکمل طور پر اسم بامسمی ہے۔ وہ بھی بڑا کرپٹ ہے۔ پاکستان کا صدر بن کر، پاکستان کے بہادر قبائلی عوام اور بلوچستان کو دشمن کے آگے پلیٹ میں رکھ کر پیش کر دیا ہے۔ یہ سب اس کے لہو ولعب میں مبتلا ہونے کے نتائج ہیں۔

3- ایسا آدمی حلال وحرام اور جائز وناجائز کی کچھ پروا نہیں کرتا۔ اپنے ذاتی مفادات اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے لذت کام ودھن کی خاطر کسی بھی حد تک جاسکتا ہے۔ چنانچہ کرپشن، رشوت، لوٹ مار اور ہر طرح کا اخلاقی زوال انہی میلوں ٹھیلوں اور راگ رنگ میں مصروف رہنے کا نتیجہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری اصل دونوں عیدیں پھیکی پڑتی جارہی ہیں۔ جبکہ قومی تقریبات بھی راگ ورنگ اور موج میلہ ثقافت کی نذر ہورہی ہیں۔ اس کی جگہ دنیا بھر کے جشن اور تقریبات ہمارے معاشرے میں نفوذ کرتے جارہے ہیں۔ سب کے پیچھے ایک ہی مقصد ہے کہ ہم نے کمانا ہے۔ کہیں گڈی ڈور والوں نے کمانا ہے کہیں شراب نشے اور ہیروئن والوں نے کماتا ہے۔ کہیں گلوکاراؤں اور فنکاراؤں نے کماتا ہے وعلی ھذا القیاس سود خوب لیا جاتا ہے اور دیا جاتا ہے۔ قرضے خوب چلتے ہیں، خیراتیں، صدقے، زکوٰۃ اور سود سب کچھ اس طرح گڈمڈ کردیا جاتا ہے کہ شراب اور آب زمزم کا فرق رکھنا محال ہو جاتا ہے۔ پاکستان میں اس خرابی کے مظہر جابجا دیکھے جاسکتے ہیں۔ کہیں سیکس ورکرز (طوائف) نے کمانا ہے یہ ثقافت ہے یا کثافت......؟ ہمیں ایسی مخدوش ثقافت کی ضرورت نہیں۔

4- ایسے افراد ذاتی مفاد کی خاطر دین کو بھی بازیچہ اطفال بنادیتے ہیں۔ صرف ذاتی مسلک صحیح ہے۔ باقی سب کچھ غلط ہے۔ لہٰذا اپنے مسلک کے علاوہ سب لوگ تہ تیغ کردیئے جائیں۔ تو اچھا ہے...... ابن علقمی شیعہ وزیر تھا آخری عباسی خلیفہ معتصم باللہ کا...... اس نے اپنے مسلکی تعصب کی خاطر مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن ہلاکو کو حملہ کی دعوت دی، اس طرح وہ سقوط بغداد کا سبب بنا...... یہ سقوط بغداد مسلم تاریخ کا ایک بہت بڑا المناک اور سیاہ باب ہے۔ اس مسلکی تعصب نے مسلمانوں کو بہت سے موقعوں پر بہت زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔ مغرب کی استحصالی قوتیں مسلمانوں میں اسی مسلکی تعصب کو بڑھا چڑھا کران میں پھوٹ ڈلواتی ہیں اور اس طرح اپنے مقاصد حاصل کرتی ہیں۔ اب صدر پرویز مشرف اگر خود قادیانی نہیں تب بھی قادیانیت نواز تو ضرور ہے اور یہ قادیانی پاکستانی کے بہت بڑے دشمن ہیں۔ ان کے بڑے بڑے دفتر اسرائیل کے اندر موجود ہیں...... لہٰذا اسرائیل نے پاکستان کو تباہ وبرباد کرنے کے ایجنڈے پر کام کرنے پر پرویز مشرف کو مامور کردیا...... اور یہ واقعی ان کا بہت بڑا ایجنٹ ثابت ہوا "سب سے پہلے پاکستان" کا نعرہ لگا کر افغانستان کو تباہ کرایا...... اور پھر پاکستان کی تباہی کا باعث بنا...... موجودہ سوات آپریشن میں ہر طرح کے تعصب بروئے کار آرہے ہیں۔ اس آپریشن میں دیوبندی بریلوی تعصب، شیعہ سنی تعصب، پنجاب سرحد تعصب، عوام اور فوج کا تصادم غرض ہر جگہ سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصادم ہی تصادم ہے اور انگریزوں کا اصول Divide and rule مسلمانوں کو سینکڑوں حصوں میں تقسیم کر کے ان پر اپنا کنٹرول حاصل کرو......

افسوس ہے تو یہ کہ مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لیے دنیا بھر کے ہندو، یہودی، عیسائی اور کمیونسٹ سب اکٹھے ہو گئے، جبکہ مسلمانوں کے اپنے چاروں پانچوں مسلک آپس میں ہی پھٹول کرتے رہے اور دشمن کے لیے نرم چارہ بنتے رہے۔

5- لہو ولعب میں مبتلا رہنے والا شخص اتنا تن آسان اور کاہل ہو جاتا ہے کہ اپنے بنائے ہوئے بے شمار منصوبوں میں سے کسی ایک پر عمل نہیں کر سکتا۔ مثلاً کسی وقت کانوں میں کسی مؤلف واعظ کی بات پڑ گئی۔ جس سے نماز کی پابندی کی اہمیت دِل میں بیٹھ گئی...... مگر کیا کریں جفاکشی ہوتی تو نماز پڑھنا چھوڑتا ہی کیوں؟ اب نماز پڑھی نہیں جا رہی، رات کو عشاء کی نماز پڑھنے میں تھکاوٹ آڑے آ گئی، فجر کو اٹھنے میں سستی، کسی وقت کام کی زیادتی، کسی وقت گھر میں نہیں دوست کے ہاں گئے ہوتے ہیں، کسی وقت مجبوری کہ کپڑے پاک نہیں ہیں...... بے شمار عذر اور مجبوریاں سامنے آئیں اور نتیجہ یہ نکلا کہ تن آسانی اور کاہلی کی بنا پر پھر نمازیں چھوٹنے لگیں...... ایک دو دن نماز نہ پڑھ سکنے کی دل میں کسک رہی...... اور پھر وہ بھی ختم ہوتی چلی گئی۔

اسی طرح ایک تن آسان طالبعلم امتحان کے قریب لمبے چوڑے پروگرام بناتا ہے کہ اب میں اس طرح روزانہ باقاعدہ پڑھا کروں گا اور امتحان میں اچھے نمبروں سے کامیاب ہوں گا...... مگر واہ ری قسمت! رات کو نہیں بیٹھ سکا۔ نیند آ رہی تھی۔ صبح نہیں اٹھ سکا۔ آنکھ ہی نہیں کھلی۔ دن بھر دوستوں نے باتوں میں الجھائے رکھا پتہ نہیں لوگ کیسے پڑھتے ہیں......؟ ایک دو دن احساس رہا کہ میں اپنی پڑھائی میں پیچھے رہ رہا ہوں...... دو تین دن کے بعد وہ احساس بھی رخصت ہو گیا۔

اسی طرح تن آسان شخص زندگی کے ہر میدان میں پسپا ہوتا چلا جاتا ہے۔ بلند عزائم تو انہی کے ہوتے ہیں، جو کم کھاتے ہیں، کم سوتے ہیں، کم بولتے ہیں اور اپنی زندگی ایک لگے بندھے ٹائم ٹیبل کے مطابق گزارتے ہیں۔ اپنے بلند نصب العین کے حصول کے سلسلے میں مسلسل مصروف کار رہیں۔ تن آسان شخص نہ دنیا کے کسی کام کو سرانجام دے سکتا ہے نہ اخروی کامیابی کے حصول کے لیے سرگرمی دکھا سکتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام کی ابتدا عرب کے بدوں سے ہوئی کہ وہ سادہ فطرت اور محنتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ وہ جو کچھ کرنا چاہتے تھے، اپنے اس مقصد کو پانے کے لیے تن من دھن کی بازی لگانے کو تیار رہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ان کو اسلام کا بلند نصب العین ملا اور ان کے عقائد ونظریات بدلے تو وہ دنیا کی بہترین قوم میں ڈھل گئے پہلے وہ راہزن تھے تو اب راہنما بن گئے۔ سینکڑوں سال اپنی لڑائی برقرار رکھنے والے اب عوام الناس کے مال وجان اور عزتوں کے محافظ بن گئے۔

جبکہ ہمارا یہ حال ہے کہ روزانہ پورے خلوص نیت سے دعا مانگتے ہیں یا اللہ ہم مسلمانوں کو آپس میں متحد کر دے، یا اللہ ہم مسلمانوں کو نیک اور ایک بنا دے۔ مگر عملاً کوئی ایک انچ اپنی جگہ سے ہٹنے کو تیار نہیں۔ نہ دوسرے مسلک کے مسلمان کے لیے کوئی نرمی پیدا ہوگی۔ نہ کسی کی غربت ہمارے دل میں اس کے لیے ہمدردی پیدا کرے گی...... نہ ہم خود ہی نماز کے عادی بنیں گے۔

دعائیں لمبی چوڑی...... مگر عمل ندارد۔ وجہ منافقت نہیں اپنی تن آسانی، کاہلی اور کسلمندی ہے، راگ رنگ، میلوں ٹھیلوں میں شرکت، رقص وسرود نے کام ودہن کے چسکے کا اتنا مریض بنا دیا ہے کہ اٹھے جائز وناجائز جیسا ملا، بس لذیز اور مزیدار ہونا چاہیے۔ رکھایا پیا، رنگ ونور کی دنیا کے گلیمر میں مست ہوئے اور پھر گھر آ کر نیند میں مست خرام ہو گئے۔

صرف اور صرف اپنی ذاتی خواہشات کے اسیر...... جس کے سامنے کوئی اعلیٰ نصب العین نہیں...... صرف ایک ہی کام ہے کھاؤ، پیو اور عیش کرو۔ فن۔ انجوائے منٹ تفریح، کھیل کود میں مشغول رہو۔

بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

ملک تباہ ہوتا ہے تو میری بلا سے، عوام مہنگائی، غربت اور ظلم سے روتے ہیں تو میں کیا کروں...... ہمیں تو بس دولت اور اقتدار چاہیے۔ اگر کوئی برا وقت آ بھی گیا تو باہر امریکہ، لندن، دبئی میں ہمارے بے شمار گھر ہیں، کسی بھی جگہ چلے جائیں گے۔ ہمیں کس بات کی فکر...... باقی رہے عوام تو میں عوام کا کوئی ذمہ دار نہیں مجھے صرف حکومت چاہیے تھی، بس مل گئی، اللہ اللہ خیر صلا......

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں شیطان کی یہی کارکردگی بتائی ہے۔ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ کہ میں ان کے دل میں بے شمار آرزوئیں پیدا کروں گا...... دشمنوں سے مقابلے کی دل میں امنگ پیدا کرتا ہے۔ بڑھکیں لگانی سکھاتا ہے اور جب لڑنے کا اصل موقع آتا ہے تو کہتا ہے کہ میں تمہارا ساتھ دینے سے عاجز ہوں۔ قرآن پاک نے غزوہ بدر کے موقع کی اس طرح تصویر کشی کی ہے۔ ''ذرا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس وقت کو یاد کرو جب شیطان ان (کافروں) کے کرتوت ان کی نگاہوں میں خوشنما بنا کر دکھا رہا تھا۔ ان سے کہا تھا کہ آج تم پر کوئی غالب نہیں آ سکتا اور میں تمہارے ساتھ ہوں۔ مگر جب دونوں گروہوں کا آمنا سامنا ہوا تو وہ الٹے پاؤں پھر گیا اور کہنے لگا میں وہ کچھ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے۔ مجھے خدا سے ڈر لگتا ہے اور اللہ تو سخت سزا دینے والا ہے۔ (الانفال:48)

قابل اعتراض بیہودہ پوسٹر:

ایک طرف فحاشی کا امڈتا ہوا سیلاب ہے شہر ہوں یا دیہات بڑے بڑے چوکوں میں، چوراہوں میں، سڑکوں پر، سینما ہال کے باہر لگے ہوئے قابل اعتراض اور بیہودہ پوسٹر ہیں جو ہماری نوجوان نسل اور نابالغ بچوں کے ذہنوں کو مسلسل متاثر کر رہے ہیں۔ نوجوان نسل کو تباہی کا پیغام دینے والی بے حیائی کے ٹھیکیداروں کو لگام ڈالنے والا کوئی نہیں ہے۔ یہ ملٹی نیشنل کمپنیوں کی پاکستان میں بے حیائی پھیلانے اور ہر جوان اور بچے مرد وعورت کو تباہی کے غار میں دھکیلنے والے پروگرام کے اوپر پابندی آخر کون لگائے گا؟

کرکٹ فوبیا:

کرکٹ فوبیا...... کرکٹ کے نام پر جوا کھیلنا اور اس کے ساتھ بہت سے دیگر واھیات پروگرام بھی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کرکٹ نے دنیا تباہ کر دی۔ کھیل کو اگر کھیل رہنے دیا جائے تو ایک حد تک مناسب ہے مگر جب اسے ملک وقوم کے خلاف منفی عمل بنا دیا جاتا ہے۔ قوم کا احساس سود وزیاں بھنگڑوں اور چوکوں چھکوں میں مفلوج کر دیا جاتا ہے تو پھر اس پر رونا آتا ہے۔

شراب:

شراب بھی ہمارے ہاں کتنی ارزاں ہے۔ بی۔ بی۔ سی نے خبر دی ہے کہ اسلامی دنیا کے واحد ملک پاکستان میں شراب بنانے کی اجازت ہے۔ خواتین سمیت ڈیڑھ کروڑ افراد شراب نوشی کرتے ہیں...... ہر سال شرابیوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ آخر حکومت سے کون پوچھے کہ آخر شراب پینے کا لائسنس کسی کو کیوں مل جاتا ہے اور کسی کو کیوں انکار ہو جاتا ہے...... روزنامہ نوائے وقت سررا ہے 27-07-2009

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹی۔وی:

ٹی۔وی نے ہمارا نظام ایسا تلپٹ کر دیا کہ نماز عشاء با جماعت گئی۔نماز کے بعد مسنون انداز میں سونا رخصت ہوا۔وقتِ سحر بیداری کی توفیق نہ رہی۔شب کی آہیں بھی گئیں صبح کے نالے بھی گئے۔پھر شکوہ ہے کہ سکون قلب میسر نہیں۔فرمان نبویؐ ہے مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ اَحَبَّ لِقَاءَهٗ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لَقَاءَهٗ (مسند احمد) یعنی جو شخص اللہ سے ملاقات پسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملنا پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ حب الٰہی اور ٹی۔وی کے یہ راگ رنگ اکٹھے نہیں چل سکتے۔

موسیقی وغنا:

موسیقی وغنا کی آج کل ہمارے وطن عزیز میں باقاعدہ تعلیم دی جا رہی ہے۔حالانکہ موسیقی کے بے ہنگم شور نے ہماری روحوں کو بہت زیادہ آلودہ کر دیا ہے۔مسلم میوزیکل گروپس، پیشہ ور اور غیر پیشہ ور کلاسیکی موسیقی، جدید ثقافتی طائفے، سب مقدور بھر اس میں اپنا حصہ ڈالتے ہیں۔ 1967ء میں مصری فوج کے تمام حکمران وفوج اپنی گلوکارہ ام کلثوم کے غنا میں مدہوش تھے کہ اسرائیل نے مصر کا کتنا زیادہ حصہ دفعتاً حملہ کر کے ہتھیا لیا......

اب تو انتہا یہ ہے کہ نعتیں، قوالیاں، بلکہ کسی کسی جگہ خود قرآن پاک کی تلاوت موسیقی کے ساتھ ہونے لگی ہے۔اللہ ایسے تمام فتنوں سے بچائے۔

جبکہ نبی اکرمؐ کا فرمان ہے موسیقی دل میں اس طرح منافقت پیدا کرتی ہے جس طرح پانی سبزہ کو اگاتا ہے۔

آپؐ کا ایک جامع فرمان سنیے:

حلال واضح ہے اور حرام واضح ہے اور ان کے درمیان کچھ مشتبہات (شک شبہ والے امور) موجود ہیں۔تو جس نے ان مشتبہات سے پرہیز کیا اس نے اپنے دین اور اپنی آبرو کو بچا لیا اور جو ان مشکوک امور میں مبتلا ہو گیا اس کی مثال اس چرواہے کی طرح ہے جو اپنے جانور کسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چراگاہ کے اردگرد چرا رہا ہے۔ کسی بھی لمحے امکان ہے کہ وہ جانور اس چراگاہ کے اندر داخل ہو جائے۔ خبردار اللہ کا ممنوعہ علاقہ وہ زمین ہے۔ جس میں اس نے داخل ہونے سے روکا ہے (یعنی حرام امور سے بچنا ضروری ہے)

ہم بھی مشتبہ کاموں کو انجام دیتے دیتے حرام کاموں تک جا پہنچے ہیں۔ بہت سے حرام اور ممنوعہ کام اب دھڑلے سے کیے جاتے ہیں اوپر سے علانیہ شعائر اللہ کا مذاق اڑایا جاتا ہے...... اور ذرا بھی اللہ تعالیٰ سے ڈر نہیں آتا......اس کے عذاب کا خوف نہیں رہا۔ ہم تو یہودیوں سے بھی زیادہ اللہ کے سرکش اور نڈر ہو گئے......؟

نبی اکرمؐ نے فرمایا: پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ جب تم ان میں مبتلا ہو گئے (تو ان کی سزا ضرور ملے گی) اور میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ تم تک وہ (سزائیں) پہنچیں۔

☆ جب کسی قوم میں بے حیائی علانیہ ہونے لگتی ہے تو ان میں طاعون اور ایسی بیماریاں پھیل جاتی ہیں جو پہلے نہیں ہوتی تھیں۔

☆ جب وہ ناپ تول میں کمی کرتے ہیں تو ان کو قحط سالی، رزق کی تنگی اور بادشاہ کے ظلم و تشدد کے ذریعے سزا دی جاتی ہے۔

☆ جب وہ اپنے مالوں کی زکوٰۃ دینا بند کر دیتے ہیں تو ان پر دشمن مسلط ہو جاتے ہیں۔ وہ ان سے وہ کچھ چھین لیتے ہیں جو ان کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔

☆ جب ان کے سردار اور لیڈر اللہ کے قانون کے مطابق فیصلے نہیں کرتے اور جو اللہ نے اتارا ہے اسے اختیار نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ ان میں آپس کی لڑائی ڈال دیتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ حدیث نمبر 4019 عن ابن عمر)

حدیث میں بیان کی گئی تمام سزائیں ہم بھگت رہے ہیں۔ ان سب عذابوں سے ہم اس وقت دوچار ہیں۔ وجہ وہی ہے اللہ کی نافرمانی، رسول کی نافرمانی......اور دین کے احکام سے روگردانی......

حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں حضرت خالد بن ولید نے ایک شاعر سے خوش ہو کر اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو انعام سے نوازا..... حضرت عمرؓ کو خبر ملی تو آپؓ نے حضرت خالد کے پاس اپنا قاصد روانہ کیا اور ان سے جواب طلب کیا۔

"اگر تو تم نے شاعر کو یہ رقم اپنی جیب سے ادا کی ہے تو اسراف کیا ہے اور اگر قومی خزانے سے دی ہے تو قوم سے خیانت کی ہے۔"

اور اب موجودہ منظر نامہ دیکھیے: جون 2009ء کے آخر میں ٹونٹی ٹونٹی ورلڈ کپ میں جیتنے پر بہت بڑا کشکول ہاتھ میں رکھنے والی حکومت نے کھلاڑیوں کو بڑی دریا دلی سے نوازا...... وزیراعظم پاکستان نے ان میں ایک کروڑ روپے بانٹے جبکہ وہ پاکستان کی باقاعدہ تنخواہ دار اور مراعات یافتہ ٹیم ہیں...... جبکہ صدرِ پاکستان نے وہ کھلاڑیوں کو دس دس لاکھ اور پانچ کھلاڑیوں کو پانچ پانچ لاکھ روپے عنایت کیے۔ ساتھ ارشاد ہوا "اس وقت قوم کو خوشیوں کی ضرورت تھی...... ٹیم نے جیت کر یہ ضرورت پوری کر دی۔ سب قوم کا 70% طبقہ فاقوں سے مجبور و تباہ حال ہو...... اس وقت صدر اور وزیراعظم پاکستان کی یہ داد و دہش کیا یہ پیغام نہیں دیتی۔

پڑھو گے لکھو گے ہو گے خراب
کھیلو گے کودو گے بنو گے نواب

محنت سے پڑھانے والے استاد اور محنت سے پوزیشنیں لینے والے طلبہ تو ہمیشہ ناقدری کا شکار رہیں اور یہ چوکے چھکے لگانے والے جب دولت میں تول دیئے جائیں تو یہ لہو ولعب میں غرق قوم آخر کس عذاب کا انتظار کر رہی ہے۔ اس اندھی سخاوت پر سوات متاثرین کے دل پر کیا بیتی ہوگی؟ کیا صدر اور وزیراعظم نے اس بات کو بھی سوچا کہ محض کھیل سے اتنا سنجیدہ تعلق اور قبائلی علاقوں کے ساتھ اتنی بے مروتی...... کیا ہم فتح و شکست کے اصل میدان کا ابھی تک تعین نہیں کر سکے؟

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ (محمد:38)

اگر تم منہ موڑو گے تو وہ تمہاری جگہ کسی اور قوم کو لے آئے گا اور وہ تم جیسے نہ ہوں گے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(یعنی وہ اللہ کے فرمانبردار اور نیک صالح ہوں گے)

ایک طرف ہم پورے زور شور اور خلوص دل سے اللہ سے دعا مانگتے ہیں رو رو کر مانگتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ اَللّٰهُمَّ اخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْعَلْنَا مَعَهُمْ

اے اللہ ہر اس شخص کی مدد فرما جو دین محمدؐ کی مدد کرتا ہے اور ہمیں ان میں شامل فرما۔ یا اللہ ہر اس شخص سے اپنا تعلق توڑ دے جو دین محمدؐ کو چھوڑتا ہے اور ہمیں ان میں شامل نہ فرمانا۔

مگر اسی لمحے ہم کفار کی ہر ادا پر فدا ہو رہے ہوتے ہیں۔ اس پر عمل کر رہے ہیں۔ ان کے ساتھ مخلصانہ وفاداری نبھا رہے ہیں...... اور مسلمانوں کو ختم کرنے اور قہر و جبر سے ان کو دبانے کی کوشش میں لگے ہوتے ہیں۔ کیا یہ منافقت ہے؟ جہالت ہے؟ خواہش نفس کی پیروی ہے یا کمزوریٔ ایمان ہے...... جو کچھ بھی ہے۔ انجام اس کا نقصان دہ ہے۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

بقول ایک شاعر۔

میں نے دیکھا ہے بے پردگی میں الجھ کر ہم نے
اپنے اسلاف کی عزت کے کفن بیچ دیئے
نئی تہذیب کی بے رنگ بہاروں کے عوض
"اپنی" تہذیب کے شاداب چمن بیچ دیئے

ہمارا ایمان ہے کہ باطل نے، دجالی تہذیب یعنی مغربی تہذیب نے مٹ کر رہنا ہے۔ مگر اصل سوال یہ ہے کہ اس حق کو غالب کرنے اور باطل کو ختم کرنے میں ہم نے اپنا کتنا حصہ ڈالا ہے؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب چہاردہم

اپنی اقدار کا تحفظ کیسے ممکن ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اُدْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ (البقرہ:208)

اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کے پیروی نہ کرو، بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب چہاردہم

اپنی اقدار کا تحفظ کیسے ممکن ہے

1۔ پاکستان کا پہلا بجٹ فاضل بجٹ تھا
2۔ قرضوں کا حجم اور نقصانات
3۔ ”تن ہمہ داغ داغ شد“
4۔ عریانی وفحاشی
5۔ معمولات اور انداز بدل گئے
6۔ مصلحت پسندی.....تن آسانی
7۔ قول وعمل کا تضاد
8۔ نقالی اور غیر ملکی حکمت عملی اختیار کرنے میں کیا فرق ہے؟
9۔ یہودی عیسائی تمہیں مسلمان نہیں رہنے دیں گے
10۔ ہمیں چند تصورات دل، دماغ میں بٹھانا ضروری ہیں
11۔ مشابہت سے گریز کرو......
12۔ مغرب کی نقالی کیسے ختم ہو؟ ہمارا اپنا تشخص کیسے بحال ہو؟
13۔ اسلامی لباس اختیار کیا جائے
14۔ قومی زبان کو فروغ دیا جائے
15۔ نظام تعلیم کی اصلاح
16۔ شکست خوردگی اور نقالی سے بچنے کے لیے کچھ مزید تجاویز
17۔ ملکی مصنوعات ہی استعمال کی جائیں۔فضول خرچی ختم کی جائے
18۔ قومی تشخص کو فروغ دینے میں ذرائع ابلاغ کا کردار
19۔ اپنے قومی ہیروز کی قدر کریں
20۔ ہمیں سب کچھ بننا چاہیے مگر اسلامی طرز فکر کے ساتھ
21۔ حرف آخر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی اقدار کا تحفظ کیسے ممکن ہے؟

آج پاکستان کو معرضِ وجود میں آئے ہوئے 62 برس گزر چکے ہیں۔ مگر ابھی تک ہمیں آزاد اور خود مختار قوموں کی طرح اپنی پہچان نصیب نہیں ہو سکی۔

پاکستان کا پہلا بجٹ فاضل بجٹ تھا:

قیام پاکستان کے وقت انگریزوں نے ہمارے بیش قیمت اثاثے روک لیے تھے۔ اس وقت وطن عزیز بے شمار اندرونی و بیرونی مسائل کا شکار تھا۔ مگر اس وقت پاکستانی قوم کا ایک رعب اور وقار تھا۔ ہر فرد بڑا با صلاحیت تھا...... اور پاکستان کا پہلا بجٹ فاضل بجٹ تھا۔ اس وقت ہم نے گندم برآمد کی تھی۔ ہماری بدقسمتی کا عمل اس وقت شروع ہوا جب 1951ء میں پاکستان کو حیلوں بہانوں سے آئی ایم ایف کی رکنیت دے دی گئی اور پھر اس کے ساتھ ہی چار و ناچار ہم پر قرضوں کا بوجھ چڑھایا جانے لگا۔ یہ سودی قرضہ ہر سال بڑھتا چلا گیا۔ اب صورتِ حال یہ ہے کہ ہم سود کی جتنی رقم ادا کر چکے ہیں وہ اصل رقم سے تقریباً پچاس گناہ زیادہ ہو چکی ہے۔ اس کے باوجود ضخیم حجم کے ساتھ قرضے اپنی جگہ پر موجود ہیں۔ ہمیں صرف قرضوں کا سود ادا کرنے کے لیے مزید قرضے لینے پڑتے ہیں۔

قرضوں کا حجم اور نقصانات:

سٹیٹ بینک پاکستان کی حالیہ رپورٹ کے مطابق غیر ملکی قرضوں کی قیمت 51 ارب ڈالر سے بڑھ گئی ہے اور ملک کے مقامی قرضے 29 کھرب 83 ارب روپے سے بڑھ کر 37 کھرب 50 ارب روپے کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئے ہیں۔ (نوائے وقت مورخہ 5 اپریل 2009ء)

اس طرح معاشی طور پر مقروض ہونے کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہماری خود مختاری، تہذیب اور تشخص ہر طرح سے سلب ہو کر رہ گیا ہے۔ ہمارا ملی اور قومی تشخص، ہماری روایات، اقدار اور آداب سب برباد ہو کر رہ گئے ہیں۔ مغرب اور ہندو کی نقالی کا مرض اتنا بڑھ گیا ہے کہ ہماری تمام قوتوں، صلاحیتوں اور وسائل کو گھن کی طرح چاٹ رہا ہے۔ مغربی لباس، تراش خراش وضع قطع، کھانا پینا، میل ملاقات، طرز بود و باش، اپنی گفتگو میں جا بجا انگریزی الفاظ بولنا فیشن اور ترقی کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامت سمجھا جاتا ہے۔ چائے پان، سگرٹ، کولڈ ڈرنکس اور پیزا جیسی خوراک ایک طرف ہماری معیشت کو تہ و بالا کر رہی ہے۔ دوسری طرف انھوں نے ہماری قومی صحت کو برباد کر کے رکھ دیا ہے۔ ہمارے ہاں اسّی فیصد بیماریاں تو اسی غیر ملکی خوراک اور شب و روز کے معمولات تبدیل ہو جانے کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہیں۔ غیرت، حمیت اور خودداری ختم ہو گئی ہے۔ عظیم الشان علمی اور تہذیبی ورثہ کی حامل قوم انگلش میڈیم سکولوں کی خوشہ چین ہو کر اپنے دین و ایمان سے بیگانہ اور علم و فضل سے تہی دامن ہو چکی ہے۔ عرصہ دراز تک پوری دنیا کو تہذیب و تمدن کی راہ دکھانے والے مسلمان چھوٹی چھوٹی 60 سے اوپر قوموں میں بٹ کر بالکل بے وزن اور بے قدر ہو چکے ہیں۔ اس وقت نیو ورلڈ آرڈر جو دراصل ''جیو ورلڈ آرڈر'' ہے یعنی یہودیوں کا اسلام دشمن پروگرام، وہ کامیاب ہو چکا ہے۔

''تن ہمہ داغ داغ شد''

مغربی ذرائع ابلاغ جو رپورٹ پیش کرتے ہیں۔ اس کے مطابق اس وقت دنیا میں سب سے کم علم اور جاہل مسلمان ظاہر کیے جاتے ہیں۔ اس وقت سب سے زیادہ مہاجر مسلمان ہیں۔ سب سے زیادہ اسلحہ خریدنے والے اور غیر اسلامی دنیا کی غیر ضروری اشیاء خریدنے والے مسلمان ہیں، سب سے زیادہ قرض لینے والے مسلمان ہیں، سائنس و ٹیکنالوجی میں پسماندہ رہنے والے مسلمان ہیں۔ سب سے زیادہ بے عمل، نعرہ بازی سے تسلی حاصل کرنے والے مسلمان ہیں اور وہ اپنے مغربی آقاؤں کی ناراضگی سے حد درجہ خائف ان کی دھمکیوں اور جھڑکیوں کو بے غیرتی سے سہنے والے مسلمان ہیں، عراق، افغانستان، چیچنیا اور کشمیر جیسے عالم اسلام کے رستے ہوئے مسائل اور ان پر مسلمانوں کا مجرمانہ تغافل، ایٹمی قوت حاصل کر لینے کے باوجود پاکستان کی کشمیر کے مسئلے پر غفلت اور بے حسی کا مظاہرہ، غرض ''تن ہمہ داغ داغ شد'' والا معاملہ ہے۔ عریانی فحاشی روز افزوں ہے۔ ان سب پر مستزاد مسلمانوں کا حالیہ نظام تعلیم ہے جو دراصل مغربی تہذیب و تمدن کو عالم اسلام پر غالب و بالا دست رکھنے کا ضامن ہے۔ وہ انہیں دین بیزار اور مغرب کا وفادار بنانے والا ہے۔ اس سے مسلمان اخلاقی اقدار سے محروم ہو کر مادیت پرستی کے چنگل میں بری طرح پھنس چکے ہیں۔ دنیاوی مفادات کے اسیر اور پیٹ کے بندے بن چکے ہیں، مسلمان حکمران اپنے اقتدار کو طول

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینے کے لیے مغربی آقاؤں کی چاکری کرتے ہیں اور ان کے اشاروں پر اپنے ہم وطن مسلمانوں پر بری طرح تشدد کرتے ہیں۔ وہ مسلم تحریکوں کو دہشت گردی قرار دے کر مسلمانوں کے اندر سے مزاحمت کا آخری قطرہ تک نچوڑتے رہتے ہیں۔ جامعہ حفصہ کا دردناک المیہ کیسے فراموش کیا جاسکتا ہے؟ اس طرح اسلام کی جاندار تعلیم اور بیش قیمت ہدایات سے انحراف کے نتیجے میں مسلمان دنیا کی ذلیل اور رسوا قوم بن چکی ہے۔ جس کا اپنا کوئی تشخص نہیں، کوئی پہچان نہیں۔

مثلاً موجودہ دہشت گردی کے خلاف حکومتی مہم نے جس کا اصل ٹارگٹ ''سب سے پہلے پاکستان'' بتایا گیا تھا نے بری طرح پاکستان کو امریکی شکنجے میں جکڑ دیا ہے۔ اور اب موجودہ حالات سے فائدہ اٹھا کر امریکہ خود پاکستان میں داخل ہو چکا ہے۔ ایک طرف ڈرون حملوں سے ملک کا ناک میں دم کر رکھا ہے۔ تو دوسری طرف خود پاکستانی فوج اپنے قبائلی عوام کے لیے قہر بن کر ان کے خلاف آپریشن کر رہی ہے۔ لوگوں کو وہاں سے نقل مکانی کرنا پڑی ہے......

عریانی وفحاشی:

مختلف قسم کے پرائیویٹ ٹی وی چینلز نے ''لبرل ازم'' اور ''فیشن پرستی'' کے نام پر عریانی، بے باکی، بے حیائی اور بے لباسی عام کر دی ہے۔ سادگی، حیا اور قناعت رخصت ہو چکے ہیں۔ نمود ونمائش، تکلف اور اسراف بہت زیادہ بڑھ گیا ہے۔ دیکھتے دیکھتے برقع پردہ رخصت ہوا۔ پھر دوپٹہ بھی بوجھ محسوس ہونے لگا۔ ڈیزائننگ کے نام پر لباس میں سے بھی ستر اور جسم پوشی والا عنصر ختم ہوتا جا رہا ہے۔ کیپری، ''جینز اور برائے نام قمیض'' یہ ہماری نوجوان لڑکیوں کا مختصر لباس ہے۔ پھر اس مختصر سی قمیض کا کھلا گلا، مختصر آستین جس سے سینہ اور بغلیں صاف دکھائی دیتی ہیں۔ لمبے لمبے چاک جس سے پہلوؤں سے جسم عریاں ہو رہا ہے۔ جس سے سارے سرین (Hips) واضح ہو رہے ہیں۔ (گھٹنوں تک کی لمبی قمیض کا یہی فائدہ کیا کم ہے کہ شلوار کے اوپر قمیض آ کر اس حصے کو پورا ڈھانپ لیتی تھی۔ اور عورت کی شرم وحیا کو قائم رکھنے میں مدد دیتی تھی)۔ پھر پاجامہ نما شلواریں۔ جو مختصر لباس پہنا جا رہا ہے۔ اس میں بھی جگہ جگہ کٹ (cut) لگا کر جسم کی عریانی کا سامان مہیا کیا جاتا ہے۔ شادی بیاہ کے موقع پر بے شمار فضول رسوم ورواج اور بہت زیادہ اسراف، اس دن کھلے بال، بے حیا لباس، زرق برق کپڑے، جگہ جگہ ہاتھوں میں موبائل اور کیمرے......

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصاویر اور مووِیز...... ناچ گانا...... رقص وسرود...... ہلا گلا...... مِکس گیدرنگ یعنی مردوں عورتوں کا مخلوط پروگرام...... بڑے بڑے دیندار گھرانوں کے ہاں شادی بیاہ کے موقع پر جو طوفانِ بدتمیزی برپا ہوتا ہے۔ واقعی اس دن شیطان اپنی کارکردگی پر خوشی سے شادیانے بجاتا ہوگا۔ اور یہ مختلف دیدہ زیب خوب صورت سکارف جن کا دیندار خواتین میں چہرے کے پردے کے طور پر رواج بڑھتا جا رہا ہے۔ حقیقت ہے کہ یہ "تَبَرُّجِ جَاهِلِيَّة" ہی کی ایک شکل ہے۔ کہاں سفید یا کالی سادہ چادر سے اپنے چہرے کو چھپانا اور کہاں ان خوبصورت رومالوں کے ذریعے اپنے آپ کو اور زیادہ نمایاں کرنا...... ایسے پھولدار خوب صورت ڈیزائنوں والے سکارف سے گریز کرنا ہی ایمانی غیرت اور حیا کا تقاضا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تبرج جاہلیہ جس سے قرآن پاک نے سختی سے روکا ہے کی صحیح وضاحت کردی جائے۔ تبرُّج کا مادہ "برج" (مینار) ہے۔ جو ہر شخص کو دور سے نمایاں نظر آتا ہے۔ یہاں تبرج سے مراد اپنے آپ کو نمایاں کرنے کے لیے بناؤ سنگار کر کے بے پردہ باہر پھرنا اور برج کی طرح نمایاں ہونا ہے۔ جاہلیت میں خواتین دوپٹہ سر پر ڈالتیں پھر اس کے دونوں پلو اس طرح پیچھے کی طرف پھینک دیتیں کہ سامنے سے سارا سینہ اور گردن وغیرہ نمایاں رہے۔ اس کو "تبرج جاہلیۃ" قرار دیا گیا۔ اس سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ اسلام کی خاتونِ مطلوب اور آج کی نام نہاد مسلمان خواتین میں کتنا فرق رونما ہو گیا ہے۔ اگر کوئی مسلمان خاتون کھلے منہ ننگے بازو اور کھلے بالوں کے ساتھ بازار میں جارہی ہو تو اس میں اور ہندو/عیسائی عورت میں کیا فرق رہ جائے گا؟

معمولات اور انداز بدل گئے:

اب میل ملاقات کے انداز بدل گئے۔ "ٹاٹا، بائے بائے اور Hello ہماری ملاقات کے کلمات قرار پائے حالانکہ لفظ ہیلو سے مراد ہے "دوزخ میں جاؤ" مگر ہم بھیڑ چال کے طور پر یہ لفظ بڑی بے تکلفی سے استعمال کرتے رہتے ہیں، نے ہماری دینی شعار "السلام علیکم" کی جگہ لے لی۔ بزرگوں کا ادب آداب ختم ہوا۔ اب چھوٹے بچے اپنے بزرگوں سے اتنی بے تکلفی سے گفتگو کرتے ہیں جبکہ ماں باپ اپنے بچوں کے ساتھ بڑے احترام سے پیش آتے ہیں۔ ادب سے نظر نیچی رکھنے کی قدر اب بالکل رخصت ہو چکی ہے۔ مرد عورت اور محرم غیر محرم کی تمیز بھی ختم ہوتی جارہی ہے۔ پہلے تھوڑا کھا کر اللہ کا شکر ادا کرتے تھے، آج زیادہ کھا کر بھی کہتے ہیں، مزہ نہیں آیا...... بلکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر وقت کھاتے ہی چلے جاتے ہیں...... بازار میں دکانیں صرف کھانے پینے والی اشیاء سے بھری پڑی ہیں۔ سادگی قناعت رخصت ہوگئی ہے۔ معیار زندگی بہت زیادہ بڑھ گیا ہے۔ اچھا کھانا، اچھا پہننا، اچھے گھر، اچھی آرائش اور بس۔ دن اور رات کے معمولات بدل گئے ہیں۔ ہماری راتیں جاگتی ہیں اور دن سوتے ہیں۔ سحری کے وقت اٹھ کر تیزی چستی اور مستعدی سے اپنے سارے کام نمٹا لینا اور رات کو جلد سو جانا...... یہ روایت بھی اب پرانے وقتوں کی یادگار بن کر رہ گئی ہے۔ اب رات کو دو تین بجے تک جاگنا اور دن کو گیارہ بارہ بجے تک سونا معمول بن کر رہ گیا ہے۔ رشتہ داروں سے روابط کمزور جب کہ دوست احباب سے تعلقات مضبوط ہوتے جا رہے ہیں۔ ایک ہی کمرے میں دو بہن بھائی بیٹھے ہیں۔ دونوں اپنے اپنے موبائل پر مصروف ہیں...... دونوں ایک کمرے میں ہونے کے باوجود ایک دوسری کی مصروفیت اور شغل سے بالکل ناواقف...... ماں باپ بچوں کی چیٹنگ (chatting) اور مشغلوں سے بالکل بے خبر۔ خودغرضی بڑھ گئی ہے۔ بلکہ خود پرستی کی شکل اختیار کر گئی ہے۔ جبکہ کسی کی مدد کرنے کے لیے ہمارے پاس نہیں بچتا۔ تعلیمی اداروں میں رقص و سرود کی باقاعدہ تعلیم، میوزک کنسرٹ، مینا بازار، فن فیئر، فیشن شوز، بیوٹی پارلرز اور بوتیک۔ ساری محنت جسمانی خوب صورتی اور مادی خواہشات پر ہے اور روح تڑپ رہی ہے، سسک رہی ہے، ایمان کمزور...... عمل صالح معدوم...... جہاد ختم، مسلمان غیروں کی نقالی میں اپنے آپ کو بھلا بیٹھا ہے۔ غضب خدا کہ ملک میں ڈاکوں اور فاقوں کا راج ہے۔

دنیا کی تاریخ میں پہلی بار خواتین اس طرح باقاعدہ تحریک اور منصوبہ بندی کے تحت گھروں سے نکلی ہیں اور ہر عورت کا مقدر بنا دیا گیا ہے کہ وہ گھر سے باہر باقاعدہ ملازمت کر کے اپنی روزی خود کمائے۔

یو۔این۔او کہیں تو سرکاری ملازمت میں 50% کوٹہ خواتین کے لیے مخصوص کروانے پر مصر ہے اور کہیں 33% کے لیے زور ڈال رہی ہے۔ عورت کو بااختیار بنانے کے لیے بڑے منصوبے بن رہے ہیں لیکن دراصل اس کو بااختیار بنانے کے نام پر اس پر دوہری ذمہ داری ڈال دی گئی ہے۔

مؤرخ ''ٹائن بی'' کے بقول ''عورتیں جب گھروں سے باہر نکلیں وہ معاشرہ تباہی سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں بچ سکتا۔"

دوسری تبدیلی جو پوری عالمی تاریخ میں پہلی بار دیکھنے میں آئی ہے وہ یہ کہ رات کو جاگنا اور دن کو سونا۔ یہ وبا بھی عالمگیر ہو چکی ہے۔ بازار بھی رات دو تین بجے تک کھلے رہتے ہیں۔ تاجر حضرات تو فجر کے وقت سوتے اور دن کو دو تین بجے جاگتے ہیں۔

بہرحال یہ دونوں دوررس تبدیلیاں ہیں...... اور یہ دونوں تبدیلیاں دجال کی آمد کی نشانیاں ہیں۔ قربِ قیامت کی علامات ہیں۔

مصلحت پسندی:

وطن عزیز میں مہنگائی، بے روزگاری اور بدامنی کے ہاتھوں دھڑا دھڑ خودکشیاں اور خود سوزیاں بھی ہو رہی ہوں اور یہ آلام و مصائب اپنے دین سے بیگانگی اللہ و رسولؐ کے احکام سے انحراف کی وجہ سے رونما ہو رہے ہیں۔ اس ساری صورتِ حال کا نتیجہ یہ ہے کہ "مصلحت پسندی" کے نام پر منافقت ہمارے جسم کے ہر رگ و ریشہ میں سرایت کر چکی ہے اوپر سے ہم "Crush India" کے نعرے لگاتے ہیں تو کہیں "جو امریکہ کا یار ہے...... غدار ہے، غدار ہے" کے نعرے بڑے زور و شور سے لگاتے ہیں مگر ہندوستانی گانوں فلموں اور سی ڈیز کے بغیر ہماری تفریح مکمل نہیں ہوتی۔ جوان، بچے اور بوڑھے، مرد اور عورت سب افرادِ خانہ بڑے شوق سے اکٹھے بیٹھ کر "سٹار پلس" کے پروگرام دیکھتے ہیں۔ ہماری نوجوان نسل تو اس ہندوستانی ثقافت پر فریفتہ ہے۔ بچے شادی کے موقع پر معصومیت سے پوچھتے ہیں کہ دلہن کس وقت آگ کے گرد پھیرے لگائے گی۔ بچے انڈین ڈرامے دیکھ دیکھ کر بہت سے ہندی الفاظ سیکھتے جا رہے ہیں...... مثلاً ایک بچی سے پوچھا پرچہ کیسا ہوا تو بولی "رام جانے" مجھے کیا پتہ؟ کسی کو یاد نہیں کہ دشمن اسی رقم سے ہمارے کشمیری بھائیوں کو تہہ تیغ کرنا اور ان پر گولہ بارود برساتا ہے۔

اسی طرح ہمارے ہر لیڈر کی تان امریکی حکمرانوں کی رضامندی کے حصول پر ٹوٹتی ہے۔ ہمارے عوام بھی کشمیر کی بجائے اب امریکہ کو ہی اپنی جنت سمجھنے لگے ہیں اور وہاں جانے کے لیے بہت بے تاب رہتے ہیں۔ امریکی ویزوں کے حصول کے لیے دوڑ لگی ہوئی ہے۔ سوات جیسی جنت کو امریکہ کے قدموں میں ڈال دیا گیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تن آسانی:

پھر ہم میں اتنی سہل انگاری اور تن آسانی پیدا ہو چکی ہے کہ ہم محنت مشقت کر ہی نہیں سکتے۔ اگر خلوصِ نیت سے امریکہ یا ہندوستان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنے یا تعلق نہ رکھنے کا سوچ بھی لیں تو اپنے عہد پر قائم نہیں رہ سکتے۔ اس طرح ہمارے سارے عزائم بڑھک بن کر رہ جاتے ہیں...... اور ہمیں برسرِ عمل نہیں کر سکتے۔ محنت کرنے والے کے سامنے تو پہاڑ بھی کنکر بن کر رہ جاتا ہے جبکہ تن آسان شخص کے سامنے کنکر بھی پہاڑ اور چٹانیں بن جاتے ہیں۔

قول و عمل کا تضاد:

ایک طرف وطن عزیز کا ہر خاص و عام شخص اسلام کو بہترین نظامِ حیات قرار دیتا ہے اور اسلامی نظام لانے کی خواہش کا اظہار کرتا ہے مگر عملاً عوام ہوں یا حکمران دین سے کوسوں دور ہیں۔ حلال وحرام کے امتیاز کے بغیر، جائز و ناجائز کا خیال کیے بغیر، دینی و اخلاقی اقدار سے دور، غیر مسلموں جیسی زندگی گزار رہے ہیں جن کا مقصد حیات صرف اور صرف اپنے ذاتی مفادات، اپنی مادی خواہشات کا حصول اور بہترین کیریئر کی منصوبہ بندی ہے۔ سمگلنگ اور منافع خوری عروج پر ہے۔ نوجوان اداکارائیں ایک طرف ماڈلنگ کو اپنے لیے باعث افتخار سمجھتی ہیں تو دوسرے ہی لمحے اپنے عمرے، حج، روزے اور اعتکاف کا اشتہار دے کر نیک اور پاک دامن بن رہی ہوتی ہیں۔ ذاتی و اجتماعی کردار میں پھیلی ہوئی منافقت (عوام کی زبان میں ''مصلحت'') نے ہماری کردار کی مضبوطی کو ختم کر کے رکھ دیا ہے۔ ہم قوم نہیں بلکہ خود پسندوں کی ایک ایسی جذباتی بھیڑ بن چکے ہیں...... جسے نہ غم منانے کا شعور رہا...... نہ خوشی منانے کی تمیز رہی...... بے نظیر بھٹو کی حادثاتی موت کے موقع پر سوگواروں نے اپنے ''جلاؤ گھیراؤ'' سے، ہنگاموں اور تشدد سے پورے پاکستان کی زندگی مفلوج کر کے رکھ دی اور قومی املاک کو زبردست نقصان پہنچایا۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور کے مطابق وزارتِ داخلہ پاکستان کی رپورٹ یہ ہے کہ ان ہنگاموں میں 53 افراد جاں بحق اور 81 لوگ زخمی ہوئے جب کہ ملک بھر میں 185 بینک، پٹرول پمپ، 27 ریلوے اسٹیشن، 203 سرکاری دفاتر نذرِ آتش کر دیے گئے۔ صرف 3 دن میں 100 ارب روپے کا نقصان قومی املاک کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچایا گیا۔ نہ یہ سیاست ہے نہ ماتم...... یہ کھلی کھلی لاقانونیت ہے......(روزنامہ نوائے وقت، مورخہ 4 جنوری 2008ء رپورٹ وزارتِ داخلہ پاکستان) اس طرح خودکش دھماکے بھی ہمارے لیے بہت بڑا چیلنج بن چکے ہیں۔

نقالی اور غیر ملکی حکمت عملی اختیار کرنے میں کیا فرق ہے؟

بعض لوگ اس مغالطہ کا شکار ہیں کہ اسلام نے حکمت کو مؤمن کی گمشدہ میراث قرار دے کر ہر جگہ سے عقل وشعور کی بات لینے اور اسے اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ چونکہ مغربی اقوام اپنے نظامِ تعلیم اور اپنی اقدار کی بنا پر بامِ عروج تک پہنچ چکی ہیں۔ لہٰذا ہمارے لیے مغربی آداب و رسوم اور خصوصاً ان کے نظامِ تعلیم کو اس کے نصاب اور زبان سمیت اختیار کر لینے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہونی چاہیے۔ وگرنہ ہم ترقی کی دوڑ میں پسماندہ رہ جائیں گے۔ اس لیے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ یہاں نقالی میں اور غیر ملکی حکمت کو اختیار کرنے میں جو فرق ہے اس کی وضاحت کر دی جائے۔

اگر غیروں کی کوئی علمی حقیقت یا بہتر عادت لے کر اسے ملی وقومی نظریات کے مطابق ہم آہنگ کر لیا جائے، اسے اپنی اقدار وروایات کے مطابق اپنے دینی ومعاشرتی نظام میں سمو لیا جائے اور اس میں سے وہ عنصر جو ہمارے ملی وقومی تقاضوں سے ہم آہنگ نہ ہو، اس کو نکال دیا جائے، تو پھر وہ ہمارے لیے مفید ثابت ہو سکتی ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مسلمانوں نے اپنے عروج کے دور میں غیر مسلموں سے علم وحکمت کی بہت سی چیزیں عملاً لے کر انھیں اپنے نظریات کے مطابق ڈھالا ہے مگر غلامی کے دور میں ذہنی مرعوبیت کے ساتھ ہم غیروں سے جو چیز بھی حاصل کرتے ہیں وہ من وعن بغیر کسی تبدیلی کے اختیار کی جاتی ہے۔ جو مسلمانوں کی ایمانی قوت و حرارت، اور ان کے ملّی وقومی تشخص کو ختم کر کے ذہنی وفکری آوارگی میں مبتلا کر دے گا۔ وہ ہمارے فکر ونظر کے زاویے بدل کر ہمیں ایک غلام قوم بنا دے گا۔ جو جسمانی طور پر بے شک آزاد ہے مگر ذہنی ونفسیاتی طور پر اتنی مفلس وقلاش ہے کہ مغربی آقاؤں اور ہندو راجاؤں کی ہر چیز کو بغیر سوچے سمجھے اُسی طرح اختیار کرتی چلی جاتی ہے۔ اس طرح اس کے مصائب میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ کہنے کو وہ مسلمان ہوتے ہیں مگر عملاً سارے کام وہ غیر مسلموں والے کر رہے ہوتے ہیں۔ قول کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حد تک اللہ اور رسول کے فرمانبردار ہوتے ہیں مگر عملی طور پر وہ مغربی آقاؤں کی ہر بات اور ہدایت پر آمنا وصدقنا کہنے والے ہوتے ہیں۔ مثلاً وہ غیر مسلموں کے تمام تہوار بغیر سوچے سمجھے اپنانا شروع کر دیتے ہیں نہ وہ ہندوؤں کی بسنت، ہولی اور دیوالی کو چھوڑتے ہیں نہ عیسائیوں کی میراتھن دوڑ، ویلنٹائن ڈے، ایسٹر، کرسمس، ہیپی نیوائیر، سالگرہ اور اپریل فول وغیرہ کو...... یو۔این۔او۔ کے تمام عالمی ایام بغیر سوچے سمجھے اپناتے چلے جاتے ہیں۔ اسی کیفیت کا ماتم کرتے ہوئے علامہ اقبال نے کہا تھا

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلمان ہیں، جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

پھر دشمن کے ہیرو ان کے اپنے ہیرو بن جاتے ہیں بلکہ دشمن کی ہر اک ادا ان کی اپنی ادا بن جاتی ہے۔ یہ دونوں اخباری تراشے ملاحظہ فرمائیں یہ دونوں تراشے نوائے وقت مؤرخہ 5 اپریل 2009ء کے ہیں:

”پاکستانی عوام کے خیالات تبدیل ہو گئے، بھارتی مسلمان مجھے اپنا دشمن نہ سمجھیں“: ایڈوانی

نئی دہلی (آن لائن) ایل کے ایڈوانی نے کہا ہے کہ پاکستان انہیں اپنا بدترین دشمن سمجھتا تھا تاہم ان کے حالیہ دورہ اسلام آباد کے بعد پاکستانی عوام کے ان کے بارے میں خیالات تبدیل ہو گئے اور وہ انہیں اب مزید دشمن نہیں سمجھتے۔ انہوں نے کہا کہ یقیناً بھارتی مسلمانوں کو بھی یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ میں ان کا دشمن ہوں۔ (روزنامہ نوائے وقت مؤرخہ 5 اپریل 2009ء)

پی ٹی وی لاہور سنٹر میں ایسٹر کے حوالے سے خصوصی پروگرام کی تیاری:

لاہور (کلچرل رپورٹر) پی ٹی وی لاہور مرکز ایسٹر کے حوالے سے ایک خصوصی پروگرام تیار کر رہا ہے۔ پروگرام میں 10 منٹ کا ڈرامہ انمول، قربان پادری کا پیغام اور دو مذہبی گیت شامل ہیں۔ ڈرامہ فادر ندیم شاکر نے لکھا ہے ان کے کوآرڈینیٹر وکٹر ڈینیل ہیں۔ پروگرام کے نگران پروڈیوسر کرامت مغل ہیں۔ یہ پروگرام 12 اپریل ایسٹر کے موقع پر آن ایئر کیا جائے گا۔“

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہاں اسلام اور کہاں ہمارے میڈیا پر غیر اسلامی تہواروں کا فروغ۔ علامہ اقبال نے کہا تھا:

"مجھے گلہ تجھ سے ہے، یورپ سے نہیں"

قرآن پاک میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

"یہودی اور عیسائی تم سے ہرگز راضی نہ ہوں گے جب تک تم اُن کے طریقے پر نہ چلنے لگو۔ صاف کہہ دو کہ راستہ صرف وہی ہے جو اللہ نے دکھایا ہے۔ ورنہ اس علم کے بعد جو تمہارے پاس آ چکا ہے، تم نے ان کی خواہشات کی پیروی کی تو پھر اللہ کی پکڑ سے بچانے والا تمہارے پاس کوئی دوست ہے نہ مددگار"۔ (البقرہ: ۱۲۰)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (سنن ابی داوٗد) "جس نے دوسری قوموں سے مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہے"۔

یہودی عیسائی تمہیں مسلمان نہیں رہنے دیں گے:

مندرجہ بالا احکامات کا یہی مفہوم ہے کہ یہودی و عیسائی تمہیں مسلمان نہیں رہنے دیتے۔ ان کی ہر ممکن یہی کوشش ہوتی ہے کہ تمہیں اپنی طرح غیر مسلم بنا کر ہی چھوڑیں گے۔ اس لیے وہ دوستی کے پردے میں تم سے دشمنی کرتے ہیں۔ ہلال وصلیب کا معرکہ ہر وقت بپا رہتا ہے۔ وہ ہر وقت صلیب کی بالا دستی کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔ اس لیے وہ مسلمانوں سے ان کی ایمانی قوت، اسلامی غیرت، ملی حمیت کھرچ کھرچ کر ان کو بے حس اور جامد بنا دینا چاہتے ہیں۔ راگ، رنگ ناچ گانا، موسیقی اور غیر اسلامی تہواروں کو تمہارے اندر رواج دے کر تمہاری اخلاقی و معاشرتی قدروں کو مٹا دینا چاہتے ہیں۔ لہٰذا تم ان کی مشابہت اختیار نہ کرنا۔ تم ان سے جتنا الگ رہو گے اپنے ایمان اور تہذیب وتمدن کو اتنا ہی ان سے بچا لو گے۔ جوں جوں ان کے قریب جاؤ گے، ان کے طور طریقے اختیار کرو گے اتنا ہی روشن خیالی، ماڈرن ازم، سیکولرازم کے نام پر اسلامی ہدایت سے دور ہوتے جاؤ گے اور پھر تباہی و بربادی تمہارا مقدر بن کر رہے گی۔ علامہ اقبالؒ نے بروقت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی قوم کو آگاہ کیا تھا:

اور یہ اہل کلیسا کا نظامِ تعلیم
اک سازش ہے فقط دین و مروت کے خلاف

اور اکبر الہ آبادی نے بھی اپنے مخصوص انداز میں قوم کو آنے والی فحاشی و بے باکی کے فتنہ سے یوں آگاہ کیا تھا:

تعلیم مغربی سے یہ امید ہے ضرور
ناچے دلہن خوشی سے خود اپنی بارات میں

آگے بڑھنے سے پہلے ہمیں کچھ تصورات واضح طور پر اپنے دل میں بٹھا لینے چاہئیں:

1- ہم مسلمان ہیں...... ہماری اپنی تہذیب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ٥ (البقرۃ:208) یعنی اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو۔ بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

ہمارا اپنا رہنما ہے:

2- لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ (الاحزاب:21) تمہارے لیے اللہ کے رسول میں ایک بہترین نمونہ ہے۔ ہر اس شخص کے لیے جو اللہ پر اور روز آخرت کا امیدوار ہو۔

اس طرح مسلمان کو ہر کام اللہ و رسول کے احکام کے مطابق کرنا ہے۔ دراصل اسلام ''دین'' ہے یہ ضابطہ حیات ہے Code of life ہے۔ یہ ہماری زندگی کو ایک نظم کے تحت لاتا ہے۔ برعکس عیسائیت اور یہودیت کے، کہ وہ صرف چند عبادتیں انجام دے لینے کا نام ہے۔ مثلاً عیسائی ہر اتوار کو گرجے میں چلا جائے تو اس کے لیے یہ کافی ہے۔ باقی زندگی وہ جیسے مرضی گزارے اس پر کوئی قدغن نہیں۔ مرضی سے جو چاہے کرے، کھائے، پیئے، گرل فرینڈ بنائے، یا نہ بنائے، یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا ذاتی معاملہ ہے۔اس کا مذہب اس میں مداخلت نہیں کرتا...... برعکس اس کے اسلام نے ہر معاملے کو اپنی ہدایات کے مطابق انجام دینے کی تلقین کی ہے اور اس کے برعکس راستے کو شیطان کے قدموں کی پیروی قرار دیا ہے۔اس سے واضح ہوتا ہے کہ دنیا میں دو ہی راستے ہیں......ایک رحمٰن کا راستہ دوسرا شیطان کا راستہ۔رحمٰن کا راستہ اسلام اور اس کے پورے احکام ہیں جو خود اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہدایت ہے۔جبکہ اسلام کے برعکس جو کچھ دنیا میں ہوا تھا، ہو رہا ہے یا ہوگا وہ شیطان کا راستہ ہے......اس کو قرآن وسنت میں جاہلیت کا راستہ قرار دیا گیا ہے۔

تو مسلمان کا کام ہے کہ وہ صرف اللہ کی عطا کردہ ہدایت کو، رحمٰن کے راستے کو اختیار کرے یعنی اسلام ہی کی حدود کے اندر رہے، اور اپنا اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا سونا جاگنا، غم وخوشی منانا سب کام اپنے دین اسلام کی ہدایات کے مطابق بجالائے۔اس کے برعکس جو کام کرے گا وہ جاہلیت کا راستہ ہوگا۔شیطان کی پیروی ہوگا۔جس کو اللہ تعالیٰ نے ہمارا کھلا دشمن قرار دیا ہے۔ قرآن ہمارا دستور حیات ہے۔نبی اکرمؐ ہمارے راہبر راہنما ہیں قرآن پاک اور رسول اکرمؐ نے ہر جگہ ہر موقع پر ہمیں ایک جداگانہ تشخص دیا ہے۔

مشابہت سے گریز کرو:

آپؐ ہمیں ہر جگہ غیر مسلموں کی مشابہت سے روکتے ہیں بلکہ ان کی مخالفت کا حکم دیتے ہیں:

1- آپؐ ہمیں یہودیوں، عیسائیوں، مجوسیوں اور مشرکین، غرض ہر ایک کی مخالفت کا حکم دیتے ہیں مثلاً لبیں کترواؤ، داڑھی بڑھاؤ...... اس طرح آتش پرستوں کی مخالفت کرو۔(مسلم)

2- جب تک مسلمان روزہ افطار کرنے میں جلدی کریں گے وہ خیر پر رہیں گے۔(کیونکہ یہود ونصاریٰ روزہ افطار کرنے میں دیر کرتے ہیں)(ابوداؤد، صحیح بخاری ومسلم)

3- جب باجماعت نماز کے لیے لوگوں کو جمع کرنے کے مسئلہ پر آپؐ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا تو کسی نے عیسائیوں کی طرح ناقوس بجانے کا مشورہ دیا۔کسی نے مجوسیوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طرح آگ جلانے کی تجویز پیش کی۔ کسی نے یہودیوں کی طرح سنکھ بجانے کا ذکر کیا۔ مگر آپؐ نے سب کو ناپسند کیا اور اس کے بجائے پھر اذان کا منفرد اور الگ طریقہ مقرر کیا گیا۔ تاکہ دوسرے مذاہب والوں کے ساتھ مشابہت ہو۔

4- یہودی حائضہ عورت کو بالکل الگ کر دیتے۔ اس کے ہاتھ کا کھانا پینا بھی ان کے لیے جائز نہ تھا۔ بلکہ اس دوران عورتوں کو آبادی سے باہر مخصوص عمارت میں منتقل ہونا پڑتا۔ مگر اسلام نے عورت پر احسان کیا۔ حائضہ عورت کو گھر میں رکھ کر ہر طرح سے اس کی شرم و حیا اور وقار کو محفوظ کر دیا۔

5- اسی طرح نبی اکرمؐ نے زرد رنگ کے کپڑوں کے استعمال سے حضرت عبداللہ بن عمرو کو منع فرماتے ہوئے بتایا کہ یہ کفار کا لباس ہے۔ اسے مت پہنو (صحیح مسلم) اور واقعتاً یہ رنگ یہودی، عیسائی، ہندو اور مشرک اپنی مذہبی رسوم کی ادائیگی کے موقع پر پہنتے ہیں۔ لہٰذا ان سے مشابہت سے روک دیا گیا۔

6- نبی اکرم نے فرمایا: میں اس مسلمان سے بری ہوں جو کافروں کے درمیان رہتا ہو۔ (ترمذی۔ ابواب السیر)

7- مزید ارشاد ہوتا ہے "مشرکین کے ساتھ نہ رہو نہ ان کے ساتھ اٹھو بیٹھو جو ان کے ساتھ رہے گا وہ انہی میں سے شمار ہوگا۔ (ترمذی ابواب السیر) وجہ یہ ہے کہ ہمارا قابل جوہر باہر ملازمتیں کرنے کے لیے نکل جاتا ہے۔ ان کے دارالکفر میں جا بسنے کا دشمنوں کو کم از کم فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ایسے مسلمانوں کے دل سے کفر کی کراہت ختم ہو جاتی ہے۔ ان کے ساتھ رہتے رہتے ان کے بہت سے رسم و رواج مانوس ہونے لگتے ہیں۔ اسی تناسب سے ایمان کی حرارت دل سے نکلتی جاتی ہے...... مسلمان اپنی قابلیت، ذہانت اور صلاحیت سے غیروں کو فائدہ پہنچانے لگتے ہیں۔ خود مسلمان ان کے فیض سے محروم جبکہ غیر مسلم اس سے مستفید ہوتے رہتے ہیں۔ پھر ان کی ملازمت کرتے کرتے ان کے بھرپور وفادار بن جاتے ہیں اور اپنے مسلمانوں کے خلاف ان کو راز دینے لگتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اس طرح کفار کے درمیان رہنے والے مسلمانوں سے خود مسلمانوں کو نقصان پہنچنے لگ جاتا ہے۔اس طرح عالم کفر کو مسلمانوں میں سے باصلاحیت مخلص دیانتدار خدمت گزار ڈاکٹر انجینئر، محقق بافراط مل رہے ہیں۔ان کو خوشامد کرنے والے مذہبی و سیاسی پیشوا، اعتدال پسند مفکرین، اجرت پر کام کرنے والے مصنفین اور مخلص سربراہ و وزراء کی پوری کھیپ مل جاتی ہے۔سیاسی، فوجی، علمی دوروں سے اس وقت وطنِ عزیز کے ہر شعبے میں امریکی وفادار موجود ہیں...... بالخصوص ہماری حکومت اور ہماری فوج جنہوں نے مل کر امریکی دہشت گردی کی جنگ کو اپنی جنگ قرار دے دیا......اور اب تمام قبائلی علاقوں میں امریکہ کی رضاوخوشنودی کی خاطر آپریشن ہو رہا ہے۔ اس آپریشن کا پورا فائدہ امریکہ کو ہے اور پاکستانی عوام اس سے بدحال۔ معیشت تباہ حال، بے شمار نقصان اس جنگ سے پاکستان نے اٹھایا...... ان کی ناز برداری مسلمانانِ پاکستان کو بہت مہنگی پڑ رہی ہے۔

مغرب کی نقالی کیسے ختم ہو؟ ہمارا اپنا تشخص کیسے بحال ہو؟

سید ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم لکھتے ہیں:

”ہر تہذیب کی طرح اس اسلامی تہذیب کی بقا اور فروغ کا انحصار بھی دو چیزوں پر ہے۔ایک یہ کہ مسلمانوں کا نظام تعلیم ایسا ہو جوان کے دل و دماغ میں اسلام کے طریق فکر اور مقصد حیات کو صحیح طور پر پیوست کر دے اور ان کو اس قابل بنائے کہ وہ مسلمانوں کی حیثیت سے دیکھیں، مسلمانوں کی حیثیت سے سوچیں اور اسلام کے بنائے ہوئے معیار کے مطابق زندگی کے ہر دوراہے پر ایک راستہ کا انتخاب کریں۔

دوسرا یہ کہ نظام تہذیب اپنی صحیح صورت میں عملاً قائم ہو۔اجتماعی زندگی میں اس کے اصول عملاً نافذ ہوں اور ایک ایسا اسلامی ماحول بن جائے جس میں مسلمان خود بخود اسلامی اصولوں پر زندگی بسر کریں۔اگرچہ ان کے بعض افراد کو عملی حیثیت سے ان اصولوں کا پورا شعور نہ بھی ہو۔اس غرض کے لیے مسلمانوں کے پاس سیاسی قوت کا ہونا ضروری ہے۔کیونکہ کوئی سوسائٹی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیاسی طاقت کے بغیر اپنی مخصوص حیثیت کی حفاظت نہیں کر سکتی"۔

گویا مغرب کی نقالی ختم کرنے کے لیے پہلا قدم یہ ہے کہ ذہنی غلامی اور احساسِ کمتری سے نکل کر ہم اپنا اعتماد بحال کریں۔ ہمیں خود اعتمادی اور خود انحصاری بخشنے والی قوت ہمارے ملی و قومی تشخص کی بحالی ہے۔ ملی تشخص سے مراد مسلمان امت کی اپنی پہچان اور ہر موقع پر اپنی خودی کا اظہار ہے۔ مسلمانوں کی یہ پہچان انہیں دوسرے مذاہب، اقوام اور گروہوں سے ممتاز اور الگ رکھنے میں مدد دیتی ہے بغیر اضافی قوت اور اضافی خرچ کے ہم اپنے آداب و روایات کو اختیار کر کے نقالی کی لعنت سے نجات پا سکتے ہیں۔ غلامی کی راہ چھوڑ کر آزادی کی راہ اختیار کرنا کچھ محنت طلب ضرور ہے مگر ناممکن نہیں۔ اس کے لیے اپنے تشخص کو عام کرنا ہوگا۔ بحال و برقرار کرنا ہوگا۔ تشخص کو بحال کرنے کے لیے چند تجاویز درج ذیل ہیں۔

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب نہ کر
کہ اپنی ترکیب میں خاص ہے قومِ رسولؐ ہاشمی

1۔ اسلامی لباس:

مسلمانوں کا اپنا لباس ہے۔ شلوار قمیض، دوپٹہ اور ٹوپی۔ یہ لباس ساتر اور حیادار بھی ہے۔ دیکھنے میں خوب صورت اور موسمی گرمی سردی سے بھی بخوبی بچانے والا ہے۔ مسلمان ننگے نہیں ہیں کہ انہیں مغربی لباس کی ضرورت ہو، پاکستان بننے کے بعد قائداعظم نے بھی مغربی لباس ترک کر دیا تھا۔ یہ ٹیکٹائی تو صلیب کا نشان ہے جو مسلمانوں کا شعار ہرگز نہیں ہو سکتا اور پھر یہ نیکر بھی ساتر لباس نہیں ہے۔ قمیض کو پینٹ کے اندر کر دینا بھی جسم کے نشیب و فراز کو واضح کرتا رہتا ہے۔ پھر ہم کیوں ایسا لباس پہنیں۔ صدر ضیاء الحق نے قومی لباس کو سرکاری اداروں میں رواج دینے کی تاکید کی تھی۔ اگر ہمارے حکام، صدر، وزیراعظم وغیرہ قومی لباس میں حلف اٹھاتے ہیں تو پھر ہمارے ملک میں ہر سطح پر ہر جگہ قومی لباس کو پذیرائی ملنی چاہیے۔ سکول یونیفارم لازمی طور پر نیکٹائی سے پاک قومی لباس ہو۔ پاکستان ٹیلی وژن کے نیوز کاسٹر، ہمارے کھلاڑی پاکستانی سفیر سب لازماً قومی لباس استعمال کریں۔ اس کی وجہ سے ہر گھر میں خود انحصاری کا چرچا ہوگا۔ اگر پاسپورٹ، شناختی کارڈ اور ڈرائیونگ لائسنس پر قومی لباس والی تصاویر کو لازمی قرار دے دیا جائے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو قومی لباس کا وقار اور بڑھے گا۔ مشنری اداروں کے لیے بھی قومی لباس پہننا لازمی قرار دیا جائے تو فرنگی لباس کی جڑ کٹ جائے گی اور اہل پاکستان کے لیے ذہنی آسودگی کا باعث ہوگا۔

2۔قومی زبان کو فروغ دیا جائے:

ہمارے ہاں گفتگو میں عام شہری بلاوجہ انگریزی الفاظ بولنے کے ''فیشن'' میں مبتلا ہیں اور آج کل نوجوان طبقہ بھارتی فلموں کی زیر اثر ہندی الفاظ کو بھی جا بجا بولنے لگا ہے عربی ہماری دینی زبان ہے اور اُردو ہماری قومی زبان ہے۔ لازمی ہے کہ ہم ملک کے اندر اور باہر اسی زبان کو بولیں، اسی کو ذریعہ تعلیم بنایا جائے۔ ہندوستان نے آزاد ہوتے ہی فوراً ہندی کو اپنے ہاں فروغ دیا۔ مشرقی پاکستان نے بنگلہ دیش بنتے ہی بنگالی زبان اختیار کر لی مگر ہم یہ کام آج تک نہ کر سکے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہماری ساری تعلیم ہر سطح پر قومی زبان اُردو میں ہو۔ ہر جگہ دستخط قومی زبان اُردو میں کرنے لازمی قرار دیے جائیں۔ سرکاری ملازم بھی اپنی تنخواہ کے بلوں پر اُردو میں دستخط کریں۔ جو چیز پاکستان میں بنے یا فروخت ہو، اس پر نام اور اس کی تمام ہدایات قومی زبان میں درج کرنا تمام ملکی وغیر ملکی فرموں کے لیے لازمی قرار دیا جائے۔ قومی ذرائع ابلاغ، جرائد، ریڈیو، فلمیں اور پی ٹی وی وغیرہ سب کے لیے اردو اور پنجابی کی تحریروں، پروگراموں اور مضامین وغیرہ میں انگریزی الفاظ، ممی، ڈیڈی، انکل، آنٹی، مس اور مسزز وغیرہ کا استعمال ممنوع قرار دیا جائے اسی طرح ہندی الفاظ بولنے سے بھی منع کیا جائے اور ان کو اُردو کے فروغ کا پابند کیا جائے۔ اس سے ملک صوبائیت سے ہٹ کر قومی وحدت اور حب وطنی سے سرشار ہو جائے گا۔ بعض لوگ انگلش میڈیم سکولوں کے حق میں خصوصاً ''اولیول'' کے حق میں دلائل کا انبار لگاتے چلے جاتے ہیں۔ مگر ان سے سوال یہ ہے کہ کیا کبھی کسی نے غیر زبان میں ترقی کی ہے۔ بچوں کی صلاحیتیں تو صرف انگریزی رٹنے پر ہی صرف ہو جاتی ہیں۔ معیارِ تعلیم گرتا جاتا ہے اور ہماری تخلیقی صلاحیتیں صرف انگریزی کی رکاوٹ کی وجہ سے زنگ آلود ہو رہی ہیں۔ آخر چین، روس اور جاپان بھی تو اپنی زبان کو ذریعہ تعلیم بنا کر ترقی یافتہ بننے میں کامیاب ہو چکے ہیں تو پھر ہمارے لیے کون سی مجبوری حائل ہے۔ ہر زندہ قوم اپنی زبان کو اولیت دیتی ہے۔ چین ہی کی مثال موجود ہے۔ دنیا کی ہر زبان کا لٹریچر بیجنگ پہنچتا ہے۔ وہاں ایک ادارہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قائم کیا گیا ہے جو تمام مواد کا فوری طور پر چینی زبان میں ترجمہ کر کے ملک کے کونے کونے میں پہنچا دیتا ہے۔ جاپان اور روس کا معاملہ بھی اسی طرح ہے۔

زبان تو چھوڑیئے رسم الخط کا مسئلہ بھی بہت اہم ہے۔ ترکی میں خلافت کا خاتمہ ہونے کے بعد صرف رسم الخط بدلا گیا، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ:

1۔ ترک قوم تمام مسلم امت سے کٹ گئی، جن کی وہ صدیوں حکمران رہی تھی۔

2- ان کا رشتہ خود ان ترکی بولنے والوں سے کٹ گیا جو بیرونِ ملک موجود تھے اور پرانے رسم الخط میں پڑھنے لکھنے کے عادی تھے۔

3۔ پھر وہ اپنے تمام گذشتہ علمی وادبی ورثے سے محروم ہو گئی۔ اب وہ خود انتہائی کوشش کر کے اپنے پرانے رسم الخط کے احیا میں مصروف ہیں۔ اسی طرح وسط ایشیا کے مسلمانوں کا معاملہ ہوا۔ روسی رسم الخط تبدیل ہونے سے وہ بھی اپنے تمام تاریخی علمی ورثہ سے محروم ہو گئے کیونکہ روسی حکومت نے ان کے لیے عربی زبان اور عربی حروفِ ابجد کو بھی قانونی طور پر ممنوع قرار دے دیا تھا۔ جب صرف رسم الخط بدلنے سے ترک قوم کو اور وسط ایشیا کے مسلمانوں کو اتنا نقصان پہنچ گیا ہے تو اندازہ کیجیے غیروں کی زبان زبردستی اختیار کرنے سے (جبکہ ہمارے طلبہ کی اکثریت لازمی انگریزی کی وجہ سے اعلیٰ تعلیم سے محروم رہ جاتی ہے)۔ کتنا نقصان پہنچ سکتا ہے بلکہ قوم اپنے تمام دینی، علمی اور ادبی ورثہ سے محروم ہو کر ناخواندہ اور جاہل کہلانے لگی ہے۔

وہ شیکسپیئر پڑھ کر جھومنے لگی اور غالب، میر جیسے شاعروں کو نہیں جانتی وہ علامہ اقبالؒ کی حکمت بھری شاعری سے بھی محروم ہو رہی ہے۔ کمسن بچے حفیظ جالندھری اور صوفی تبسم جیسے اعلیٰ شاعروں کے مفید گیتوں اور نظموں سے محروم ہو کر انگریزی کے بے مغز اور فضول نظمیں رٹ رہے ہیں۔

خود ہمارے ہاں مسلمانوں کی بین الاقوامی زبان اور دینی و مذہبی لٹریچر کی حامل زبان عربی کو چھوڑ دینے کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک طرف ہم تمام مسلمان ممالک ایک دوسرے سے کٹ گئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری طرف ہم اپنے دین، تاریخ اور علمی وادبی ورثے سے محروم ہو گئے۔

پاکستان میں شرح خواندگی دیکھیں تو خود بخود سر شرم سے جھک جاتے ہیں کیونکہ ہم اُردو اور عربی دونوں سے محروم ہو گئے ہیں۔ پھر اندھا دھند نقالی کا ایک انداز ہمارے ''ناموں'' میں پایا جاتا ہے۔ محمد علی کے بجائے ایم اے لکھنا، محمد حسین کی بجائے ایم ایچ لکھنا ''ایم بشیر برادرز اینڈ کو'' لکھنا ایس ایم ظفر کہلوانا، دکانوں، کارخانوں، فیکٹریوں اور تعلیمی اداروں کے بے معنی نام انگریزی رکھنا، یہ سب کچھ اپنے تشخص کو ختم کرنے کے برابر ہے۔ کیا ہماری زبان گونگی اور بے حس ہے؟ ہمیں اپنے نام اپنے ملی وقومی تشخص کے مطابق اپنی زبان میں لکھنے اور بولنے چاہئیں۔ تمام تعلیمی اداروں کے نام بھی اُردو اور عربی میں رکھنے چاہئیں۔

3۔ نظامِ تعلیم کی اصلاح:

ہمارے ملک میں رنگا رنگ نظامِ تعلیم ہیں جس سے نونہالانِ قوم میں ذہنی آوارگی و فکری انتشار پیدا ہو رہا ہے وہ آدھا تیتر اور آدھا بٹیر بن کر رہ گئی ہے۔ نہ وہ اپنے ملک وملت کے لیے مفید ہے اور نہ ہی قومی ترقی وعروج حاصل کر سکی ہے۔ پورے ملک میں یکساں نصاب رائج کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ ایسا نصاب جو دوقومی نظریہ کے مطابق ہمارے ملکی وملی تقاضوں سے عہدہ برآ ہو سکے اور وطن عزیز کو قابل مسلمان ڈاکٹر، انجینئر اور جج وکیل فراہم کر سکے جو علم وفضل سائنس وٹیکنالوجی میں ماہر اور تجربہ کار ہوں۔ حب الوطنی کے جذبہ سے سرشار اور غیروں کی تقلید سے بیزار ہوں۔ جتنا جلد ہمارے اربابِ اقتدار اور اہل دانش وبینش اپنے نظامِ تعلیم کو فرنگی دستبرد اور غیروں کی نقالی سے بچالیں گے اتنا جلد وہ اپنے تشخص کو بحال کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ دوسری طرف قرآن فہمی کے لیے عربی زبان کی تعلیم لازمی کی جائے۔ اس وقت پاکستان میں جو نصاب تعلیم رائج ہے وہ قوم کو مختلف طبقوں میں تقسیم کرنے والا ہے۔ امریکن سکول، آکسفورڈ سکول، اولیول اور اے لیول کے اداروں کی بھرمار ہو، دوسری طرف بریلوی، دیوبندی، شیعہ، سنی اور اہلحدیث طرز پر علماء تیار ہو رہے ہوں۔ وہاں ملک میں ہر وقت شدید مذہبی اور طبقاتی تصادم کا خطرہ برقرار رہے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ مغرب اس وقت ترقی یافتہ ہے۔ان کے علوم وفنون کو سیکھے بغیر ہم کس طرح ترقی کر سکتے ہیں۔ایسے لوگ علم کو محض علمی حقائق سمجھتے ہیں۔جو ذہنی افق کو وسیع کرتے ہیں۔ان کا جواب یہ ہے کہ مغرب نے جن حقائق کو اپنے باطل نظریات کے مطابق مرتب کیا ہے۔انہیں ہم جب تک ان کے نظامِ فکر سے الگ کر کے اسلامی نقطۂ نظر کے مطابق پھر سے مرتب نہ کریں،تب تک ہمارا نصاب دوقومی نظریہ کے مطابق اور ملی وملکی تقاضوں کے مطابق نہیں ڈھل سکتا۔آخر ہمارے اسلاف نے بھی تو کائنات کے انہی مظاہر اور حوادث کو ترتیب دے کر اپنے علوم وفنون اس طرح مدون کیے تھے کہ وہ اسلام کی بنیادی حقیقتوں سے ہم آہنگ ہو گئے تھے۔پھر اسی علمی ترقی کی بنا پر وہ دنیا میں ایک درخشاں تہذیب کے حامل بن کر ابھرے تھے،آج ہمیں بھی یہ کام از سر نو لازماً کرنا ہوگا کہ انہی مغربی علوم وفنون سے باطل نظریات کو نکال کر اپنے اسلامی نقطۂ نظر کے مطابق مدون کرنا ہوگا۔یہ حقیقت ہمیں تسلیم کرنا ہوگی کہ ہمارا اصل نظامِ تعلیم ''قرآن وسنت'' ہی پر مبنی ہے......اور ہمیں قرآن کی زبان بچوں کو سکھانے کے لیے عربی لازمی قرار دینا ضروری ہے۔

آج پاکستان میں نئی تعلیمی پالیسی کے زیر اثر انگریزی ہم پر اتنی زیادہ مسلط کر دی گئی ہے کہ کے جی سے ہی چار سالہ بچہ سوائے اردو کے قاعدے کے باقی سب کچھ انگریزی میں پڑھے۔گویا بچہ اردو میں سانس بھی نہ لے سکے۔ہمارے تعلیمی نظام کو مکمل طور پر سیکولر اور دین بیزار بنانے کے لیے امریکہ جونت نئے پروگرام پاکستان میں متعارف کروا رہا ہے۔ہمیں ان کا مکمل طور پر بائیکاٹ کرنا اور ان کی جگہ قرآن وسنت پر مبنی نظام تعلیم کو اپنے ہاں رائج کرنا ہوگا۔اپنے نصابات کو اپنے نظریات کے مطابق بدلنا ہوگا۔لہٰذا پورے ملک میں یکساں نصاب کو رائج کیا جائے۔مشنری اداروں کو بھی نصاب کا پابند کیا جائے،اپنے درخشاں ماضی سے رابطہ جوڑا جائے۔اپنی تاریخ کے مشاہیر اور ہیروز کو نصاب میں لازماً شامل رکھا جائے۔اپنے محسنوں کی قدر کی جائے جو قومیں اپنے ماضی سے کٹ جاتی ہیں وہ اپنے جغرافیہ کی حفاظت نہیں کر سکتیں۔جب ''او لیول'' اور اے لیول والے نصاب خود برطانیہ میں ختم ہو چکے ہیں تو ہمیں بھی اس سے چھٹکارا حاصل کرنا ہوگا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان اقدامات سے فوراً ہی نقالی کی جڑیں ختم ہونے لگیں گی اور ایک بیدار زندہ پائندہ پاکستانی قوم منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوگی۔

شکست خوردگی اور نقالی سے بچنے کے لیے چند مزید تجاویز:

1۔ سن عیسوی کی بجائے اپنے ہاں ہجری کیلنڈر کو رائج کیا جائے اور ہفتہ وار تعطیل اتوار کے بجائے جمعہ والے دن کی جائے۔ مزید ہفتہ کے دن کی تعطیل ختم کی جائے کیونکہ ہفتہ کے دن تعطیل کروانا یہودیوں کی فرمانبرداری ہے۔ جبکہ اتوار کو تعطیل کرنا عیسائیوں کی اطاعت ہے۔

2۔ برتھ ڈے، ہیپی نیو ائیر فیسٹیول اپریل فول جیسی فضولیات، بسنت، دسہرہ اور دیوالی جیسی تفریحات کو ختم کیا جائے بلکہ قانوناً بند کیا جائے۔ میراتھن ریس اور ویلنٹائن ڈے جیسی خرافات کو بھی ختم کیا جائے۔ ملین ڈالرز جیسی فلمیں بھی بند کی جانی چاہئیں۔ سٹار پلس کے پروگرام بھی بند ہونے چاہئیں۔ آج انہی منہ زور چینلز کی بنا پر لوگ ہندو رسم و رواج کے اتنے عادی ہوتے جا رہے ہیں کہ چھوٹی بچیاں شادی کی محفل میں سوال کرتی ہیں۔ ماما! اب دلہن آگ کے گرد پھیرے کب لے گی؟ بچوں کے موبائلز کے اوپر بھی والدین اور اساتذہ کو بہت زیادہ کنٹرول رکھنے کی ضرورت ہے۔

فضول خرچی ختم کریں:

3۔ جب تک انسان معاشی طور پر مستحکم نہ ہو وہ خود اعتماد نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا اس کے لیے ایک طرف چہلم، ختم، برتھ ڈے جیسی فضول رسموں، بڑی بڑی باراتوں اور جہیز کی نمائش، مہندی، مایوں جیسی رسوم وغیرہ پر پابندی لگائی جائے۔ دوسری طرف غیر ملکی اشیاء کے بائیکاٹ کی مہم چلائی جائے۔ غیر ملکی مشروبات، فانٹا، کوکا کولا، پیپسی فاسٹ فوڈ وغیرہ پر پابندی لگ جائے اس کی جگہ اپنے مہمانوں کی تواضع ملکی مشروبات سے کی جائے۔ کیمیائی دودھ، ائیر کنڈیشنز، ٹیپ ریکارڈ کاروں، کھلونوں، میک اپ کے سامان کی درآمد کے ذریعے مسلمان ممالک کی آدھی سے زیادہ دولت مغربی ممالک میں منتقل ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہی ہے اور وہ اسی بنا پر اتنے ڈھیٹ ہو چکے ہیں کہ بار بار قرآن اور رسول پاکؐ کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں۔ مسلمان ممالک کو عسکری لحاظ سے بار بار روند ڈالتے ہیں حالانکہ ہم ان چیزوں کے بغیر زندہ رہ سکتے ہیں۔ اگر ہم ان اشیاء کا بائیکاٹ کریں تو غیر اسلامی دنیا کی فیکٹریاں بند ہو جائیں گی اور غربت و بیروزگاری ادھر کی بجائے اُدھر چلی جائے گی۔ اس طرح بچائے ہوئے زرمبادلہ سے ہم خود ٹیکنالوجی کو فروغ دیں۔ بسیں، ٹریکٹر اور ہوائی جہازوں کے کارخانے قائم کر کے خود کفیل ہو سکتے ہیں۔ جیب تراش ملٹی نیشنل کمپنیاں مسلمان ممالک کو مالی لحاظ سے تباہ کر چکی ہیں۔ ان کا توڑ بھی یہی ہے کہ ہم ملکی مصنوعات ہی استعمال کریں۔ ملکی دوائیں ہی استعمال کریں تمام غیر ملکی اشیاء اور دواؤں کا بائیکاٹ کر کے ان کو ملک بدر کر دیں۔ نجی الیکٹرانک کمپنیاں اور این جی اوز بھی منصوبے کے تحت پاکستان کو نقصان پہنچانے کے لیے آ وارد ہوتی ہیں۔ ان کا بائیکاٹ ہی ان سے نجات پانے کا واحد ذریعہ ہے۔ قرضوں کے جال سے چھٹکارا حاصل کرنا ضروری ہے۔ ذخیرہ اندوزی اور سمگلنگ کو ختم کیا جائے۔

4۔ ٹی وی اور فلموں میں سے بے ہودہ ناچ گانے اور عشق معاشقہ والے پروگرام ختم کر کے اس کی جگہ اسلامی تعلیم کو فروغ دیا جائے۔ مساجد میں امام اور خطیب حضرات تعلیم یافتہ اور ایم اے اسلامیات ہوں ان کو انیسواں سکیل دے کر وقار اور احترام دیا جائے جس طرح عیسائیوں کے پادری اور فادر اعلیٰ تعلیم یافتہ اور خوشحال ہوتے ہیں اس طرح لوگ اپنے دین کی طرف مائل ہوں گے اور غیروں کی نقالی سے گریز کریں گے۔ بچوں کو مسلمان ہونے پر فخر کرنا سکھایا جائے اور ساتھ ساتھ ان کو صحیح مسلمان بننے کی علمی و عملی تربیت دی جائے۔

5۔ ہمارے ذرائع ابلاغ بھی قومی تشخص کو فروغ دے کر مغربی نقالی کو ختم کرنے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں پی۔ ٹی۔ وی کے مرکز سے بتوں کو نکالا جائے۔ قومی مصنوعات کے اشتہارات ٹی وی اور اخباروں میں کم از کم معاوضہ پر دیے جائیں۔ وہ پاکستانی کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امریکہ، برطانیہ اور جاپان اور بھارت وغیرہ کی منڈی بنانے کے بجائے پاکستانی بنائیں۔ غیر ملکی مصنوعات کے بجائے پاکستان مصنوعات، غیر ملکی نظریات کے بجائے پاکستانی نظریات، فرنگی لباس کے بجائے اسلامی وقومی لباس، انگریزی کی بجائے اُردو اور عربی زبان وغیرہ کو فروغ دیں اس طرح وطن عزیز میں حب الوطنی، اتحاد یگانگت اور بہتر مسلمان کے شعور کو اجاگر کرنے میں بھرپور کردار ادا کرسکتے ہیں۔ اسلامی نظریات کو فروغ دینا ان کی اہم ذمہ داری ہے۔ علاوہ ازیں مؤثر جوابی پروپیگنڈے کے ذریعے غیروں کے پھیلائے ہوئے شکوک وشبہات کا بھی بروقت ازالہ کریں۔ توہین رسالتؐ اور حدود قوانین پردہ اور سکارف جیسے مسائل پر کھل کر مغربی پروپیگنڈے کا جواب دیں۔ عربی مدارس کے خلاف اور آغا خانی نظامِ تعلیم کے حق میں دشمنوں کے دلائل کو غلط ثابت کریں۔

6۔ اپنے تاریخی مسلمان تابندہ ستاروں اور قومی ہیروز علامہ اقبالؒ، بانی پاکستان اور ڈاکٹر عبدالقدیر خاں کے کردار کو اجاگر کریں اور ان کے نقش قدم پر چلیں۔ ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ اپنی اقدار پر ہندوانہ اور مغربی ثقافتی حملے کے خلاف مزاحمت کو باقاعدہ ایک مہم بنالیں۔ پھر اس مہم میں حکومت کا یا کسی دوسرے شخص کا انتظار مت کریں۔ کام کی ابتدا اپنے محلے اور اپنے گھر سے کریں۔

پہلے اپنے گھروں سے ٹی وی، ڈش اور کیبل کے گندے پروگراموں کو نکال باہر کریں۔

بچوں کو موبائل فون کے صحیح استعمال کا طریقہ سکھائیں۔ فنکاروں اور اداکاراؤں کی ننگی تصویریں گھروں سے نکالیں۔ تصویر والے اخبار یا رسالہ کا وہ حصہ بچوں کی نگاہ سے چھپادیں۔ گھروں سے کارٹون اور مجسمے اور اپنے البم بھی نکالیں۔ خواتین ساتر لباس کا اہتمام کریں۔ دوپٹہ سر پر اوڑھ کر رکھنے سے اللہ کی رحمت وبرکت کے حصول کے لیے کوشاں رہیں۔ گھر سے باہر نکلنے کے لیے دیدہ زیب سکارف کے بجائے سادہ سکارف اوڑھیں، یا سادہ چادر سے نقاب کریں۔

اپنے علاقے کے کیبل آپریٹر اور ٹی وی سنٹر سے بے حیائی پھیلانے والے لوگوں کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فون نمبر اور ان کے ایڈریس حاصل کر کے ان سے رابطہ کیا جائے اور ان پر دباؤ ڈالا جائے کہ وہ یہ گندے پروگرام ختم کریں۔ اپنے علاقے کے انٹرنیٹ کیفے والوں کو بھی ان کی ذمہ داری یاد دلائی جائے۔ تقریبات میں ہونے والی عریانی، فیشن پرستی اور موویز، تصاویر، ہلڑ بازی، مخلوط محفلوں کے خلاف اپنا احتجاج ذمہ دار لوگوں کو ریکارڈ کروایا جائے۔ اگر وہ بند کروانے پر تیار نہ ہوں تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تقاضے کے تحت اس محفل کو آپ چھوڑ کر گھر آ جائیں۔ تین چار رشتہ دار بھی اس طرح احتجاجاً اٹھ کر محفل سے آ جائیں تو متعلقہ لوگوں کو کچھ تو شرم وحیا محسوس ہوگی۔

اپنے محلے کے تعلیمی اداروں، ناظمین اور یونین کونسل میں بھی رابطہ کر کے ان کو بھی اس مہم میں شامل کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس سلسلے میں محنت سے کام کرنا ہوگا۔ نوجوان نسل کو یہ شعور دینا لازمی ہے کہ مغربی ممالک کی اقدار زوال پذیر ہیں۔ وہ موت کے سوداگر ہیں آتشیں اسلحہ کا کاروبار کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر دونوں فریقوں کو اپنا اسلحہ دیتے اور دونوں سے اپنے دام کھرے کرتے ہیں یا پھر وہ اپنا سارا سرمایہ بیوٹی انڈسٹری پر پھونکتے ہیں پھر یہی سامان مسلمانوں کو بیچ کر ان کو عیش وعشرت کا عادی اور لڑائی جھگڑے کا خوگر بناتے ہیں۔ اپنے سامنے نہ جھکنے والوں کو تورا بورا بنانے کی دھمکیاں دیتے ہیں۔ ان کے پاس صرف تاریک خیالی ہے، جب کہ اسلام میں نہ قدامت پرستی ہے نہ انتہا پرستی۔ اصل امن، ہدایت، اعتدال اور روشنی صرف اور صرف اسلام کے پاس ہے۔ صرف اسلام کی زریں اور جاندار تعلیم ہی دنیا میں امن و فلاح کی ضامن ہے۔ لہٰذا آپ لوگ اپنی ملی اور اخلاقی اقدار کی بحالی کے لیے دن رات ایک کر دیں۔ خود بھی اپنے دین سے وابستہ ہوں۔ دوسروں کو بھی سادگی، قناعت، حیا، مروت اور دیانت داری کا سبق ازبر کروائیں۔

الغرض ہمیں سب کچھ بننا چاہیے مگر اسلامی طرزِ فکر کے ساتھ:

اپنی اقدار و روایات کو برقرار رکھ کر...... کوئی ڈاکٹر، انجینئر بنے، استاد بنے یا جج، سیاست دان ہو یا غریب مزدور۔ سب کو توحید پرست اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام بنائیے۔ وہ ملت وملک کا خادم ہو، اپنے افکار سے اور خوب صورت سیرت سے ہر طرح سے اسلامی تہذیب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا نمائندہ نظر آئے۔ دنیاوی ترقی کے ساتھ ساتھ سچا مسلمان اور محبّ وطن شہری بھی ہو۔

اہل مغرب کے دل میں اسلامی اقدار کانٹے کی طرح کھٹکتی ہیں۔ انہیں اس بات کا تجربہ اور احساس ہے کہ اسلامی ممالک پر حملہ کر کے ان پر قبضہ کر لینے سے کچھ نہیں ہوتا جب تک ان کی نظریاتی اور قومی قدریں نہ بدلیں۔ یہ ہمارے مطیع نہیں ہو سکتے۔ اور ہم نے ان کو یہی پیغام دینا ہے کہ ہم کسی طرح بھی اپنے دین کو اور اپنی اخلاقی قدروں کو نہیں چھوڑ سکتے۔ حیاء، قناعت، سادگی، توکل علی اللہ، ایثار و مروت وغیرہ سے ہم کیونکر دستبردار ہوں............؟ وہ ہمیں مال و زر اور سود کی ترغیب سے مادیت پرستی سکھاتے ہیں۔ ہمیں اپنے وسائل پر انحصار کر کے ان کی چالوں کو ناکام کرنا ہے، انشاءاللہ!

آخر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہمیں ہمیشہ یاد رہنا چاہیے:

☆ حیا ایمان کی شاخ ہے۔ (بخاری و مسلم)

☆ حیا اور ایمان دونوں ساتھی ہیں۔ جب ان میں سے کوئی ایک چیز ختم ہو جائے تو دوسری بھی جاتی رہتی ہے۔ (بیہقی)

☆ حیا میں مکمل خیر ہے۔ (بخاری و مسلم)

حرفِ آخر:

یہود و نصاریٰ اور ہنود سے متعلق دوستی اور دشمنی کے مسئلے پر نظر ثانی کرنا ہوگی۔ جب اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ یہ مشرک اور یہ یہود و نصاریٰ کبھی تمہارے دوست نہیں ہو سکتے۔ انہیں تو تمہاری تکلیف پر بڑی خوشی ہوتی ہے اور تمہاری بھلائی ان کو بہت بری لگتی ہے تو یہ غیر مسلموں سے دوستی اور دشمنی کا معاملہ (اسی کو "اَلْوِلَاء وَالْبِرَاء" بھی کہا جاتا ہے) دین کے بنیادی معاملوں میں سے ایک ہے۔ اسی حقیقت کا اظہار دو قومی نظریہ پاکستان سے ہوتا ہے۔ بیسویں صدی میں قیامِ پاکستان کے وقت یہ نظریہ صرف برصغیر میں روبعمل ہوا تھا اور آج پوری غیر مسلم دنیا کھل کر مسلمانوں کے مقابل آ گئی ہے۔ اسرائیل، امریکہ، برطانیہ، بھارت اور بقیہ غیر مسلم دنیا پوری اس بلاک میں شامل ہے۔ بلکہ یو۔ این۔ او کی سرکردگی میں پوری مسلم دنیا کی تباہی کی پالیسیاں جاری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ مسلمانوں میں اتنی زیادہ پھوٹ ڈالی گئی۔ ان کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بانٹا گیا اور سب کو باری باری امریکی بالادستی کی جنگ کا ایندھن بنایا گیا...... پورا یورپ ایک یونین بن سکتا ہے تو عالمِ اسلام ایک بلاک نہیں بن سکتا۔ یہود جو مغضوب علیہ قوم ہیں۔ ہر نماز کی ہر رکعت میں ہم ان کے راستہ سے الگ رہنے کی اللہ سے دعا کرتے ہیں۔ نصاریٰ جو گمراہ ہو چکے ہیں اور ہم ہر نماز کی ہر رکعت میں ان کے راستہ سے الگ رہنے کی اللہ سے دعا کرتے ہیں اور ہندو جو مشرک بت پرست ہیں، جو دنیا کی سب سے گندی قوم ہیں۔ گائے کا پیشاب پینے والے، گائے کا پیشاب اپنے کھانے والی اشیاء کے اوپر چھڑکنے والے، اپنے باورچی خانہ کو اس کے پیشاب سے پاک کرنے والے بلکہ خود اپنا پیشاب تک پی جانے والے ان سے ہمیں دوستی، تعلق، ان سے مشابہت اور ان کی مرعوبیت غرض ان سے ہمیں ہر طرح کا تعلق ختم کر کے ان کو صرف اپنا دشمن سمجھ کر ان سے اپنا بچاؤ کرنا ہوگا۔ ان سے ہر طرح کا تعلق ختم کر کے صرف اللہ واحد، قرآن مجید، رسول مقبولؐ اور اسوہ رسولؐ کی وفاداری و اخلاص کا رویہ اختیار کرنا ہوگا۔ مثلاً

1۔ اب ان کو اپنے راز نہ دیئے جائیں۔

2۔ ذمہ دارانہ مناصب پر ان کا تقرر نہ کیا جائے۔

3۔ ان کو اپنے اسلحہ کے ذریعے مرعوب رکھا جائے۔

4۔ اسلامی ریاست کو چھوڑ کر ان کے ممالک میں رہائش اختیار نہ کی جائے۔

5۔ آیات قرآنی، احادیث رسول اور اقوال صحابہ کو ترجیح دی جائے اور سقراط، بقراط، شیکسپیئر اور ان کے دیگر اکابرین کے اقوال کو اقوال زریں کہہ کر نہ پیش کیا جائے۔

6۔ ان کو پہلے سلام نہ کیا جائے اور ان کے سلام کے جواب میں صرف ''وعلیکم'' کہا جائے۔

7۔ شدید ضرورت کے وقت بھی مشرکوں سے اقتصادی مدد نہ لی جائے۔ یہ ان سے لیے ہوئے قرضے ہی تو ہیں جنھوں نے امریکیوں اور یہودیوں کو ہماری ملکی پالیسیوں پر اثر انداز ہونے کا موقع دیا ہے۔

8۔ ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے تا کہ ان کو اقتصادی نقصان ہو اور وہ مسلمانوں کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقصان پہنچانے سے باز رہ سکیں۔

9۔ ان سے برأت نہ کرنے (یعنی ان سے دوستی ختم نہ کرنے) کا انجام یہ ہے کہ ہم قرآنِ پاک کے الفاظ میں ایمان سے محروم ہوکر گمراہ ہوجائیں گے اور دنیا وآخرت میں ذلت، تباہی اور عذاب سے دوچار ہوں گے۔

ایٹمی اثاثوں اور بہترین فوج رکھنے والے پاکستان کو آخر دوسروں سے مرعوب ہونے اوران کی نقالی کرنے کی کیا ضرورت ہے، ہم اپنے تشخص اور اپنی اعلیٰ اسلامی واخلاقی قدروں کو برقرار رکھ کر ہی اللہ ورسول کو بھی راضی کر سکتے ہیں اور قوموں کی برادری میں بھی وقار وآبرومندانہ مقام حاصل کر سکتے ہیں۔

ہمارا اصل ہدف:

عالمِ اسلام کا اتحاد ہے۔لہٰذا مسلمان اپنی ''مسلم ایسوسی ایشن'' یا ''مسلم بلاک'' قائم کریں۔مسلمان آپس میں دوستی ومودّت کے رشتوں کو فروغ دیں اور کفار کے ساتھ دوستی کے روابط مضبوط نہ کریں۔اپنی بین الاقوامی مسلم نیوز ایجنسی بنائیں۔اپنا کرنسی کا نظام قائم کریں۔اپنے تعلیمی وثقافتی تبادلے کریں۔آپس میں ویزے اور پاسپورٹ کے حصول کا طریقہ آسان بنائیں بلکہ ممکن ہوتو اس پابندی کو ختم ہی کردیں۔سارے عالم اسلام میں قرآن فہمی کے لیے عربی زبان کی تعلیم کا حصول لازمی قرار دیا جائے......اپنی عالمی مسلم فوج قائم کریں۔اسلامی تنظیم کانفرنس کو مضبوط بنایا جائے۔اس کے ذریعے جہاد کو فروغ دیا جائے۔بیکس مظلوم کشمیری وفلسطینی بے کس قیدی مجاہدین کی مدد کی جائے اور مہاجر مسلمانوں کے لیے ''جہاد فی سبیل اللہ فنڈ'' قائم کیا جائے......

اس طرح بغیر کسی مرعوبیت کے ہر جگہ، ہر موقع پر مسلم تشخص کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی اخلاقی وتہذیبی اقدار کو فروغ دیا جائے تب ہی غیر مسلموں کی مشابہت اور پیروی سے جان چھڑانا ممکن ہو سکے گا۔پھر انشاء اللہ العزیز ہم کامیاب وسرخرو ہو سکیں گے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے مقاصد کو بروئے کار لانے اور اس میں اپنا اپنا کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتابیات

مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا

قرآنِ پاک، احادیث رسول مقبول، عموماً بخاری مسلم اور مشکوٰۃ

۱۔ میرا گھر — از عامرہ احسان

۲۔ غیر اسلامی تہوار — از محمد اختر صدیق

۳۔ اکیسویں صدی کا استقبال اور بے خبر مسلمان — از ملک احمد سرور

۴۔ بسنت اور ویلنٹائن ڈے — از عطاء اللہ صدیقی

۵۔ الشمس والقمر بحسبان — از عبدالرحمان کیلانی مرحوم

۶۔ اپریل فول۔ تاریخی و شرعی حیثیت — از ڈاکٹر عاصم عبداللہ قریونی
ترجمہ پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی

۷۔ روزنامہ نوائے وقت اور ایکسپریس اور دیگر اخبار

۸۔ ہفت روزہ ''غزوہ'' ہفت روزہ ''ایشیا''

۹۔ ماہنامہ محدث، ماہنامہ ترجمان القرآن، ماہنامہ پکار ملت، ماہنامہ چمن بتول

❁❁❁❁❁

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اساتذہ کے لیے ضابطہ اخلاق

ہر استاد کو یہ عہد کرنا چاہیے کہ وہ:

1۔ اپنی زندگی کو احکام الٰہی اور سنت رسولؐ کے مطابق ڈھالے گی اور ان امور سے بچنے کی کوشش کرے گی، جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی ناراضگی کا باعث ہیں۔

2۔ پاکستان کے اساسی نظریے، یعنی اسلامی نظریہ حیات کے تحفظ اور ترویج کی پوری پوری کوشش کرے گی۔

3۔ اسلام کا انسان مطلوب بنانے کے لیے اپنی شاگردوں کی تربیت کو ہر لمحہ پیش نظر رکھے گی۔

4۔ معیار تعلیم کو بلند کرنے، نئی نسل کو اسلامی خطوط پر تربیت دینے اور پاکستان میں ایک اسلامی جمہوری معاشرے کے قیام کے لیے عام افراد، طالب علموں کے والدین، رفقائے کار اور انتظامیہ کا تعاون حاصل کرے گی۔

5۔ پیشہ وارانہ صلاحیت کی نشو ونما کے لیے مطالعہ جرائد و کتب، تنظیم اساتذہ اور حکومت کے زیر اہتمام منعقد ریفریشر کورسوں اور تعلیمی کانفرنسوں میں باقاعدگی اور توجہ سے حصہ لے گی۔

6۔ اپنے فرائض منصبی محنت، خلوص اور دیانت داری سے سرانجام دے گی۔ جن میں یہ یہ امور بطور خاص شامل ہیں۔

☆ وقت کی پابندی ☆ سبق کی تیاری ☆ کلاس روم میں غیر متعلق گفتگو سے اجتناب ☆ تعلیمی لحاظ سے کمزور طالبات پر انفرادی توجہ ☆ نصابی اور ہم نصابی سرگرمیوں میں بھرپور شرکت۔

7۔ پیشہ وارانہ ترقی کے لیے تحقیقی کاوشیں اور تعلیم و تدریس میں نئے تجربات کی کوشش کرے گی، تاکہ دیگر اساتذہ بھی ان سے فائدہ حاصل کر سکیں۔

8۔ طالب علموں کو ایسی سزا نہیں دے گی، جس سے ان کی عزت نفس مجروح ہو، اور نہ ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے توہین آمیز گفتگو کرے گی۔

9۔ اپنے شاگردوں کو پرائیویٹ ٹیوشن پڑھنے کے لیے مجبور نہیں کرے گی۔

10۔ طالب علموں کے جائزوں اور امتحانات کے انعقاد، پرچوں کی جانچ اور نتائج کی تیاری میں تقویٰ کا اعلیٰ معیار قائم رکھتے ہوئے انتہائی دیانت داری سے کام کرے گی۔ نہ کسی قسم کی سفارش اور دباؤ سے متاثر ہوگی اور نہ جانب دارانہ رویہ اختیار کرے گی۔

11۔ اپنے رفقائے کار، شاگردوں اور تعلیمی اداروں کے اندر باہمی اعتماد کی فضا پیدا کرے گی۔

12۔ اپنے رفقائے کار پر نکتہ چینی سے اجتناب کرے گی۔

13۔ اپنے اور اپنے رفقائے کار کے حقوق کے تحفظ اور غیر منصفانہ شرائط کو منسوخ کرانے کے لیے آئینی اور اخلاقی حدود میں رہ کر جدوجہد کرے گی۔

14۔ اپنے تعلیمی ادارے کی انتظامیہ اور رفقائے کار کے ساتھ ہر ممکن تعاون کرے گی۔ جس کی بنیاد ہوگی:

تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَان

نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں مدد کرو اور برائی اور گناہ کے کاموں میں (ایک دوسرے کی) مدد نہ کرو۔ ان شاء اللہ العزیز

❁❁❁❁❁

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارا میدانِ کار

ہمارے تعلیمی ادارے ہیں

ہماری مخاطب

پاکستان کی مسلمان خواتین اساتذہ ہیں

ہماری منزل

پاکستان میں اسلامی نظامِ تعلیم کا نفاذ ہے

اور

ہمارا مقصود

رضائے الٰہی کا حصول ہے

تنظیم اساتذہ پاکستان (خواتین)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہماری مطبوعات

1- استادملت کا محافظ ــــــــــــــــــــــــــــ ثریابتول علوی

2- اسلام اور توہین رسالت ــــــــــــــــــــــــ //

3- قیام پاکستان کے حقیقی عوامل ــــــــــــــــــــ //

4- عالمی یومِ خواتین اور مسلمان عورت ــــــــــــــ //

تنظیم اساتذہ پاکستان (خواتین)

تنظیم منزل 47۔ایبک پارک 3-بہاول شیر روڈ مزنگ لاہور

اسی مصنفہ کے قلم سے

5- اسلام میں عورت کا مقام ومرتبہ ــــــــــــ مکتبہ خواتین میگزین

6- جدید تحریک نسواں اور اسلام ــــــــــــــ منشورات

7- خواتین کمشن رپورٹ کا جائزہ ــــــــــــــ منشورات

8- حدود قوانین ــــــــــــــــــــــــــــ منشورات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ